المہنّد اور اعتراضات کا علمی جائزہ

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

المہند

اور اعتراضات کا

علمی جائزہ

متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

0321-6353540

نام کتاب ____ المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ

نام مصنف ____ محمد الیاس گھمن

بار اشاعت اول ____ ستمبر 2013ء

تعداد ____ 1100

باہتمام ____ احناف میڈیا سروس

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودہا
0321-6353540

دارالایمان 17-فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0423-7350016 ◆ 0321-4602218

دارالایمان دوکان نمبر 11 ماشاءاللہ مارکیٹ نزد تبلیغی مرکز
گیٹ 5 رائیونڈ 0335-7500510

فہرست

عقیدہ نمبر2:--47

عقیدہ نمبر3:--52

عقیدہ نمبر25: -- **192**

مقدمہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد

بارہویں صدی ہجری کے بعد برصغیر پاک وہند میں فرقہ غیر مقلدین کا ظہور ہوا اس وقت سے لے کر آج تک اس فرقہ نے اپنے قلیل فرقے کے علاوہ سب اہل حق مسلمانوں کی تکفیر کی ہے۔ ان کے نزدیک ائمہ اربعہ کے مقلدین مشرک وکافر ہیں، بدعتی اور گمراہ ہیں۔ برصغیر میں چونکہ احناف کی کثرت تھی اس وجہ سے علمائے احناف ہی ان کا نشانہ بنے اور آج تک بنتے آرہے ہیں۔ اس فرقہ نے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے قرآن وحدیث کا نام استعمال کیا، علمائے احناف کو قرآن وحدیث کا منکر قرار دیا اور فقہ حنفی جو صدیوں سے یہاں پر رائج تھی اس کو قرآن وحدیث کے خلاف بتایا۔

منکرین حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کہلاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ صرف ہمیں صحیح معنوں میں قرآن کے عامل ہیں اور ہم نے ہی قرآن کو صحیح طرح سمجھا ہے۔ جس طرح ان حضرات کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اسی طرح غیر مقلدین کا دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے۔ یہ لوگ قرآن وحدیث کی تشریح اپنی مرضی سے کرتے ہیں، قرآن کو چھوڑ کر حدیث حدیث کی رٹ زیادہ لگاتے ہیں مگر ان کے عمل بالحدیث کا حال یہ ہے کہ حدیث کی مختلف اقسام جن کا ذکر اصول حدیث کی کتابوں میں موجود ہے (دیکھیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی نقشبندی کا رسالہ "عجالہ نافعہ") ان میں سے صرف اور صرف ایک قسم کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور باقی تمام اقسام کی احادیث کا انکار کرتے ہیں۔

تصوف اور صوفیاء کرام کے سخت دشمن ہیں۔ ولیوں کی کرامات بلکہ تمام خوارقِ عادت جن میں کشف، الہام، رویائے صالحہ وغیرہ جو قرآن وحدیث

سے ثابت ہیں، ان کا انکار کرتے ہیں۔ یہ حال ان کے اکثر علماء اور عوام کا ہے بلکہ موجودہ حضرات میں تو شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اس آفت سے محفوظ ہو۔ فقہ حنفی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف لکھنا ان کے نزدیک فرض ہے۔ تبلیغی جماعت، علمائے دیوبند کی مخالفت ان کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کا جہاد سادہ لوگوں کو ورغلا کر غیر مقلد بنانا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ہماری کتاب فرقہ اہلحدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ)

شروع میں ان لوگوں کا سارا زور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف ہوتا تھا۔ علمائے حق نے جب اس محاذ پر ان کا مقابلہ کیا تو ان لوگوں نے اپنا انداز بدلا اور تبلیغی جماعت کے خلاف مہم شروع کردی۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ اور فضائل اعمال کے خلاف بہت زہر اگلا۔ جب اس میں بھی ناکام ہوئے تو اب ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ ہمارا تو علمائے دیوبند سے عقائد کا اختلاف ہے مسائل کا نہیں، علمائے دیوبند عوام کو مسائل میں الجھاتے ہیں اور اپنے عقائد پر پردہ ڈالتے ہیں۔

غیر مقلدین کے طبقہ میں اس وقت پروفیسر ڈاکٹر طالب الرحمن زیدی اور ان کے برادران توصیف الرحمن زیدی، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن زیدی، حافظ زبیر علی زئی اور اس کے حواری، کراچی کے ناصر رحمانی اور نصیب شاہ سلفی، امین اللہ پشاوری، بزرگ علماء میں صلاح الدین یوسف لاہوری ؛جن کی تفسیر مولانا جونا گڑھی کے ترجمہ کے ساتھ سعودیہ سے شائع ہوئی ہے اور آج کل دارالسلام ادارے کے ساتھ منسلک ہیں؛ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا ارشاد الحق اثری فیصل آبادی اور انڈیا کے رئیس احمد ندوی ؛جو اب فوت ہو چکے ہیں؛ بھی علمائے دیوبند کے خلاف لکھنے میں پیش پیش ہیں۔ ان سب حضرات کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں

جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں اور ہماری اس بات کی تصدیق کرسکتے ہیں۔

وجہ تالیف

غیر مقلدین علمائے دیوبند کی جن عبارات کو قطع وبرید کرکے عقائد کا نام دے کر پیش کرتے ہیں ان میں اکثر عبارتیں صوفیاء کرام کی ہیں جن کا عقائد سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور ان کا اکثر حصہ بریلویوں سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ بہر حال اس موضوع پر غیر مقلدین کی طرف سے کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سر فہرست طالب الرحمٰن زیدی کی عربی کتاب "الدیوبندیہ" اور دوسری اردو زبان میں "دیوبندیت تاریخ وعقائد" ہیں۔

طالب الرحمٰن کے بعد عقائد کے حوالہ سے ایک رسالہ دیکھنے کا موقعہ ملا جس کے مرتب کراچی کے نصیب شاہ سلفی ہیں اور مقدمہ امین اللہ پشاوری نے لکھا ہے۔ رسالے کا نام ہے " موازنہ کیجئے کہ کون سے عقائد صحیح ہیں عقائد علمائے دیوبند یا عقائد قرآن وحدیث" یہ رسالہ چوبیس صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی تصدیق کرنے والوں میں مولانا ابو عمر عبد العزیز نورستانی پشاور، مولانا عبد السلام رستمی پشاور، مولانا عبید اللہ ناصر رحمانی کراچی وغیرہ شامل ہیں۔ ملنے کا پتہ مدرسہ دارالکتاب والسنۃ السلفیہ نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی لکھا ہوا ہے۔

یہ رسالہ اصل میں مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ ساہیوال ضلع سرگودھا کے ایک رسالے کا جواب ہے۔ آپ نے اپنے دور میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب "المہند علی المفند" کا اختصار، "خلاصہ عقائد علمائے دیوبند" کے نام شائع کیا تھا۔ بعد میں کچھ حضرات نے اس کو اشتہار کی شکل میں بھی طبع کرایا۔ اس میں علمائے دیوبند کے جن 25 عقائد کا ذکر آپ نے فرمایا تھا ان میں ایک عقیدہ بھی ایسا نہیں جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

غیر مقلد نصیب شاہ سلفی نے عوام کو دھوکہ دیا ہے اور ان عقائد کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کرنے کی اپنی سی ناکام کوشش کی ہے۔

المہند کے پچیس عقائد کے علاوہ بھی کچھ عقائد نصیب شاہ نے ذکر کیے ہیں اور ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ "علماء دیوبند کے مذکورہ عقائد کے علاوہ مزید گمراہ کن خرافات پر مبنی عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں"۔ پھر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دیوبندی حضرات علم غیب، حاضر وناظر، مختار کل، نور وبشر، غیر اللہ کو پکارنا، نظریہ حلول، صفات باری تعالیٰ، وسیلہ وغیرہ کے عقائد میں بریلویوں والا عقیدہ رکھتے ہیں، اور اسی وجہ سے دیوبندی بھی بدعقیدہ، مشرک اور بدعتی ہیں۔

اگرچہ ہم نے نصیب شاہ سلفی کے جواب میں قلم اٹھایا ہے، ان کے تمام اعتراضات کے جوابات دیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ علمائے دیوبند کا ایک بھی عقیدہ ایسا نہیں جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔ تاہم ہماری یہ کتاب صرف نصیب شاہ کا جواب نہیں بلکہ اس طرز پر غیر مقلدین کی طرف شائع سے ہونے والی تقریباً تمام کتابوں کا جواب ہے کیونکہ یہی عبارتیں دوسرے غیر مقلد حضرات نے بھی نقل کی ہیں۔

علمائے دیوبند کے عقائد کی وضاحت

علمائے دیوبند الحمد للہ پکے اہل السنت والجماعت ہیں اور مسائل اجتہادیہ میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کی تحقیقات کو بہتر سمجھتے ہوئے ان کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشرتی مسائل ہوں یا اخلاقیات، تزکیہ ہو یا تصوف... المختصر دین ودنیا کا کوئی بھی مسئلہ بڑا یا چھوٹا

اور دین کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو علمائے دیوبند کا یہ خاص وصف ہے کہ وہ کسی حال میں قرآن و سنت کے خلاف کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ جان تو دے سکتے ہیں مگر کسی کو قرآن وسنت کے خلاف کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ علمائے دیوبند نے قرآن وسنت کی بالا دستی کے لیے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ علمائے دیوبند کے عقائد اور مسلکی رخ کی وضاحت کے لیے ہم تجویز کرتے ہیں کہ درج ذیل کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ مسلک علمائے دیوبند قاری محمد طیب رحمہ اللہ، علماء دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج قاری محمد طیب رحمہ اللہ، المہند علی المفند مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ، خلاصہ المہند مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ۔

چند اصولی باتیں

علمائے دیوبند پر جو الزامات نصیب شاہ نے لگائے ہیں ان کا مفصل جواب آگے آرہاہے مگر یہاں مقدمہ میں چند اصولی باتیں درج کی جاتی ہیں جن سے ایسے تمام اشکالات و اعتراضات کا جواب ہوگا جو عقائد کے حوالہ سے غیر مقلد پیش کر رہے ہیں۔

1: ہمارے عقائد کا اصل ماخذ قرآن وسنت ہیں ۔ قرآن وسنت کے خلاف کسی عقیدے کو علمائے دیوبند نہیں مانتے۔

2: قرآن وسنت کا جو مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ نے سمجھا ہے وہی صحیح اور درست ہے۔ اس کے خلاف اگر کوئی شخص کوئی اور مطلب بیان کرے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

3: ہمارے وہی عقائد ہیں جو علمائے حق اہل السنت والجماعت کے عقائد ہیں اگر کوئی ہماری طرف ایسے عقیدے کی نسبت کرے جو اہل السنت والجماعت

سے ثابت نہیں تو وہ مردود ہے، ہمارا عقیدہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

4: جیسے غیر منصوص مسائل میں عامی کے لیے اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے ویسے عقائد میں تقلید ضروری نہیں۔ کیونکہ تقریباً تمام بنیادی عقائد جو ہیں وہ منصوص ہیں اور منصوص عقائد و مسائل میں تقلید ضروری نہیں ہوتی۔

5: جب بھی دنیا میں باطل فرقوں نے عقائد کے حوالہ سے فساد برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اہل حق میں بھی ایسے افراد کو پیدا کیا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن و سنت سے ثابت شدہ صحیح عقائد کی حفاظت فرمائی۔ انہوں نے باطل فرقوں کے تمام شکوک و شبہات کے جواب دیے، خالص قرآن و سنت والے عقائد کی اشاعت فرمائی اور اپنے اپنے دور میں علمائے حق اہل السنت والجماعت نے عقائد کے حوالہ سے کافی کام کیا۔ تاہم تیسری اور چوتھی صدی ہجری عقائد کے حوالے سے کافی اہم ہیں۔ اس دور میں کچھ نئے فرقے پیدا ہو گئے تھے اور جو پہلے سے موجود تھے انہوں نے بھی پھر سے سر اٹھایا اور دنیا میں ایک طوفان برپا کر دیا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے دو شخصیتیں پیدا فرمائیں جنہوں نے ان باطل فرقوں کی سرکوبی فرمائی۔

امام ابوالحسن اشعری

ان میں سے پہلی شخصیت امام ابوالحسن الاشعری الشافعی المتوفیٰ 324ھ کی ہے آپ مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ میں تمام باطل فرقوں سے مقابلہ فرمایا اور اہل السنت والجماعت کے عقائد کی تصحیح و توضیح فرمائی۔ بہت سی کتابیں عقائد اہل السنت کی تفہیم و تشریح میں لکھیں اور تمام

اعتراضات کے جوابات دیے۔ آپ کے اس خاص کارنامے کی وجہ سے امت محمدیہ نے آپ کو علم عقائد کا امام تسلیم کیا جن لوگوں نے آپ کی تشریح و تنقیح اور تحقیق و تفہیم سے اتفاق کیا وہ آپ کی پیروی کی وجہ سے اشعری کہلائے۔

امام ابو المنصور ماتریدی

دوسری شخصیت امام ابو المنصور محمد بن محمود السمرقندی الماتریدی الحنفی المتوفی 333ھ کی ہے۔ آپ تین واسطوں سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے استاد امام ابو بکر احمد بن اسحاق جوزجانی رحمہ اللہ تھے وہ امام ابو سلیمان بن موسیٰ بن سلیمان جوزجانی المتوفی 300ھ کے تلمیذ تھے وہ امام ابو یوسف، امام محمد، امام عبد اللہ بن مبارک تینوں کے شاگرد تھے اور یہ تینوں حضرات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اس طرح امام ابو منصور ماتریدی کو تین واسطوں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

آپ نے بھی امام ابو الحسن الاشعری کی طرح خاص عقائد پر توجہ فرمائی اور اہل السنت والجماعت کے عقائد جو خالص قرآن وسنت سے ماخوذ تھے؛ جنہیں عقائد اسلامیہ، دین اور مسائل اعتقادیہ بھی کہا جاتا ہے اور بعض حضرات علم الکلام سے بھی تعبیر کرتے ہیں؛ کو بڑی تحقیق سے دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا اور ملاحدہ اور زنادقہ کے اعتراضات اور شکوک وشبہات کا عقل اور نقل سے رد فرمایا۔ ان عقائد ومسائل پر آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن لوگوں نے ان کے کام کو سراہا اور ان پر اعتماد کیا وہ ماتریدی کہلائے۔ علمائے دیوبند بھی عقائد کی تفہیم و تشریح میں آپ پر اعتماد کرتے ہیں اور حنفی ماتریدی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو ان دونوں حضرات کے تھے۔ ہم ان کی تفہیم و تشریح کو دوسروں کے مقابلہ میں

بہتر خیال کرتے ہیں۔

6: ان دونوں سے پہلے بھی اور بعد میں بھی علمائے اہل السنت والجماعت نے عقائد پر بہترین کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جس طرح ہر شعبہ میں اس شعبہ کے ماہرین کی رائے معتبر سمجھی جاتی ہے اور اس شعبہ کے ماہرین کی کتابوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، عقائد میں بھی اسی اصول کی پابندی کرنا پڑے گی۔

عقائد اہل السنت پر چند کتب کا تعارف

7: اہل السنت والجماعت کے عقائد پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الفقہ الاکبر: یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب ہے اس کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں۔

شرح فقہ اکبر: ملا علی قاری۔ اصل کتاب تو عربی میں ہے تاہم اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر اردو: مولانا نجم الغنی رام پوری کی کتاب ہے۔

البیان الازہر ترجمہ الفقہ الاکبر: یہ مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی رحمہ اللہ سابق مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا ترجمہ ہے اور کہیں کہیں مختصر حواشی بھی آپ نے لکھے ہیں اور اس پر مقدمہ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کا لکھا ہوا ہے۔ سواتی صاحب نے اہل السنت والجماعت کے عقائد پر مشتمل تین مشہور کتابوں کا ترجمہ کیا ہے جس میں سے ایک فقہ اکبر ہے دو کا ذکر اپنے مقام پر آرہا ہے۔

العقیدۃ الطحاویۃ: امام ابو جعفر احمد بن محمد الازدی الطحاوی المتوفی 321ھ۔ یہ مشہور محدث ہیں جو امام طحاوی رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس کتاب کا

ترجمہ مع مختصر حواشی بھی مولانا عبد الحمید خان سواتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے کیا ہے۔ کئی بار طبع ہو چکا ہے۔

اس ترجمہ کے علاوہ بھی اس کے کئی تراجم اور شروحات اردو زبان میں دستیاب ہیں ۔ اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور دیگر کئی زبانوں میں اس کے ترجمے، شروحات اور تلخیصات موجود ہیں ۔ اس میں اہل السنت والجماعت کے تقریباً تمام وہ ضروری عقائد آگئے ہیں جن کا ذکر قرآن وسنت میں موجود ہے۔ امام طحاوی نے اپنے عقائد کے ذکر کے ساتھ ساتھ فرقِ باطلہ مجسمہ، جہمیہ، جبریہ، قدریہ اور ان جیسے دوسرے فرقوں سے براءت کا اظہار بھی کیا ہے۔ عقیدہ طحاویہ اس وقت دنیا کی تمام اہم درس گاہوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے فاضل علماء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں، جن میں سے زیادہ مشہور اور مقبول علامہ عبدالغنی المیدانی الحنفی الدمشقی المتوفی 1298ھ کی شرح العقیدۃ الطحاویۃ ہے جو پاکستان میں زمزم پبلشرز کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

ضروری نوٹ:

العقیدۃ الطحاویۃ کی ایک شرح عربی زبان میں قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی سے ابن ابی العز حنفی کے نام شائع ہوئی ہے۔ غیر مقلدین نے اس کو اپنے تقریباً تمام مشہور مدارس میں داخل نصاب کیا ہوا ہے اور لڑکیوں کے مدارس میں بھی اس کا ترجمہ شامل نصاب ہے جو اسلامی عقائد کے نام سے طبع ہوا ہے۔ اس کا مترجم مشہور غیر مقلد عالم ہے اور اس کو طبع بھی غیر مقلدین نے کیا ہے۔ یہ عربی شرح اور اس کا ترجمہ درست نہیں ہے اس میں اہل السنت والجماعت کے عقائد کی ترجمانی نہیں کی گئی بلکہ غیر مقلدین کے عقائد کی ترجمانی کی گئی ہے اور اہل السنت کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔ اس شرح کے متعلق مزید

تفصیل جاننے کے لیے مولانا سجاد ابن الحجابی کا مقالہ ”شرح العقیدۃ الطحاویۃ ابن ابی العز پر ایک تحقیقی نظر“ ملاحظہ فرمائیں جو نوجوانانِ دیوبند سہراب گوٹھ کراچی سے طبع ہو چکا ہے۔ ہمارے عقائد تمام کے تمام وہی ہیں جو امام طحاوی حنفی نے اپنی کتاب میں جمع فرمائے ہیں۔

العقائد: علامہ عمر بن محمد نسفی حنفی المتوفیٰ 537ھ، یہ مختصر متن عقائد نسفی کے نام سے معروف ہے۔ اس متن کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں جن میں ”شرح العقائد تفتازانی“ سب سے مشہور ہے۔

تکمیل الایمان: شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی المتوفیٰ سن ء1052ھ

عقیدۃ الحسنۃ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی رحمہ اللہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

میزان العقائد: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، علمائے دیوبند کے حواشی کے ساتھ کئی بار طبع ہو چکا ہے۔

قارئین کرام ہم نے اب تک ان کتابوں کا تعارف کرایا ہے جو طبع شدہ ہیں اور آسانی سے مل سکتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز کو تو غیر مقلد بھی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ ان سے ہمارا سوال ہے کہ کیا آپ عقائد میں بھی ان کو تسلیم کرتے ہیں یا صرف ان چند مسائل میں جو آپ کی مرضی کے ہوں اور ان میں بھی قطع وبرید کر کے ؟!!!

عقائد اہل السنت پر چند مزید کتب کا تعارف

اب ہم کچھ مزید کتابوں کے نام نقل کرتے ہیں۔

1- تقریر دل پذیر: مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کتابوں میں اکثر کتابیں حقانیت اسلام پر ہیں۔ تقریر دل پذیر کا

موضوع بھی یہی ہے۔ اکثر عقائد کو عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔

2- شرح حدیث ابی رزین رضی اللہ عنہ: از مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ یہ اصل میں حضرت نانوتوی کا ایک مکتوب ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور تجلیات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ مکتوب فارسی زبان میں ہے۔ اس مکتوب کا اردو ترجمہ حضرت نانوتوی کے مجموعہ مکتوبات انوار النجوم ترجمہ قاسم العلوم میں موجود ہے قاسم العلوم حضرت نانوتوی کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔

3- حجۃ الاسلام: مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ یہ اردو زبان میں ہے اور غیر مسلموں کو سمجھانے کے لیے انتہائی آسان اور سادہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

4- تصفیۃ العقائد: مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

5- میلہ خدا شناسی: مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

6- مباحثہ شاہجہان پور:

7- جمال قاسمی: اس میں مسئلہ وحدۃ الوجود کی تشریح ہے۔

8- عقائد الاسلام: تالیف مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی، تفسیر حقانی کے مصنف۔

9- الاسلام: (اسلام کے بنیادی عقائد) کے نام سے شائع ہوا ہے۔ مصنف علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ہیں۔

10- عقائد الاسلام: مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

11- علم الکلام: مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

12- الدین القیم: علامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ

13- عقائد اسلام قاسمی: مولانا محمد طاہر قاسمی برادر محمد طیب رحمہ اللہ

14- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مدلل: مولانا مفتی محمد طاہر مسعود

15- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ: مفتی زین العابدین کرنالوی

16-اسلامی عقائد: ڈاکٹر مفتی عبد الوحد

17-صفات تشابہات اور سلفی عقائد: ڈاکٹر مفتی عبد الواحد

18-دین و شریعت: مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

19- المصالح العقلیۃ: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

20-تعلیم الدین بحث عقائد: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

21-فروغ الایمان: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

22-تمہید العرش فی تحدید العرش: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

23-الاکسیر فی اثبات التقدیر: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

24-الانتباہات المفیدۃ عن الا شتباہات الجدیدۃ: مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

25-بہشتی زیور حصہ اول عقیدوں کا بیان: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ۔ حضرت تھانوی نے ہماری معلومات کے مطابق چھوٹی بڑی چالیس (40) کتابیں صرف عقائد سے متعلق تحریر فرمائی ہیں۔

26- تبلیغ اسلام: مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

27-آئینہ محمدی: مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

28-شرح کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ وغیرھم: علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے داماد اور شاگرد خاص مولانا احمد رضا بجنوری نے انوارالباری شرح صحیح بخاری جلد نمبر 19 میں بخاری شریف کی اس آخری کتاب کی شرح کی ہے جو بے نظیر شرح ہے۔ عقائد کے حوالہ سے ہر شخص کو دیکھنی چاہے۔ ویسے تو ساری انوار الباری بخاری کی بہترین شرح ہے کاش یہ مکمل ہو جاتی۔ شروع لے کر کتاب الوتر تک ہے، یا پھر یہ آخری حصہ ہے۔ مولانا احمد رضا بجنوری حنفی اپنے زمانہ کے اہل السنت والجماعت حنفی مسلک کے ترجمان مانے گئے ہیں۔ انہی کے

ساتھیوں میں سے ایک شخصیت علامہ محمد زاہد الکوثری الحنفی المتوفیٰ 1371ھ کی ہے۔ انہوں نے اہل السنت کے عقائد کے تحفظ کے لیے بے پناہ خدمات سر انجام دیں۔علامہ صاحب نے عقائد کی مشہور کتابوں پر تعلیقات اور حواشی تحریر فرمائے۔اس کے علاوہ خود بھی بہت سی تالیفات فرمائیں۔ حضرت کی تمام کتابیں احناف کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی ہیں۔ خصوصا درج ذیل کتب کا مطالعہ بہت مفید ہے:

29-مقالات کوثری: مختلف علمی و تحقیقی موضوعات پر جامع مانع مقالات۔

30-مقدمات کوثری: مقدمات کوثری میں وہ مقدمات جمع کیے گئے ہیں جو آپ نے مختلف کتابوں پر تحریر فرمائے تھے۔اس میں بھی بعض مضامین عقائد کے حوالے سے بہت اچھے ہیں۔

31-تعلیقات وحواشی کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی

32- تعلیقات وحواشی دفع شبہۃ التشبیہ والرد علی المجسمۃ من ینتحل مذہب الامام احمد، ابن جوزی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہم نے بہت سی مشہور کتابوں کا تذکرہ کر دیا ہے غیر مقلدین کو چاہیے کہ اگر ہمارے عقائد معلوم کرنے ہیں تو ان کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں، صوفیاء کی باتیں پیش نہ کریں، صوفیاء کی باتیں دین میں حجت نہیں ہوتیں۔

نصیب شاہ اور دیگر غیر مقلدین نے عوام کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لیے اولیاءکرام کے وہ واقعات جن کا تعلق خوارق عادات، کرامات وغیرہ سے ہے ان میں قطع وبرید کرکے اور ان پر اپنی مرضی کے عنوانات قائم کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دیوبندی حضرات کے عقائد شرک وبدعت والے ہیں۔المختصر یہ کہ جو بریلویوں کے عقائد ہیں وہی دیوبندی علماء کے

ہیں۔ مثلاً علم غیب، حاضر وناظر، مختار کل، نور بشر، یارسول اللہ پکارنا، کسی کو حاجت روا مشکل کشا سمجھنا۔ اسی طرح بعض رسومات کا تذکرہ کیا ہے۔

جس طرح نصیب شاہ، طالب الرحمٰن یا دیگر غیر مقلدین نے کیا ہے ہم بھی کرسکتے ہیں اور بالکل ایسی باتیں علمائے غیر مقلدین کی بھی ہیں۔ اگر غیر مقلدین کا ایسا ہی طرز رہا تو ان شاء اللہ جلد ہی ایک ایسی کتاب اسی طرح کے عنوانات لگاکر شائع کر دی جائے گی۔ ہم نے الحمدللہ اس موضوع پر تمام مواد اکٹھا کیا ہوا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس طرح کیا جائے، ہم اب تک دفاع میں ہی لگے ہوئے ہیں۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر ہمیں بھی ایسا کرنا پڑے گا۔ غیر مقلدین کے ذمہ دار حضرات کو چاہیے کہ اپنے علماء کو علمائے دیوبند کے خلاف بے جا اور ناروا اعتراضات کرنے سے روکیں۔

باقی ان مسائل شرک وبدعت میں علمائے دیوبند کا صحیح نظریہ کیا ہے وہ ہماری اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں سے معلوم ہو جائے گا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ، شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ، شاہ اسحٰق رحمہ اللہ کے بعد شرک وبدعت اور رسومات کے باطلہ کی تردید اور ابطال جس قدر علمائے دیوبند نے کیا ہے کسی جماعت نے نہیں کیا۔ غیر مقلدین کے ہاں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ ایسی کتابوں کی ایک مختصر فہرست ہم نے اپنی کتاب "فرقہ بریلویت کا علمی جائزہ" کے آخر میں لگائی ہے جن میں سے چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

ازالۃ الریب عن عقیدہ علم غیب: مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر: مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

تحقیق مسئلہ مختار کل یعنی دل کا سرور: مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔ اس میں غیر اللہ کے اختیارات وتصرفات کی بحث ہے۔

نور وبشر: افادات مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

گلدستہ توحید: مولانا سرفراز خان صفدر۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ شرک کیا ہے اور غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا مثلاً یارسول اللہ المدد، یا علی مدد، یا غوث الاعظم مدد وغیرہ کہنا کیسا ہے۔

تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین: مولانا سرفراز خان صفدر۔ اس میں تیرہ مسائل پر بحث کی گئی ہے جو بریلوی دیوبندی کے مابین اختلافی ہیں۔

تسکین الصدور اور سماع موتیٰ: مسئلہ حیات النبی ﷺ اور مسئلہ سماع موتیٰ میں علمائے دیوبند کا صحیح موقف کیا ہے اس پر ہمارے استاد محترم نے تسکین الصدور اور سماع موتیٰ میں مفصل بحث فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ بدعات کی تردید میں راہ سنت، باب جنت، حکم الذکر بالجہر، اخفاء الذکر، درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ وحدۃ الوجود میں ہمارا موقف وہی ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی مختلف کتابوں میں لکھا ہے اور خاص کر مکتوب مدنی کے دفاع میں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے الفیض بالحق یعنی دمغ الباطل جیسی ضخیم کتاب تالیف فرمائی۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ عزیزی، تفسیر عزیزی اور ملفوظات عزیزی میں اس مسئلہ سے متعلق جو ارشاد فرمایا، درست ہے۔ پھر شاہ اسماعیل شہید نے عبقات میں اور اپنی دیگر کتب میں مسئلہ وحدۃ الوجود پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے پیرو مرشد سید احمد شہید بریلوی نقشبندی کے ارشادات وملفوظات وغیرہ کا مجموعہ مولانا عبد الحی اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے جمع فرمایا ہے اس میں مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق جو نظریہ لکھا ہے علمائے دیوبند کا بھی وہی ہے۔ علمائے دیوبند نظریہ حلول کے قائل نہیں

اس نظریہ کو وہ کفر سمجھتے ہیں۔ آپ کے نواب صدیق حسن خاں نے بھی اپنی بہت سی کتب میں اس نظریہ کو بیان فرمایا ہے ان شاء اللہ یہ سب جمع کیا جائے گا جس سے ثابت ہو جائے گا کہ وحدۃ الوجود کے آپ بھی قائل ہیں۔

بزرگوں کے واقعات سے غلط استدلال کا جواب

اس کے متعلق ہم نے طالب الرحمٰن کی کتاب کے جواب میں جو کتاب لکھی ہے "جی ہاں! فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے" کے مقدمہ میں کافی بحث کر دی ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔ نصیب شاہ نے جن بزرگوں کے واقعات قطع وبرید کر کے نقل کیے ہیں اور اپنی مرضی کا استنباط فرمایا ہے وہ تو انہی کا حصہ ہے۔ بزرگوں کی کرامات، کشف الہام، رویائے صالحہ وغیرہ قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور خود غیر مقلد علماء کی کتابیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں مثلاً:

الحیات بعد الممات سوانح عمری سید نذیر حسین محدث دہلوی، مآثر صدیقی والقاء المنن نواب سید صدیق حسن خان کی سوانح عمریاں، سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی مع مجموعہ مکتوبات، سوانح حیات مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ مصنف مولانا عبد القادر، تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی، مولوی نذیر احمد دہلوی احوال وآثار، حیات النذیر، تذکرہ علمائے خانپور ضلع ہزارہ، تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، صوفی محمد عبد اللہ حالات خدمات آثار، حیات شاہ اسمٰعیل شہید تالیف مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد، مولانا محمد جونا گڑھی حیات وخدمات مصنف تنزیل الحسینی الصدیقی، سیرت ثنائی حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری مصنف فضل الرحمٰن بن میاں محمد، حیات مولانا عبد المجید سوہدری، حیات الشیخ میاں نذیر حسین محدث دہلوی پروفیسر محمد مبارک کراچی، محمد حسین بٹالوی حیات وخدمات تراجم علمائے حدیث ہند، علمائے

الاسلام مصنف مولانا ابراہیم سیالکوٹی، غیر مقلدین کے مشہور سوانح نگار مولانا محمد اسحٰق بھٹی شاگرد مولانا محمد اسماعیل سلفی کی کتابیں، عبدالرشید عراقی کی کتابیں جو علمائے غیر مقلدین کے متعلق لکھی گئی ہیں الحمدللہ ہماری ان سب پر نظر ہے اگر فرقہ غیر مقلدین کا یہی طرز رہا تو پھر ہم بھی لکھنا جانتے ہیں۔ یہ سیلاب روکنا ان کے لیے مشکل ہو جائے گا۔

نصیب شاہ، طالب الرحمٰن، زبیر علی زئی ہوش کے ناخن لیں۔ ان کے علاوہ غیر مقلدین نے مستقل کرامات اور واقعات پر بھی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً کرامات اہلحدیث مولانا عبد المجید سوہدری، کرامات اہلحدیث محمد ادریس فاروقی، کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ترجمہ ابو القاسم حافظ محمود احمد، نظر شافی ابو ضیاء محمود احمد غضنفر شائع کردہ حدیبیہ پبلیکشنز رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، مومن عورتوں کی کرامات وغیرہ۔

تعویذات اور دم وغیرہ کی بحث

غیر مقلدین کے علماء نے اس کام میں بڑا حصہ لیا ہے علمائے دیوبند کے ہاں تو کچھ بھی نہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اعمال قرآنی پر اعتراض کرنے والے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ اگر زیادہ نہیں تو کتاب التعویذات المعروف الداءوالدواء جو ان کے چودھویں صدی کے مجدد سید نواب صدیق حسن نے لکھی ہے دیکھ لیں۔ ہمارے سامنے جو کتاب ہے اس پر مصنف کا نام اس طرح لکھا ہوا ہے عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خان رحمہ اللہ۔ ناشر محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور اور ملنے کا پتہ نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور لکھا ہوا ہے جو غیر مقلدین کا معروف ادارہ ہے۔ دوسری کتاب اسلامی تعویذ مولف عطاء اللہ ڈیروی غفر اللہ ولوالدیہ الشارقۃ،

الامارات العربیۃ المتحدۃ تلیفون545750 دیکھ لیں۔

اس طرح ذکر واذکار کا مسئلہ ہے۔ بعض صوفیائے کرام نے مخصوص اذکار متعلق ارشاد فرمایاہے کہ اس کو اتنی بار پڑھیں۔ غیر مقلد اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے بزرگوں نے بھی اس طرح فرمایاہے دیکھیے حزب الرسول: صادق سیالکوٹی، الحزب المقبول: محمد بن الفیض الانصاری۔ شرح الاسماء الحسنیٰ: قاضی سلیمان منصور پوری، انوارالتوحید میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے وظائف کے متعلق پڑھنے کی تعداد صادق سیالکوٹی نے خود اپنی طرف سے لکھی ہے۔

بہر حال بات عقائد علمائے دیوبند سے شروع ہوئی ہے ہم نے عقائد علمائے دیوبند سے متعلق چند بنیادی باتیں یہاں مقدمہ میں عرض کر دی ہیں۔ ہمارے تمام عقائد پر مشتمل کتاب تیار ہورہی ہے، مزید تفصیل ان شاءاللہ اس میں عرض کریں گے۔ غیر مقلدین سے عقائد پر گفتگو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کے متعلق مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا سے رابطہ فرمائیں۔ آپ کو گفتگو کرنے اور تحریر لکھنے کا طریقہ بتادیا جائے گا۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں قرآن وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین وتبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رحمہم اللہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ نمبر 1:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے روضۂ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے بلکہ واجب کے قریب ہے اگرچہ سفر کرنے اور جان ومال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند صفحہ 216

اعتراض:

نبی اکرم ﷺ کا روضہ مقدس جگہ ہے لیکن اس کی نیت سے سفر شریعت میں ممنوع ہے۔

قال النبی ﷺ لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد، المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھٰذا

اس حدیث میں آپ ﷺ نے بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ کسی مقام، قبر اور علاقہ کی طرف بنیتِ ثواب سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد

نوٹ: اس بارے میں جواز کی روایات ساری موضوع ہیں۔

کل حدیث یروی فی زیارۃ قبر النبی فانہ ضعیف بل موضوع

فتاوٰی ابن تیمیہ جلد 14 صفحہ نمبر 14، الکامل فی الضعفاء لابن عدی جلد 6 صفحہ 351

(موازنہ کیجئے صفحہ 2۔3، از مولوی نصیب شاہ سلفی)

جواب:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں دو دعوے کیے ہیں:

1): نبی کریم ﷺ کے روضۂ مقدس کی نیت سے سفر کرنا شریعت اسلامی میں

ممنوع ہے۔

2): اس بارے میں جواز کی ساری روایات موضوع ہیں۔

پہلے دعویٰ کا جواب:

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے روضہ مقدس کی نیت سے سفر کرنا شریعت میں ممنوع نہیں بلکہ جائز و مستحب اور بہت اجر و ثواب والی چیز ہے، ائمہ دین نے اس موضوع پر کافی و شافی بحث فرمائی ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی“ جلد 2 صفحہ 53 پر ایک مستقل فصل فی حکم زیارۃ قبرہٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے عنوان سے تحریر فرمائی ہے۔ باذوق افراد کے لیے حوالہ کافی ہے۔

زیارت قبر النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں غیر مقلدین کے مقتداؤں کی رائے

شاہ صاحب کی تسکین قلب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اس جگہ صرف اور صرف شاہ صاحب کے مقتداؤں کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

عقیدہ زیارت قبر النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نواب وحید الزمان کی نظر میں:

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

قلت هٰذا الكلام عجيب فان مسئلة شد الرحال الى غير المساجد الثلثة مختلف فيه من زمن الصحابة والتابعين حتى سافر ابوهريرة لزيارة الطور و كثير من علماء السلف والخلف جوزوا السفر لزيارة قبور الانبياء والصلحاء مثل امام الحرمين والغزالى والسيوطى وابن حجر المكى وابن الهمام والحافظ ابن حجر والنووى وغيرهم فهل كانوا هؤلاء كافرين مشركين بل يلزم ان يكون كفرهم اشد على مذهب هٰذا القائل لانهم

والعیاذ باللہ ما اقتصروا علی ارتکاب الشرك والکفر بل جوزوا الشرك والکفر

ہدیۃ المہدی صفحہ 31

ترجمہ: میں اس عجیب کلام میں کہتاہوں مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور طرف بغرض زیارت سفر کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے سے مختلف فیہ ہے، یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے طور کی زیارت کے لیے سفر کیا۔ اور سلف و خلف کے بہت سے علماء نے انبیاء وصلحاء کی قبروں کی زیارت کے سفر کو جائز قرار دیاہے۔ مثلاً امام الحرمین، غزالی، سیوطی، ابن حجر مکی، ابن الہمام، حافظ ابن حجر، نووی رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء۔ تو کیا یہ لوگ کافر ومشرک تھے؟ بلکہ اس قائل کے مذہب پر ان کا کفر اور بھی شدید ہو گا کیونکہ وہ العیاذ باللہ نہ صرف کفر و شرک کے مرتکب ہوئے بلکہ انہوں نے کفر وشرک کو جائز بھی کہا۔

نواب سید نور الحسن کی رائے:

نواب سید نور الحسن خان اپنی مایہ ناز کتاب "عرف الجادی" کے صفحہ 102 پر لکھتاہے:

مگر دو سہ حدیث کہ سندش لابأس بہ ست و دلالتش بر فضل زیارت است

عرف الجادی صفحہ 102

ان دو حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ عقیدہ سلف صالحین اور غیر مقلدین کے پیشواؤں کا بھی ہے۔ شاہ صاحب کی تسلی کے لیے ان کے پیشواؤں کے اقوال بھی پیش کیے ہیں حالانکہ اس عقیدے کے بارے میں صحیح اور حسن احادیث بھی موجود ہیں۔

حدیث لاتشد الرحال ائمہ حدیث اور غیر مقلدین کی نظر میں:

اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد

المكة والمدينة میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے اور مسجد بیت المقدس کی فضیلت کے باب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ان احادیث میں صرف مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے کہ یہ مساجد اپنے فضائل کی وجہ سے تمام مساجد سے برتر ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

صحیح بخاری شریف کے شارح حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ان المراد حكم المساجد فقط وانه لاتشد الرحال الى مسجد من المساجد للصلوٰة فيه غير هٰذه الثلٰثة واما القصد غير المساجد لزيارة صالح او قريب او صاحب او طلب علم او تجارة او نزهة فلا يدخل فى النهى ويؤيد ما رواه احمد من طريق شهر بن حوشب

فتح الباری جلد 3 صفحہ 65

ترجمہ: اس سے محض مساجد کا حکم مراد ہے اور یہ کہ ان تین مساجد کے علاوہ نماز کی نیت سے کسی مسجد کا سفر نہ کیا جائے۔ البتہ کسی نیک آدمی، عزیز یا ساتھی سے ملنے یا علم حاصل کرنے یا تجارت وغیرہ کے لیے کیا جائے تو وہ منع نہیں ہے۔ امام احمد نے شہر بن حوشب کے طریق سے جو روایات نقل کی ہے اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

اور آگے چل کر لکھتے ہیں:

فيبطل بذلك قول من منع شد الرحال الى زيارة القبر شريف

وغیرہ من قبور الصالحین

فتح الباری جلد 3 صفحہ 66

یعنی یہ حدیث ان حضرات کے قول کی تردید کرتی ہے جو رسولِ اکرم ﷺ اور صلحاء کی قبور وغیرہ کی زیارت کے لیے شد الرحال سے منع کرتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد علامہ وحید الزمان کی رائے:

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم وحید الزمان لکھتے ہیں کہ امام الحرمین اور نووی اور سبکی اور حافظ ابن حجر اور امام غزالی اور بہت سے علماء دین کا قدیماً و حدیثاً مذہب یہ ہے کہ اولیاء، صلحاء رحمہم اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی قبور کی زیارت کے لیے سفر کرنا درست ہے۔

حدیث لاتشد الرحال کے متعلق لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوائے ان تین مساجد کے اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا درست نہیں۔ مسجدیں سب برابر ہیں فضیلت میں۔ پس سفر کرنا کسی اور مسجد کے لیے بے فائدہ تعب ہے۔ اور اس کی مؤید وہ روایت ہے جو امام احمد کی مسند میں ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ نمازی کو نہیں چاہیے کہ کسی مسجد کی طرف کجاوے باندھے سوائے مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ ابو محمد الجوینی نے جو سوائے ان تین مساجد کے اور کہیں سفر کو حرام کہا تو یہ ان کی غلطی ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالی نے احیاء میں کہا کہ بعض علماء نے اس حدیث کی رو سے (یعنی لاتشد الرحال) منع کیا ہے علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ سفر جائز ہے اس حدیث کے اطلاق سے کہ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا اور آیا یہ لوگ منع کرتے ہیں انبیاء کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے بھی؟ جیسے

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اگر اس کو منع کرتے ہیں تو محال ہے اور جو جائز رکھتے ہیں تو پھر انبیاء اور دوسرے صلحاء اور علماء کا بھی قیاس ممکن ہے اور حدیث سے اور کسی مسجد کی طرف سوائے ان تین مسجدوں کے سفر کرنے کی ممانعت مقصود ہے کیونکہ اور سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں ۔ بر خلاف اولیاء، انبیاء اور صلحاء کے مزارات کہ ہر ایک مزار میں جدا جدا فیوض اور برکات ہیں اور ایک دوسرے سے فائق اور افضل ہیں، انتہیٰ مختصراً۔

سنن ابن ماجہ مترجم علامہ وحید الزمان جلد 1 صفحہ 701

ان حوالہ جات سے جہاں یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس حدیث کا زیارت قبر النبی ﷺ سے کوئی تعلق نہیں وہاں یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ سلف صالحین اور خود غیر مقلدین کے اکابر کے نزدیک روضہ اقدس کے لیے سفر کرنا جائز ہے اور جو حضرات منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

دوسرے دعوے کا جواب:

شاہ صاحب نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ اس بارے میں جواز کی تمام روایتیں موضوع ہیں۔

بحوالہ فتاویٰ ابن تیمیہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی علم و کمالات میں بے نظیر تھے، جبال العلم تھے اور کتاب و سنت کے بڑے عالم تھے۔ ان کا علم و فضل اور کتاب و سنت پر وسعت نظری اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن جس طرح ہر عالم کی بات کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاتا بلکہ کتاب و سنت اور متقدمین اکابر کے عقائد و اعمال کے میزان پر پرکھا جاتا ہے اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی بات کو

بھی کتاب و سنت اور متقدمین اکابر کے عقائد و اعمال کے میزان پر پرکھا جائے گا۔
اکابرین امت نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے اس قول کی تردید کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنا جائز نہیں۔

علامہ حافظ ابن حجر اور علامہ قسطلانی رحمہا اللہ تعالی کی رائے:

علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالی نے اس قول کو من اقبح الاقوال لکھا ہے۔

فتح الباری جلد 3 صفحہ 53، ارشاد الساری جلد 2 صفحہ 344

علامہ صفی الدین بخاری رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

علامہ صفی الدین بخاری رحمہ اللہ تعالی نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی حمایت میں ایک رسالہ "القول الجلی" لکھا ہے انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے اس قول کے متعلق لکھا ہے کہ هو مخطى فى ذلك اشد الخطا یعنی اس مسئلہ میں وہ زیادہ شدید خطا کر گئے۔

تسعہ رسائل صفحہ 119

علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وقوله ان ما ذكره من الاحاديث فى زيارة قبرالنبیﷺ فكلها ضعيفة باتفاق اهل العلم بالحديث بل هى موضوعة لم يرو احد من اهل السنن المعتمده شيئًا منها بينا بطلان هذه الدعوى فى اول هذا الكتاب

یعنی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا یہ کہنا کہ زیارت قبر النبی ﷺ کے سلسلے کی جس قدر احادیث ہیں وہ سب کی سب اہل علم کے نزدیک ضعیف بلکہ موضوع

ہیں اور کسی معتبر صاحب سنن نے اس کو روایت نہیں کیا اور اس کتاب کے شروع میں، میں نے اس بات کا بطلان ظاہر کر دیا ہے۔

غیر مقلد سید نورالحسن کی رائے:

غیر مقلدین کے پیشوا علامہ سید نور الحسن بن نواب صدیق حسن خان اپنی مشہور کتاب عرف الجادی میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے مذکورہ قول کو صارم منکی کے حوالے سے نقل کر کے آخر میں اپنا فیصلہ یوں بیان کرتے ہیں۔

مگر دو سہ حدیث سند لا بأس بہ ست و دلالتش بر فضل زیارت ست

عرف الجادی صفحہ 102

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ زیارت قبر کے متعلق ساری روایات ضعیف اور موضوع نہیں بلکہ صحیح اور حسن احادیث بھی موجود ہیں۔ نیز امت کے تعامل متواتر سے ان احادیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے اور تعامل متواتر مستقل دلیل ہے۔

الزامی جواب:

شاہ صاحب کا یہ رسالہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے اقوال سے بھرا پڑا ہے ہر جگہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے ہر عقیدے اور قول کو آنکھیں بند کر کے قبول کیا ہے گویا اندھی تقلید کی ہے۔ جب تقلید آپ کے نزدیک گمراہی ہے تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی ہر بات کو حق باطل کا میزان کیوں بنایا ہوا ہے؟ دوسروں کے عقائد و نظریات کے خلاف اگر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی آپ کے لیے حجت ہیں تو اپنے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی مسئلہ قرأت خلف الامام کے متعلق لکھتے ہیں:

امام کے جہر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امام پڑھے اور مقتدی سنیں۔ یہی وجہ

ہے کہ امام جہری نمازوں میں جب ولاالضالین پڑھتا ہے تو مقتدی آمین کہتے ہیں اور دوسری نمازوں میں چونکہ مقتدی سنتے نہیں اس لیے وہ آمین نہیں کہتے۔ اگر امام بھی قرأت کر رہا ہو اور مقتدی بھی پڑھتے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ امام کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ تم ایسے لوگوں کو سناؤ جو اس کے لیے آمادہ نہیں۔ اور اس قوم کو خطبہ اور وعظ کہو جو توجہ نہیں کرتی۔ اور یہ ایسی کھلی حماقت ہے جس سے شریعت مطہرہ کا دامن بالکل پاک ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص خطبہ امام کے وقت باتیں کر رہا ہو تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے پر کتابوں کا بوجھ لادھا گیا ہو ایسے ہی وہ شخص ہے جو جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کرتا ہو۔

فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی جلد 2 صفحہ 147

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث لاتفعلوا الا بأم القرآن کے متعلق فرماتے ہیں:

وهذا الحديث معلل عند ائمة الحديث بأمور كثيرة ضعفه احمد وغيره من الائمة

جلد 23 ص 286

کہ یہ حدیث معلل ہے ائمہ حدیث کے نزدیک بامور کثیرہ کے حتی کہ امام بخاری کے استاد امام احمد رحمہ اللہ تعالی اور دوسرے ائمہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ہر وقت ہر گھڑی قال شیخ الاسلام قال شیخ الاسلام کی رٹ لگانے والے شاہ صاحب اور ان کی پوری جماعت زہر کا کڑوا گھونٹ پی کر مرنے کے لیے تو تیار ہے لیکن شیخ الاسلام کے اس قول کو ماننے کے لیے تیار نہیں، اس کی اصل

وجہ بقول شخصے:

میٹھا میٹھا ہپ ہپ

کڑوا کڑوا، تھو تھو

غیر مقلدین کے گمراہ کن عقائد

عقیدہ نمبر 1:

غیر مقلدین کے نزدیک روضۂ اقدس کو گرانا واجب ہے۔

مشہور غیر مقلد نواب نور الحسن خان عرف الجادی صفحہ 60 پر لکھتا ہے:

"روضۂ اطہر کو گرانا واجب ہے۔"

عرف الجادی صفحہ 60، الروضۃ الندیہ صفحہ 178

عقیدہ نمبر 2:

مرزائیوں کی تعزیت اور شادی کی دعوت وغیرہ میں جانا جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد مناظر مولانا امرتسری لکھتے ہیں:

مرزائیوں سے تعزیت کرنا، دعوتِ شادی قبول کرنا، رسمی سلام کرنا اور مسجد میں چندہ لینا جائز ہے۔

فتاوی ثنائیہ جلد 1 ص 433

عقیدہ نمبر 2:

سفر مدینہ منورہ کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی ﷺ اور دوسری جگہوں کی نیت کرلے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جیسا کہ علامہ ابن ہمام نے فرمایا کہ خالص قبر مبارک کی نیت کرے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند ص216

اعتراض:

لعن الله اليهود والنصٰرى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وفی لفظ الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انھاکم عن ذٰلك وفی رواية اللهم لاتجعل قبری وثنا يُعبد

بخاری و مسلم

مذکورہ احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء کی قبروں کو عبادت خانہ بناتے اور وہاں عبادت کی نیت سے سفر اور دیگر کام کرتے ہیں وہ یہود و نصاریٰ جیسے ملعون ہیں نیز جو روایتیں اس عقیدہ کے خلاف ہیں وہ سب جھوٹ وبناوٹ پر مبنی ہیں۔

وقال شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى فكل هٰذه الاحاديث مكذوبة موضوعة۔

فتاویٰ 14 ص9

(موازنہ کیجئے صفحہ نمبر 3-4)

جواب:

اس اعتراض میں شاہ صاحب نے حدیث لعن الله اليهود والنصٰرى ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے شاہ صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں

قبر یا صاحب قبر کی تعظیم کی خاطر قبر کے اوپر یا قبر کی طرف نماز پڑھنے، قبر پر سجدہ کرنے اور ان پر مساجد تعمیر کرنے سے منع کیا گیا ہے نہ کہ زیارت قبر النبی ﷺ کی نیت سے سفر کرنے سے۔

کیونکہ یہی عمل سابقہ امم میں شرک یعنی قبر اور اہل قبور کی عبادت کا ذریعہ بنا۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اعمال پر نہی وارد کر کے امت پر اس راستے کو ہی بند کر دیا تا کہ یہ امت سابقہ امتوں کی طرح گمراہی میں مبتلا نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنائیو۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو نبی کریم ﷺ کی قبر کی تعظیم کرتے ہوئے اس کی طرف سجدہ کرتا ہو یا نماز ادا کرتا ہو۔

مذکورہ حدیث علامہ ناصر الدین البانی کی نظر میں:

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم علامہ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کے وہی معنی مراد لیے ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔ یعنی قبر کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا، قبر پر سجدہ کرنا اور اس پر مسجدیں تعمیر کرنا، چنانچہ علامہ البانی اس حدیث کے مختلف طرق ذکر کرنے کے بعد اخیر میں لکھتے ہیں ”قبروں کو مسجدیں بنانے کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ متعدد امور کو شامل ہیں“۔

1) ان کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا۔

2) قبروں پر سجدہ کرنا۔

3) ان پر مسجدیں تعمیر کرنا۔

احکام الجنائز، ص254 تا ص258 علامہ البانی مترجم ابو عبد الرحمن بشیر نور

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

باب النهی عن بناء المسجد علی القبور...الخ

ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ اس حدیث کا جو معنی و مطلب شاہ صاحب نے لیا ہے وہ صحیح نہیں۔ باقی رہا شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ جو روایتیں اس عقیدے کے خلاف ہیں وہ جھوٹ اور بناوٹ پر مبنی ہیں۔ اس کا جواب موازنہ نمبر 1 کے تحت گزر چکا ہے۔

الزامی جواب:

غیر مقلدین کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا تو ناجائز ہے لیکن قبروں کے پاس سجدہ کرنا، رکوع و طواف کرنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

قبروں کے پاس سجدہ کرنا یا رکوع اور طواف کرنا جبکہ مقصود ان افعال سے صرف علماء اور شعائر کی تعظیم ہو ان کی عبادت کا ارادہ نہ ہو تو ایسا کرنے والا دیانتاً مشرک نہ ہو گا۔

ہدیۃ المہدی صفحہ 13، 14

انہی علامہ صاحب نے دوسرے مقام پر لکھا ہے:

کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس سجدہ کرنا یا رکوع کرنا یا اس کو بوسہ دینا اور مقصد صرف قبر والے کو سلام کرنا ہو اس کی عبادت کرنا مقصود نہ ہو تو ایسا شخص گنہگار تو ضرور ہے البتہ اس کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔

صفحہ 15

قارئین کرام! ہدیۃ المہدی اہل حدیث مذہب کی معتبر کتاب ہے اس کتاب کے ٹائٹل پر لکھا ہوا ہے۔ "مشتمل بر عقائد اہل حدیث" نیز اس کتاب کے دیباچہ سے

صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا مؤلف اہل حدیث عالم ہے. چنانچہ صفحہ 3 پر لکھتا ہے:

ثم رأيت انه بحمدالله شاع العمل بالحديث وسعى الناس اليه سيما اهل الهند سعيا حيث قد كشفت عن وجوه الدين ظلمات المبتدعين المقلدين ونورت الارض بأنوار الهداية واليقين تزيد عدد العاملين بالحديث يوما فيوما و تجلب على المقلدين نقصًا ولومًا حتى انه ما بقيت قرية صغيرة ولا كبيرة الا وقد جمعت من اهل الحديث طائفة كثيرة او يسيرة ولا تزال التقليد نقص اطواقها وتنكس اعلامها

صفحہ 3

ترجمہ:

پھر میں نے دیکھا کہ بحمد اللہ حدیث کے ساتھ اشاعت عمل اور اس پر بطور خاص ہندوستان کے لوگ کوشش کرتے ہیں اور بیشک ان پر دین کی وجوہ اور بدعتی مقلدین کی ذلت کھل گئی اور زمین انوارِ ہدایت ویقین کے ساتھ منور ہو گئی اور عاملین بالحدیث کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور مقلدین پر طعن و ملامت کر رہے ہیں یہاں تک کہ کوئی چھوٹی اور بڑی بستی ایسی نہیں جہاں زیادہ یا کم اہل حدیث جماعت نہ ہو تقلید کے طوق اتر رہے ہیں اور اس کے جھنڈے سرنگوں ہو رہے ہیں۔

اور صفحہ 5 پر لکھتے ہیں:

وقد قسمت هٰذا الكتاب على جزئين الجزء الاول فى اصول الايمان ويكتب فيها العقائد الصحيحة لاهل الحديث والجماعة

یعنی میں نے اس کتاب کو دو جزؤں میں تقسیم کیا ہے پہلا جزء اصول ایمان میں ہے اور اس میں میں نے اہل حدیث اور جماعت کے عقائد صحیحہ کو بیان کیا ہے۔ اور صفحہ 90 پر لکھا ہے:

ولا يزال طائفة من هٰذه الامة قائمة بامر الله لايضرها من خذلها

حتی یأتی امر اللہ وھی طائفۃ اصحاب الحدیث کثرھا اللہ تعالیٰ واقامھا وھی الفرقۃ الناجیۃ المنصورۃ کما فسرھا النبی ﷺ حیث قال ما انا علیہ واصحابی وفی روایۃ اخری الذین یصلحون ما افسد الناس من سنتی ولم یکن ﷺ ولا اصحابہ احناف ولا شوافع بل کانوا عاملین بالکتاب والسنۃ

ترجمہ:

اور اس امت سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ قائم رہے گا اس کی رسوائی سے اس کا نقصان نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا امر آجائے اور یہی گروہ اصحاب حدیث کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ کرے اور قائم رکھے اور یہی نصرت دیا گیا ناجی فرقہ ہے جیسا کہ اس کی تفسیر فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ میری سنت سے لوگوں کے فساد کی اصلاح کرتے ہیں اور حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نہ حنفی تھے نہ شافعی بلکہ کتاب و سنت کے عامل تھے۔

یہ چند حوالے آپ کے سامنے بطور نمونہ کے ذکر کیے ہیں ورنہ اس کتاب میں اور بہت سے حوالے موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ اہل حدیث حضرات کی بڑی معتبر اور مضبوط کتاب ہے۔

عقیدہ نمبر 3:

زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کو چھوئے ہوئے ہے سب سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

عقائد علمائے دیوبند صفحہ 217

اعتراض:

یہ عقیدہ بدعت پر مبنی ہے۔ اور اصولِ دین کے خلاف ہے، فرمانِ ربانی ہے:

رب العرش الکریم

سورۃ مومنون 114، توبہ 141

ذو العرش المجید (بروج 15)

قال القاسمی و تخصیصہ لکونہ اعظم المخلوقات ان آیتوں میں عرش کی عظمت و کرامت و بزرگی کا ہونا اس لیے مذکور ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے عظمت والا ہے کرسی کے بارے میں ہے:

عن ابن عباس الکرسی موضع القدمین قال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین

کرسی اللہ کے قدموں کی جگہ ہے۔

ابن کثیر، قرطبی، اسماء الصفات بیہقی صفحہ 44 تفسیر احسن الکلام

اللہ کے قدموں کی جگہ افضل ہے یا نبی کی قبر کی مٹی؟ نبی ﷺ نے فرمایا واللہ انك لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ یعنی اے مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کو تمام زمینوں سے محبوب اور بہتر ہے۔

رواہ احمد، ابن ماجہ، ترمذی و صححہ نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 48

بیت اللہ کی ایک نماز ایک لاکھ کے برابر جبکہ مسجد نبوی ﷺ جس میں نبی مدفون ہوئے صحیح حدیث کے مطابق ایک ہزار کے برابر ہے۔ دیوبندیوں نے قاضی عیاض کی تقلید کی ہے اس سے قبل یہ دعویٰ کسی نے نہیں کیا تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

فلا اعلم احدا من الناس قال...... الا قاضی عیاض ولا حجۃ علیہ وقال ھذا اقول مبتدع فی الدین مخالفۃ الاصول الاسلام

فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی جلد 14 صفحہ 45 وھکذا شوکانی فی نیل الاوطار جلد 5 صفحہ 48

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ قول اصول اسلام کے خلاف ہے اور بدعت پر مبنی اور ہم نہیں جانتے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی سے قبل یہ دعویٰ کسی نے بھی کیا ہو۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 4۔5)

جواب:

اس اعتراض میں شاہ صاحب نے سب سے پہلے قرآن کریم کی دو آیتیں اور اس کی تفسیر میں مولانا جمال الدین قاسمی صاحب رحمہ اللہ تعالی کا قول اس کے دوسرے نمبر پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کرسی کے معنی اور تیسرے نمبر پر ایک حدیث نقل کی ہے اور آخر میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا قول نقل کیا ہے ہر ایک دلیل کا تفصیلی جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جمال الدین قاسمی کی عبارت میں شاہ صاحب کی خیانت:

غیر مقلدین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ کار رہا ہے کہ وہ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے ائمہ دین اور علماء کرام کی عبارتوں میں خیانت کرکے عوام الناس کو دھوکا دیتے رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے بھی اپنے ان اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جمال الدین قاسمی صاحب کی عبارت میں خیانت کرتے ہوئے اسے ادھورا نقل

کیا ہے۔ عوام الناس کو دھوکے سے بچانے کے لیے مکمل عبارت نقل کی جارہی ہے۔

(وھو رب العرش العظیم) ای المحیط بکل شئ یاتی منه حکمه وامره الی الکل و تخصیصه لکونه اعظم المخلوقات فیدخل مادونه و قرئ (العظیم) بالرفع علی انه صفة الرب جل وعز

تفسیر قاسمی جلد 4 صفحہ 231

ترجمہ: اور وہ رب ہے عرش عظیم کا یعنی ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے اور اس سے تمام مخلوقات کی طرف اللہ کا حکم اور فیصلے آتے ہیں اور اس کے لیے عرش کی تخصیص اس لیے کی ہے کہ وہ تمام مخلوق سے بڑا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب اس کے اندر سما سکتے ہیں اور العظیم کو ایک قرأت میں بالرفع پڑھا گیا ہے تو اس صورت میں یہ رب کی صفت ہو گی۔ قاسمی صاحب کی اس عبارت سے شاہ صاحب کا استدلال بچند وجوہ باطل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کا جواب:

شاہ صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول الکرسی موضع القدمین سے استدلال کرتے ہوئے کرسی کو روضہ اقدس سے افضل قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ کرسی کے معنی میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔

مولانا محمد جوناگڑھی کی رائے:

مولانا محمد جوناگڑھی نے ترجمہ قرآن جو کہ سعودیہ سے چھپا ہے اس میں لکھا ہے کہ کرسی سے مراد بعض نے موضع قدمین، بعض نے قدرت و عظمت بعض نے بادشاہی اور بعض نے عرش مراد لیا ہے۔

ترجمہ قرآن جوناگڑھی تفسیر صلاح الدین یوسف پارہ 3 صفحہ 111

مولانا جوناگڑھی صاحب کے قول کے مطابق اس قول میں کئی احتمال ہیں

اور قاعدہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب کئی احتمال ہوں تو استدلال باطل ہو جاتا ہے، لہٰذا آپ کا یہ استدلال باطل ہے۔

شاہ صاحب کا قیاس ہمارے خلاف حجت نہیں:

قرآن و حدیث کا نام لے کر قیاس کی مخالفت کرنے والے اب خود قیاس کر رہے ہیں چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ کے قدموں کی جگہ افضل ہے یا نبی ﷺ کی قبر کی مٹی؟ راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت یہ آپ کا قیاس ہے جو ہمارے خلاف حجت نہیں۔

اللہ کی ذات زمان و مکان کی قیود سے منزہ ہے:

در حقیقت کوئی مقام ایسا نہیں جسے اللہ کا مکان کہا جاسکے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو لامکان ہے اور وہ زمان و مکان کی قیودات سے منزہ و برتر ہے عرش الٰہی کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرح کرسی پر بیٹھتا ہے اور بیت اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں رہتا ہے۔ بلکہ استویٰ علی العرش وغیرہ آیات متشابہات میں سے ہیں ان کے حقیقی معنی اللہ خود بہتر جانتا ہے۔ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ استویٰ علی العرش سے وہ معنی مراد ہیں جو اس کی شان کے لائق اور مناسب ہیں۔

نوٹ: اس قسم کی آیات اور احادیث کو ظاہری وحسی معنی پر محمول کرنا فرقہ جسمیہ، مشبہہ اور کرامیہ کا مذہب ہے نہ کہ اہل السنت کا۔

شاہ صاحب کا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں:

شاہ صاحب نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کے بعد اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے حدیث واللہ انك لخير ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ پیش کی ہے۔

شاہ صاحب کا اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔ کیونکہ ہجرت کے موقع پر جب آپ ﷺ مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو فرمایا تھا:

اللهم انك اخرجتني من احب البقاع الى فاسكني في احب البقاع اليك

رواہ الحاکم فی مستدرکہ عن الصحیحین

یعنی اے اللہ بے شک تو نے ہجرت کرائی مجھے محبوب تر جگہ سے تو ساکن کر مجھے اس بقعہ میں جو تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ بھی تمام شہروں میں سے اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے۔

نوٹ: اس قسم کی احادیث کے پیش نظر بعض علماء مکہ کو افضل کہتے ہیں اور بعض علماء مدینہ کو۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی تقلید:

مذکورہ حدیث سے استدلال کے بعد شاہ صاحب نے اس عقیدے میں علماء دیوبند کو قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی کا مقلد لکھا ہے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل (یعنی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی سے) کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ اس مسئلہ پر امت کا اجماع ہے۔ البتہ شاہ صاحب نے خود علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی اندھی تقلید کی ہے۔

مسئلہ مذکورہ پر اجماع امت:

نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر سے لگی ہوئی جگہ عرش سے افضل ہے یہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے نہ کہ صرف قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی کا۔

ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

امام ابو الحسین ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وقع الاجماع على تفضيل ماضم الاعضاء الشريفة حتى على الكعبة یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ

جو حصہ جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ ہر چیز سے افضل ہے حتی کہ کعبہ سے بھی افضل ہے.

جواہر البحار 2 صفحہ 1249 للبنھائی وسبل الھدی والرشاد 3 صفحہ 315

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالی اس مسئلہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال العلماء محل الخلاف فی تفضیل بین المکة والمدینة فی غیر قبرہ ﷺ امہ ھو فاضل ابقاع بالاجماع بل ھو افضل من الکعبة بل ذکر ابن عقیل الحنبلی انہ افضل من العرش

الخصائص الکبری 3 صفحہ 203، مرقاۃ شرح مشکوۃ 2

یعنی علماء میں جو اختلاف ہے وہ شہر مکہ و مدینہ میں افضلیت کے بارے میں ہے لیکن جہاں تک قبر رسول ﷺ کا تعلق ہے پس وہ بالاجماع افضل ہے حتی کہ کعبہ سے بھی افضل ہے بلکہ ابن عقیل حنبلی رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہے کہ بے شک وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

علامہ نور الدین بن برہان الدین حلبی کی رائے:

علامہ نور الدین بن برہان الدین حلبی فرماتے ہیں: قام الاجماع ان ھٰذا الموضع الذی ضم اعضاء الشریفة ﷺ افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبة الشریفة قال بعضھم وافضل من بقاع السمٰوٰت حتی من العرش۔

یعنی اس پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ وہ جگہ جو نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر سے مَس ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے حتی کہ کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے، بلکہ بعض نے کہا ہے کہ یہ مبارک جگہ آسمانوں بلکہ عرش معلی سے بھی افضل ہے۔

سیرتِ حلبیہ 3 صفحہ 366

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

امام نووی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

قال القاضی عیاض اجمعوا علی ان موضع قبرہ ﷺ افضل بقاع الارض وان مکۃ والمدینۃ افضل بقاع الارض واختلفوا فی افضلہا ماعدا موضع قبرہ ﷺ فقال عمر رضی اللہ عنہ وبعض الصحابۃ رضی اللہ عنہم ومالک واکثر المدینین المدینۃ افضل وقال اھل المکۃ والکوفۃ والشافعی وابن وھب وابن حبیب المالکیان مکۃ افضل

شرح مسلم 1 صفحہ 446

یعنی نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر سے لگی ہوئی جگہ بالاجماع افضل ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ باقی مدینہ اور مکہ میں کون سا افضل ہے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی اور اکثر مدینہ والوں کے نزدیک مدینہ افضل ہے اور مکہ والوں اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی اور مالکیوں میں سے ابن وہب اور ابن حبیب کے نزدیک مکہ افضل ہے۔

علامہ زین الدین کی رائے:

علامہ زین الدین ابو بکر بن حسین المراغی م816ھ فرماتے ہیں: واجمعوا علی ان الموضع الذی ضم اعضاء الرسول المصطفیٰ ﷺ المشرفۃ افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبۃ کما قالہ القاضی عیاض وابن عساکر۔ یعنی اس پر اجماع ہے کہ وہ جگہ جو نبی کریم ﷺ کے اعضاء کے ساتھ مس ہے وہ تمام زمین سے افضل ہے حتی کہ کعبہ سے بھی افضل ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی اور ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے۔ تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ صفحہ 104

امام مالک رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

امام مالک رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ان البقعة التی فیہا جسد النبی ﷺ افضل من کل شئ حتی الکرسی والعرش ثم المسجد النبوی ثم المسجد الحرام ثم المکة

یعنی جس ٹکڑا زمین میں نبی کریم ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ ہر شئے سے حتی کہ کرسی و عرش سے بھی افضل ہے اس کے بعد مسجد نبوی پھر مسجد حرام پھر مکة المکرمہ۔

بدائع الفوائد لابن قیم 1 صفحہ 135

علامہ وحید الزمان کی رائے:

مشہور غیر مقلد عالم مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں: سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا افضل ہے، جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی، ابن وہب، مطرف اور ابن حبیب رحمہم اللہ کا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اور اصحابِ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبد البر اور ابن رشد اور ابن عرفہ رحمہم اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے بعض شوافع نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور جانبین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفضیل کی طرف۔ پھر کیا ہے جب صاحب عقل اور صاحب علم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اس قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے۔ بلکہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے خصائص میں جزم کیا ہے

مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت ﷺ کا جسد مبارک مدفون ہے اتنا ٹکڑا تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے، اسی طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ زرقانی۔

موطا امام مالک مترجم صفحہ 623، 624 از علامہ وحید الزمان

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی علماء نے اس عقیدہ کو اجماعی قرار دیا ہے۔ شفاء، شرح الشفاء، نووی شرح مسلم، رد المحتار علی در المختار 2 صفحہ 278، مواہب لدنیہ، شرح مواہب، فضائل مدینہ از علامہ سمہودی، ملفوظات محدث کشمیری صفحہ 268، انوار الباری 6 صفحہ 221، 225 حصہ 17 صفحہ 380، فتح الملہم، معاف السنن 3 صفحہ 323، آپ کے مسائل اور ان کا حل 1، صفحہ 62، 61

غیر مقلدین کا گمراہ کن عقیدہ:

غیر مقلدین اگرچہ نام قرآن و حدیث کا لیتے ہیں لیکن ان کے دِل میں نہ کتاب والے کی عظمت ہے یعنی اللہ کی اور نہ حدیث والے کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی۔ یہ موضوع تفصیلی ہے صرف ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وحید الزمان نے لکھا ہے:

انما التشبیہ ان یقال یدہ کیدنا و بسمعہ کسمعنا وھٰکذا

یعنی بے شک تشبیہ یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح اور اس کی سماعت ہماری سماعت کی طرح ہے اور ایسے ہی دوسرے اعضاء۔

ہدیۃ المہدی صفحہ 15

عقیدہ نمبر 4:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے، ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ میں فلاں بزرگ کے وسیلہ کے ساتھ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند صفحہ 217

اعتراض:

فوت شدہ انبیاء کرام و اولیاء کے نام سے وسیلہ پکڑنا اور دعا مانگنا اقسام بدعت میں سے ہے دورِ فاروقی میں قحط کی وجہ سے عباس رضی اللہ عنہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دعا کرائی جبکہ قبر نبی ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں ہی واقع ہے مگر اس مسجد سے نکل کر استسقاء کے لیے گئے اور فوت شدہ نبی کو چھوڑ کر زندہ عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا۔

بخاری فی الاستسقاء

اسی طرح خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں انہوں نے یزید بن الاسود الجرسی رضی اللہ عنہ سے دعا کرائی:

یا یزید ارفع یدیك الی الله فرفع یدیه ودعا ودعوا فسقوا قال شیخ الاسلام ولم یذکر احد من العلماء انه یشرع التوسل والاستسقاء بالنبی والصالح بعد موته ولا مغیبه فهٰذا من الشرك وهو من دین النصاری

فتاویٰ 14 صفحہ 52 میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ علما میں کسی سے یہ ثابت نہیں کہ نبی یا صالح ولی کے مرنے یا غیب ہونے کے بعد اس کا وسیلہ پکڑنا مشروع ہو۔ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے خوف یا مصیبت کے وقت اطمینان قلب کے لیے اپنے شیخ کو پکارا تو یہ شرک اور نصاریٰ کے دین کی

ایک قسم ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 5)

جواب:

اس اعتراض میں شاہ صاحب نے دو حدیثیں اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا قول پیش کیا ہے۔

شاہ صاحب کی اپنی کتب اور عقائد سے ناواقفی:

شاہ صاحب اگر اپنے اکابر کی کتب کا مطالعہ کر لیتے تو وہ علماء دیوبند پر اعتراض نہ کرتے کیونکہ ان احادیث کے بارے میں ان کے اکابر کی آراء موجود ہیں، جو ہمارے عقیدے کی تائید کرتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وحید الزمان کی رائے:

غیر مقلدین کے پیشوا حضرت علامہ وحید الزمان شاہ صاحب کی پیش کردہ حدیث وانا نتوسل الیك بعم نبیا کی تشریح کرتے ہوئے تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ 4 صفحہ 77 کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔ بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہل بیت کا توسل کرتے۔ اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا توسل آپ کی وفات کے بعد منع تھا۔ کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو دعا سکھائی اس میں یوں ہے یا محمد انی اتوسل بك الی ربی اور اس صحابی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی مگر ہمارے اصحاب میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی اس طرف

گئے ہیں کہ اموات و قبور کا توسل جائز نہیں نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کی قبر کا توسل کیا اور خلاف کیا ان کا بہت سے اکابر محدثین اور علماء نے اور یہ کہا کہ ایک امر کا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جبکہ اصل وسیلہ کا جواز شرع سے ثابت ہے......الخ

تیسیر الباری پارہ 4 صفحہ 77 کا حاشیہ

اور 2 صفحہ 385 کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

مسلم 2 صفحہ 282 کی روایت میں یوں ہے یا اللہ میں اس (یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ، ہم گنہگاروں کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے بجز اس کے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں یا اللہ اپنے حبیب کی دعا پوری کر اور ہم کو آخرت کے عذاب سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے طفیل بچادے، یارب العالمین

تیسیر الباری 2 صفحہ 385

نذیر حسین دہلوی کی رائے:

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل مولانا نذیر حسین دہلوی اپنی مشہور کتاب معیار الحق کے آخر میں لکھتے ہیں:

ھٰذا آخر ما الھم اللہ خالق الثقلین عبدہ العاجز محمد نذیر حسین عافاہ اللہ فی الدارین بجاہ سید الثقلین

معیار الحق صفحہ 419

اس عبارت میں بجاہ سید الثقلین سے توسل صراحۃً مذکور ہے۔

عقیدہ نمبر 5:

آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 217

اعتراض:

نبی کریم ﷺ کی روح مبارک جنت میں اور جسم قبر میں ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے اور قرآن میں آپ کو میت قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انك ميت وانهم ميتون

سورۂ زمر آیت نمبر 30

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تاریخی خطبہ بخاری اور سنن میں موجود ہے جس میں یہ الفاظ قابل غور ہیں۔ من كان يعبد محمدًا فان محمدًا قد مات جو شخص نبی ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یقینا محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد تھی مگر کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا اسی کو اجماع امت کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر کی وجہ سے کسی جگہ پر دعا مانگنا ائمہ دین اور سلف صالحین سے ثابت نہیں وہ سن نہیں سکتے ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم کی کئی آیات اس پر شاہد ہیں۔ سورۃ فاطر نمبر 13، انعام نمبر 36، نمل نمبر 80، نحل نمبر 21، روم نمبر 52۔ بلکہ یہ مشرکین کا طریقہ ہے جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے یعنی یہود و نصاریٰ۔

واما الدعاء لاجل كون المكان فيه قبر نبى او ولى فلم يقل احد من سلف الامة وائمتها فاصله من دين المشركين لامن دين عباداللہ المخلصين كاتخاذالقبور مساجد لمن لعنهم رسول الله من اليهود

والنظری۔ (فتاویٰ 14 صفحہ 75)

(موازنہ کیجئے صفحہ 5۔6)

جواب:

شاہ صاحب نے بخاری کی جس حدیث کا حوالہ دیا ہے اس میں نہ روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی نفی ہے نہ شفاعت کی۔ آیت انك میت وانهم میتون میں آئندہ وفات پانے کی اطلاع دی گئی ہے نہ کہ وفات کے بعد حیات کی نفی ہے۔ اور ہم حضور ﷺ کی وفات کے منکر نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبے میں بھی وقوعِ وفات کی خبر ہے نہ کہ حیات بعد الوفات کی۔

غرض حضرات انبیاء علیہم السلام کی اموات کا عقیدہ ایک حتمی اور قطعی النص عقیدہ ہے اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ لیکن اس سے حیات بعد الوفات کے عقیدے کے ساتھ کوئی تصادم نہیں۔ کیونکہ یہ حیات وعدہ الٰہی کے پورا ہونے (یعنی ورودِ موت) کے بعد قبر اور عالم برزخ میں حاصل ہے، مزید تفصیل کے لیے عقیدہ نمبر 8 کی بحث ملاحظہ فرمائیں جو آگے آرہی ہے۔

غیر مقلدین کی دعائیں مزارات پر جلد قبول ہوتی ہیں:

شاہ صاحب علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ نبی کے قبر کی وجہ سے کسی جگہ پر دعا مانگنا ائمہ دین اور سلف سے ثابت نہیں کیونکہ وہ سن نہیں سکتے جبکہ شاہ صاحب کے مقتداؤں کا عقیدہ ہے کہ عام قبروں کے پاس بھی دعا جلد قبول ہوتی ہے اور قبر پر مطلق دعا کو شرک اور کفر قرار دینے والوں کے قول کو فاسد کہا ہے۔

علامہ وحید الزمان ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:

واما الدعا من الله فلا شك في جوازه في كل محل واختلفوا في جوازه

عند القبر قال بعض ترجی بسرعة الاجابة عند قبر النبی او غیرہ من المواضع المتبرکة قال الشافعی رحمہ اللہ تعالی قبر موسیٰ الکاظم رحمہ اللہ تعالی تریاق مجرب۔وروی الشیخ ابن حجر المکی فی القلائد عن الشافعی رحمہ اللہ تعالی قال انی استبرک بقبر ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالی واذا عرضت لی حاجة اجئ عند قبرہ واصلی رکعتین وادعو اللہ عندہ فتقضی حاجتی وروی الواقدی ان فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ کانت تاتی قبور شہداء احد وتدعوا۔

ولو قال ھٰذا القائل کما قال الشیخان ان الدعاء عند القبر بدعة او انہ شئ مستحدث لم یعھد عن الصحابة رضی اللہ عنھم والتابعین رحمھم اللہ لکان کلامہ وجھان قال الجزری ان لم یجب الدعاء عند قبر النبی ﷺ ففی ای موضع یستجاب ونقل عن مالک انہ امر المنصور بالدعاء عند قبر النبی ﷺ ونقل عن مالک خلافہ ایضًا۔

ہدیۃ المہدی صفحہ 32،33

ترجمہ: رہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا تو کسی مقام پر اس کے جواز میں شک نہیں اور جواز عند القبر میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نبی اکرم ﷺ کی قبر کے پاس یا اس کے علاوہ مقامات مقدسہ پر دعا کی جلدی قبول ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر تریاقِ مجرب ہے۔ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”قلائد“ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پر دو رکعت نماز ادا کر کے اللہ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجب پوری ہو جاتی ہے۔

واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میں شہداء احد کی قبروں پر جا کر دعا کرتی ہوں، اگر قائل

یہ کہتے ہیں کہ شیخان نے دعا عند القبر کو ایسی بدعت یا محدثہ چیز کہا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں نہ تھی اس کلام کی دو وجہیں ہیں ۔

(نوٹ:اس عبارت میں شیخان سے مراد ابن تیمیہ اور ابن قیم ہیں ، ہدایۃ المھدی صفحہ 4)

علامہ جزری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی قبر پر دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ کون سی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہے کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کی قبر پر دعا کے ساتھ نصرت حاصل کرتا ہوں اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے۔

علامہ وحید الزمان اس عقیدہ پر طویل بحث کر کے ابن قیم رحمہ اللہ تعالی سے اس کی چار قسمیں بیان کرنے کے بعد اپنا عقیدہ اور فیصلہ یوں نقل کرتے ہیں:

قلت قد ظهر من كلام الشيخ فساد قول هٰذا القائل فانه جعل مطلق الدعا عند القبر شركا و كفرا والقسم الرابع لى فيه نزاع وعندى انه لابأس بهٰذا الظن ان الدعا من الله تعالىٰ فى المواضع المتبركة سيما عند قبر النبى ﷺ ترجى اجابته بالسرعة اما ظنه ان الدعا عند القبر افضل من الدعا فى المسجد فلا دليل عليه فهو ظن فاسد والشيخ فيه مصيب۔

ہدیۃ المہدی صفحہ 33،34

ترجمہ: میں کہتا ہوں شیخ ابن قیم کے کلام میں اس شخص کے قول کا فساد ظاہر ہے جو قبر پر دعا کو مطلقاً شرک اور کفر قرار دیتا ہے اور میرے نزدیک قسم چہارم میں نزاع ہے اور میرے نزدیک اس میں کچھ حرج نہیں کہ مقامات مقدسہ اور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر دعا کے جلد قبول ہونے کی امید رکھنا چاہیے۔ رہا اس کا یہ گمان کہ عند القبر دعاء مسجد میں دعاء سے افضل ہے تو یہ گمان فاسد ہے اور شیخ (ابن قیم) اس میں صواب پر ہیں۔

عقیدہ نمبر 6:

اگر کوئی شخص آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام پڑھے تو اس کو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو فرشتے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تک پہنچاتے ہیں حضرت خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی آہستہ آواز سے سلام عرض کیا جائے۔ اس کو حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خود سنتے ہیں لہذا آہستہ آواز سے سلام کرنا چاہیے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 218

اعتراض:

ہمیشہ ہر وقت دور و قریب سے ایک جیسا سننا یہ صفت کاملہ صرف اور صرف اللہ کے لیے خاص ہے، دلیل وان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفی

طہ نمبر 8

اگر آپ کوئی بات پکار کر کہیں پس یقیناً وہ جانتا ہے چھپے بھید کو بلکہ اس سے بھی کیوں چھپا ہوا اسے بھی جانتا ہے۔

انہ یعلم الجھر من القول ویعلم ماتکتمون

انبیاء نمبر 109

ترجمہ: وہ بے شک جانتا ہے ایسی بات کو جسے پکار کر کہی جائے اور اسے بھی جانتا ہے جس تم لوگ چھپا کر اپنے دِلوں میں رکھتے ہو۔ ایک موضوع من گھڑت روایت میں ہے کہ نزدیک سے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنتے ہیں دور سے نہیں تو جواب میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ومن یھتج بمثل ھذا الحدیث الموضوع فھو من ابعد الناس عن اھل العلم والعرفان

ترجمہ: جو لوگ اس قسم کی موضوع روایات سے دلیل لیتے ہیں تو وہ لوگ اہل علم و معرفت سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

فتاویٰ ابن تیمیہ جلد نمبر 14 صفحہ نمبر 134

نبی کریم ﷺ سے دو عورتیں صدقہ کے بارے میں معلوم کرنے آئی تھیں جن میں سے ایک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی (زینب) تھی انہوں نے دروازے پر سوال بلال رضی اللہ عنہ کو بتایا پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا (بخاری) تو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے پہلے سوال نہیں سنا تھا اسی لیے تو بلال رضی اللہ عنہ نے دہرایا تو جو نبی ﷺ اتنی جہری آواز اپنی زندگی میں اپنے ہی گھر میں نہیں سن پاتا تو وہ فوت ہو کر دِلوں کے راز کیسے جانے؟۔

آمدِ بنو تمیم کے موقع پر ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی آوازیں بلند ہوئیں جس پر سورۃ حجرات آیت نمبر 2 نازل ہوئی، ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرتے تو اتنا آہستہ کرتے کہ آپ ﷺ کو ان سے پوچھنے کی ضرورت ہوتی۔

اذا حدث النبی ﷺ بحدیث حدثه کاخی السرار لم یسمعه حتی یستفهمه۔

صحیح بخاری، جامع ترمذی، کتاب التفسیر آیت بالا

(موازنہ کیجئے صفحہ 7-8)

جواب:

شاہ صاحب کے اس اعتراض میں تین باتیں قابل غور ہیں:

1) ہر وقت دور اور قریب سے سننا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔

2) نبی قریب سے سنتے ہیں دور سے نہیں، دور سے سننے والی روایت کو من

گھڑت کہا ہے۔

3) دو قصے نقل کر کے لکھا ہے کہ جب نبی اپنی زندگی میں گھر ہی میں نہیں سن سکتا تو فوت ہو کر دِلوں کے راز کیسے جانے؟۔ قارئین کرام !ان تینوں باتوں کا تفصیلی جواب ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ صاحب کی کذب بیانی اور فریب:

شاہ صاحب نے یہاں پر کذب بیانی سے کام لیا اور عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر وقت دور اور نزدیک سے ایک جیسا سنتے ہیں۔ شاہ صاحب نے اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی دھوکہ دہی اور فریب دہی سے کام لیا ہے۔ علماء دیوبند کا قطعا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام پڑھے تو اس کو آپ ﷺ بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ عقیدہ نمبر 6 کی عبارت کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں، اور بعینہٖ یہی عقیدہ شاہ صاحب کے بزرگوں کا بھی ہے۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سن لوں گا اور جو دور سے بھیجے گا تو فرشتے مجھ کو پہنچادیں گے۔ ان حدیثوں سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود و سلام پڑھنے سے بنفس نفیس سنتے ہیں اور اسی پر تمام اہلحدیث کا اتفاق ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا جو ادب اور لحاظ حالت دنیاوی میں تھا وہی اب بھی مسجد نبوی میں لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ

کی حالت نہیں بدلی صرف اہل دنیا کی نظر سے چھپ گئے ہیں۔

سنن ابن ماجہ مترجم، ج1 صفحہ 812، علامہ وحید الزمان غیر مقلد

غیر مقلدین کے امام اور محدث اعظم شیخ الکل فی الکل حضرت میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصا آنحضرت ﷺ کہ فرماتے ہیں جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ لیکن کیفیت حیات ان کی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اوروں کو اس کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔

ضمیمہ فتاویٰ نذیریہ ج2 صفحہ 55

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ اکابر غیر مقلدین کا بھی وہی عقیدہ ہے جو علماء دیوبند کا ہے کہ نبی کریم ﷺ قبر کے قریب سے پڑھے ہوئے درود کو بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے درود کو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچاتے ہیں اور غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ احادیث صحیحہ پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھتے ہیں تو گویا کہ اکابر غیر مقلدین کے نزدیک سماع النبی ﷺ عند قبرہ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تبھی تو انہوں نے اس کو اپنا عقیدہ بنایا ہے یا شاہ صاحب کو اعلان کرنا پڑے گا کہ ان کے اکابر نے اپنے مسلک کی بنیاد موضوعی احادیث پر رکھی ہے اور وہ جھوٹے اہلحدیث ہیں۔

قریب سے سننے کی تمام روایات موضوع نہیں:

دوسری بات شاہ صاحب نے یہ لکھی ہے کہ نزدیک سے نبی ﷺ سنتے ہیں دور سے نہیں یہ ایک موضوع اور من گھڑت روایت ہے اور دلیل میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے قول ومن یحتج بمثل ھذا الحدیث موضوع...... الخ کو

پیش کیا ہے۔ اس کا جواب تو مشق نمبر ایک میں ضمناً ہو چکا ہے لیکن قارئین کرام کے تسلی کے لیے اس دوسری شق کا جواب بھی صراحتاً اکابر غیر مقلدین سے پیش کر دیتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

ضمیمہ جدیدہ فتاویٰ ستاریہ میں محمد ادریس سلفی نائب مفتی جماعت غرباء اہلحدیث اس باب کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

یہ روایت مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلها میں موجود ہے جس کی سند کے بارے میں کلام ہے۔ بہر صورت یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ دور اور قریب سے نبی ﷺ پر درود پڑھنے میں فرق ہے۔ جو شخص آپ ﷺ کی قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اسے نبی ﷺ سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو وہ آپ ﷺ تک بذریعہ فرشتے پہنچایا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی صحیح ہے لیکن اسناد قابل حجت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی دوسری احادیث سے ثابت ہے اور اگر یہ حدیث صحیح نہ بھی ہو تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ دور سے درود پڑھنے والے کا درود آپ ﷺ تک پہنچا دیا جاتا ہے دور والا درود آپ نہیں سنتے پس دور سے پڑھا گیا درود و سلام آپ ﷺ تک فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

ضمیمہ جدیدہ فتاویٰ ستاریہ ج1 صفحہ 185

اور فتاویٰ ستاریہ میں ہے کہ صرف اتنا کہنا کہ اگر آپ ﷺ کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں بے شک ٹھیک ہے۔

فتاویٰ ستاریہ ج1 صفحہ 181

ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ جو شخص آپ ﷺ کی قبر پر جا کر سلام کہتا ہے اس کا سلام آپ ﷺ خود سنتے ہیں یہاں سے نہیں سنتے کیونکہ فرشتے پہنچانے کے لیے اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ فقط عبد القہار غفر لہ

ایک اور سوال کے جواب میں لکھا ہے:

سوال: کیا نبی علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں سن سکتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب: قبر والے کسی کی بھی آہ و پکار نہیں سنتے قرآن مجید میں ہے **وما انت بسمع من فی القبور**۔ ہاں نبی علیہ السلام کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

فتاویٰ ستاریہ 4 صفحہ 117

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم علامہ وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود و سلام پڑھنے سے بنفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ حدیث کا اتفاق ہے۔

سنن ابن ماجہ مترجم 1 صفحہ 814

شاہ صاحب سے دو سوال:

سوال نمبر 1: کیا ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے ایک حدیث کو ضعیف اور موضوع کہنے سے اس باب کی تمام احادیث ضعیف اور موضوع ہو گئیں جبکہ خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی قبروں پر صلوٰۃ و سلام کے لیے جانا مستحب ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وهم احياء فی قبورهم و يستحب اتيان قبورهم لسلام عليهم

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی قبر پر سلام کے لیے آنا مستحب ہے۔

رسائل ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی قاعدہ فی المعجزات والکرامات صفحہ 97

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

فاخبر انه یسمع صلوٰۃ والسلام من القریب وانه یبلغ ذٰلك من البعید

رسائل ابن تیمیہ، صفحہ 191

ترجمہ: آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ قریب سے صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں اور دور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

سوال نمبر2: اگر اس باب کی سب احادیث ضعیف اور موضوع ہیں تو کیا ائمہ اہل حدیث نے ضعیف اور موضوع احادیث پر اتفاق کیا ہے؟

شاہ صاحب کا قیاس فاسد اور اس کا جواب:

اس اعتراض کے آخر میں شاہ صاحب نے احادیث کے حوالے سے دو قصے نقل کر کے لکھا ہے کہ جو نبی اتنی جہری آواز میں اپنی زندگی میں اپنے ہی گھر میں نہیں سن پاتے وہ فوت ہو کر دِلوں کے راز کیسے جانے؟

اس عبارت میں شاہ صاحب نے قیاس فاسد اور قیاس مع الفارق کیا ہے کیونکہ شاہ صاحب نے نبی کریم ﷺ کی عالم برزخ والی زندگی کو دنیاوی زندگی پر قیاس کیا ہے جبکہ آپ ﷺ کی آخرت اور عالم برزخ والی زندگی اس دنیاوالی زندگی سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ وہ مولوی جس کی ساری زندگی قیاس کے بطلان پر گزری ہو آج وہ مجتہد مطلق بن کر قیاس کر رہا ہے اور وہ بھی قیاس فاسد۔

نوٹ: اس اعتراض میں شاہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کی شان مبارکہ میں گستاخی کی ہے عبارت کو غور سے پڑھیے۔

آنحضرت ﷺ کا جو ادب دنیا میں تھا وہ ادب اب بھی مسجد نبوی میں لازم ہے اور اس پر تمام ائمہ اہلِ حدیث کا اتفاق ہے۔

علامہ وحید الزمان سنن ابن ماجہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

ان حدیثوں سے یہ مسئلہ صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف

میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود وسلام پڑھنے پر بنفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہلحدیث کا اتفاق ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا جو ادب اور لحاظ حالت حیات دنیاوی میں تھا وہی اب بھی مسجد نبوی ﷺ میں لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ کی حالت نہیں بدلی۔ صرف اہل دنیا کی نظر سے آپ ﷺ چھپ گئے ہیں۔ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ دو نعمتیں بہت بڑی اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ لیکن لوگوں کی ادھر توجہ نہیں ہے ایک تو ذات بابرکت جناب رسول ﷺ اور دوسری قرآنِ مجید۔

سنن ابن ماجہ مترجم 1 صفحہ 814

علامہ وحید الزمان نے جس بزرگ کا قول نقل کیاہے ان کے قول سے ثابت ہوتاہے کہ حضور ﷺ اب بھی دنیامیں موجود ہیں، وحید الزمان بھی اس کا قائل ہے جبھی یہ قول نقل کیاہے۔ شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ قبر میں نہیں سنتے جبکہ ان کے مقتداؤں کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی حیات برزخی حیات دنیاوی سے زیادہ قوی اور بہتر ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف کے پاس درود وسلام سنتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ کا ادب اور لحاظ اسی طرح قائم ہے جیسے دنیاوی حالت میں تھا بلکہ یہ برزخی حیات بہت ساری باتوں میں دنیاوی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ بہتر ہے۔

سنن ابن ماجہ مترجم 1 صفحہ 815

نوٹ: مذکورہ بالا عقیدہ کے متعلق اکابر غیر مقلدین کے مزید حوالے عقیدہ نمبر 7 کے جواب میں آرہے ہیں۔

عقیدہ نمبر 7:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روحِ مبارک کی زندگی نہیں ہے جو سب آدمیوں کو حاصل ہے بلکہ روحِ مبارک کے تعلق سے جسدِ اطہر کو بھی حیات حاصل ہے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 220

اعتراض:

نمبر 5 میں اس کا جواب ہو چکا ہے مزید تفصیل یہ ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ ارواح شہداء جنت میں ہیں اور سبز پرندوں کی طرح ان کو اجسام دیے گئے ہیں، صبح و شام ان کا سیر بھی جنت ہی میں ہوتا ہے جبکہ امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کا درجہ شہدا سے افضل ہے اور انبیاء کی ارواح کو قبر میں ماننا تو ان کو شہدا سے بھی کم درجہ پر ماننا ہے اور انبیاء کو نعوذ باللہ حقیر ماننا ہے لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ انبیاء شہدا سے جنت میں اعلیٰ مقام پر ہیں۔

واقعہ معراج میں ہے کہ آپ ﷺ کو جنت میں اپنا گھر دکھایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس میں جانے دو تو جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی آپ کی دنیاوی ایام باقی ہیں معلوم ہوا کہ فوت ہوتے ہی آپ کا روح جنت میں منتقل ہو گیا، فقط جسم اطہر قبر میں محفوظ ہے (بخاری جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد زمین پر حرام ہیں وہ اسے نہیں کھاتی (ابو داود / ابن ماجہ) قبر میں حیات دنیوی کا عقیدہ اشاعرہ دیوبندیہ کی خرافات میں سے ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 8)

جواب:

شاہ صاحب نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے رد میں سب سے پہلے سبز پرندوں والی روایت کا سہارا لیا ہے اس کے بعد واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے۔

سبز پرندوں والی روایت اور واقعہ معراج سے استدلال کا جواب:

شاہ صاحب کے دونوں استدلال باطل ہیں کیونکہ علماء دیوبند کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا روضۂ مبارک بھی جنت کا ٹکڑا ہے۔ اور جنت میں زندہ لوگ رہتے ہیں نہ کہ مردہ لوگ۔ حضور ﷺ اب بھی جنت کے اعلیٰ وارفع مقام میں زندہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار۔ یعنی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یہ عام مسلمانوں کے لیے ہے۔ جب مسلمانوں کی قبر جنت بن سکتی ہے تو حضور ﷺ کی قبر بطریقِ اولیٰ جنت ہے۔

معراج کی شب جو مقام آپ ﷺ کو دکھایا گیا ہے اس سے آپ ﷺ کے قبر میں حیات کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے یہی رائے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی بھی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی روح مبارک دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں قرار پذیر ہے اور اس کا بدن مبارک سے تعلق ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر کے اندر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

کتاب الروح صفحہ 54، زاد المعاد 2 صفحہ 49

شاہ صاحب کے نزدیک شہداء کی ارواح کو سبز پرندوں کی طرح اجسام دیے گئے ہیں جبکہ اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ شہداء کی ارواح پرندوں کی شکلیں اختیار نہیں کرتی بلکہ سبز پرندوں کے پیٹوں میں اس طرح سواری کرتی ہیں جیسے انسان ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں "**ارواحھم فی جوف طیر**" مسلم 2 صفحہ 135 اس کی واضح دلیل ہے۔

اب فیصلہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ کن کے نزدیک شہداء سے کم ہے۔ علماء دیوبند کے نزدیک یا شاہ صاحب کے نزدیک؟

اکابر علماء اہلِ حدیث کے نزدیک نبی کریم ﷺ قبر میں زندہ ہیں:

اہلحدیث کے مشہور عالم علامہ وحید الزمان ابن ماجہ کی شرح میں لکھتے ہیں:
کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح و سالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہی ہے پس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اگر دور سے درود بھیجا جائے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کا یہی اعتقاد ہے۔

سنن ابن ماجہ مترجم 1 صفحہ 456

وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححہ البیہقی

نیل الاوطار 3 صفحہ 282

ترجمہ: یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اس حدیث کو امام منذری نے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:

انہ ﷺ حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی الحدیث الانبیاء احیاء فی

قبورھم و قد صححہ البیھقی والف فی ذٰلك جزء۔

السراج الوھاج شرح صحیح مسلم 1 صفحہ 504

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ وصال مقدس کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس حدیث کی تصحیح امام بیہقی نے فرمائی اور انہوں نے خاص اس مسئلہ میں ایک جزء بھی تحریر فرمایا ہے۔

مولانا عطاء اللہ حنیف لکھتے ہیں:

انھم احیاء فی قبورھم یصلون وقد قال النبی من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا بلغتہ۔

التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی 1 صفحہ 237

ترجمہ: حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

شارح ابوداود علامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

فان الانبیاء فی قبورھم احیاء قال ابن حجر المکی وما افادہ من ثبوت حیاۃ الانبیاء حیاۃ بھا یتعبدون ویصلون فی قبورھم مع استغنائھم عن الطعام والشراب کالملائکۃ

عون المعبود شرح ابوداؤد 3 صفحہ 261

ترجمہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ انبیاء کی حیات ایسی ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں اور اپنی قبروں میں نمازیں ادا کرتے ہیں اور ملائکہ کی طرح کھانے پینے سے مستغنی ہیں۔

مولوی اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

اہل السنت والجماعت کے دونوں مکاتب فکر اصحاب الرائے اور اہل حدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہدا اور انبیاء زندہ ہیں۔ برزخ میں وہ عبادات تسبیح و تہلیل فرماتے ہیں ان کو رزق بھی ان کے حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں، صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادات وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔

تحریک آزادی فکر، صفحہ 385

تمام ائمہ اہل حدیث کا متفقہ فیصلہ:

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"اور پیغمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں" ان حدیثوں سے صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود وسلام پڑھنے سے بنفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہلحدیث کا اتفاق ہے۔

سنن ابن ماجہ ج 1 صفحہ 814

عقیدہ نمبر 8:

بہتر یہ ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔ اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 226

اعتراض:

1) استسقاء اور قبرستان کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ قبلہ رُو ہو کر دعا مانگتے تھے۔

بخاری کتاب الدعوات، ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج9 صفحہ 13، مسند احمد

اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سنت طریقہ یہ تھا کہ جب دعا کرتے تو منہ قبلے کی طرف کرتے تھے نہ کہ قبروں کی طرف کرتے۔

2) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر سلام کیا جائے تو منہ قبلہ رخ اور پیٹھ قبر کی جانب ہو۔

فتاویٰ ابن تیمیہ 14 صفحہ 95

3) وقال الشیخ الاسلام ان قصد الدعاء عند قبور لیس من دین المسلمین

فتاویٰ ابن تیمیہ 14 صفحہ 95

دعا کے وقت قبر کا قصد کرنا مسلمانوں کے دین میں سے نہیں ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 9)

جواب:

شاہ صاحب قبر انور کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کی تردید کرنا چاہتے

تھے لیکن مزید تائید ہی کر دی۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ استسقاء اور قبرستان کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگتے تھے، (یعنی قبرستان میں قبلہ رُخ ہو کر دعا نہیں مانگتے تھے، بلکہ قبروں کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے تھے۔

شاہ صاحب کا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ پر الزام:

شاہ صاحب کے یہ الفاظ کہ استسقاء اور قبرستان کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگتے تھے بخاری کتاب الدعوات باب الاستسقاء میں یہ الفاظ مذکور نہیں ہیں۔

شاہ صاحب کے کلام میں تضاد:

شاہ صاحب پہلے لکھتے ہیں کہ استسقاء اور قبرستان کے علاوہ خود آنحضرت ﷺ قبلہ رُخ ہو کر دعا مانگتے تھے۔ اس کے بعد اگلی سطر میں لکھتے ہیں کہ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سنت طریقہ یہی تھا کہ جب دعا کرتے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے تھے نہ کہ قبروں کی طرف۔

قبلہ سے رُخ پھیر کر دعا مانگنا آپ ﷺ سے ثابت ہے:

فرض نمازوں کے بعد آنحضرت ﷺ سے صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف چہرۂ انور کر کے دعا مانگنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنه قال کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی صلوٰة اقبل علینا بوجهه

رواہ البخاری 1 صفحہ 118

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت نماز پڑھ چکتے تو ہم پر متوجہ ہوتے اپنے چہرۂ انور کے ساتھ مقتدیوں کی طرف یہ استقبال عبث اور بے فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ دعا کے لیے ہوتا تھا۔

عن البراء قال کنا اذا صلینا خلف رسول اللہﷺ احبنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهہ قال فسمعته یقول رب قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك

مسلم 1 صفحہ 247

ترجمہ: سیدنا براء بن عازب بن حارث، ابو عمارہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے جب نماز پڑھتے تھے تو دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتے تھے، کیونکہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ سلام پھیریں گے تو چہرۂ انور ہماری طرف کر کے بیٹھیں گے پھر (نماز پڑھنے کے بعد) میں نے آپ ﷺ کو یوں کہتے ہوئے سنا۔ رب قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك

عن انس رضی اللہ عنه قال ما صلی بنا رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ مکتوبة الا اقبل علینا بوجهہ فقال اللهم انی اعوذ بك من کل عمل یخزینی......الخ

شاہ صاحب کے گھر کا حوالہ

مشہور غیر مقلد مولوی محی الدین صاحب "بعد سلام کے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے اور ذکر اور دعاؤں کے پڑھنے کے بیان میں کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں کہ جب نماز پڑھ کر امام سلام پھیرے تو مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ (حاشیہ نمبر6، یہ حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری چھاپہ احمدی میرٹھ کے صفحہ 117 میں ہے۔) اور منہ سے (کبھی) داہنی طرف کے مقتدیوں کی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے اور یہ دعا پڑھے ... استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ... اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام۔ (تقریباً 14 دعائیں ذکر کی ہیں)(حاشیہ

نمبر7) یہ حدیث (یعنی کبھی داہنی طرف اور کبھی بائیں طرف منہ کرنے کی حدیث) بخاری اور مسلم کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ کی پہلی فصل میں ہے۔

فقہ محمدیہ وطریقہ نبویہ صفحہ 29 مرتبہ مولانا محی الدین صاحب

ناشر: جمعیۃ اہلحدیث کراچی (رجسٹرڈ) آسن ہل اوجھاروڈ کراچی، پاکستان

مشہور غیر مقلد علامہ عبد الجبار سلفی صاحب لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کے موقف سے پیدا ہونے والی غلطی کا جواب دے کر ان کا اصل مدعا بھی بیان کیاہے، فرماتے ہیں:

فان حاصل کلامه انه نفاه بقید استمرار استقبال المصلی وایراد بعد السلام واما اذ انتقل بوجهه او قدم الاذکار المشروعة فلا یمتنع عنده الاتیان بالدعاء حینئذ۔

فتح الباری 11 صفحہ 113

کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے جس چیز کی نفی کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز کے بعد پابندی سے قبلہ رُخ بیٹھ کر دعا مانگنا اور جب رخ پھیرے یا مشروعی اذکار پڑھ لے تو پھر دعا کرنا ان کے نزدیک بھی منع نہیں۔

اجتماعی دعا بعد از نماز اور اہلحدیث کا مسلک اعتدال، صفحہ 32،33

ان احادیث اور مولانا محی الدین وعبد الجبار سلفی کے بیان سے معلوم ہوا کہ نمازوں کے بعد حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف چہرہ انور کرکے دعا مانگتے تھے۔ لہٰذا شاہ صاحب کا یہ نظریہ غلط ہے کہ استسقاء اور قبرستان کے علاوہ حضور ﷺ قبلہ رُخ دعا مانگتے تھے۔

صلوٰۃ و سلام کے وقت قبر انور کی طرف منہ کرنا سنت صحابہ ہے:

ابو حنیفة عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال من السنة ان تأتی قبر النبی ﷺ من قبل القبلة ویجعل ظهرك الی القبلة وتستقبل القبلة بوجهك ثم تقول السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاتهٗ۔

مسند امام اعظم صفحہ 136

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تو نبی ﷺ کی قبر شریف پر قبلہ کی جانب سے آئے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرلے اور قبر کی طرف اپنا چہرہ، اور پھر کہے السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته۔

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک سنت طریقہ یہ تھا کہ وہ صلوٰۃ و سلام کے وقت قبر انور کی طرف چہرہ کرتے تھے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کا صحیح ترجمہ و مطلب:

شاہ صاحب نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے اس اعتراض میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی عبارت نقل کی ہے جس کا ترجمہ غلط کیا اس عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے بے شک قبروں کے پاس دعا کا قصد کرنا مسلمانوں کے دین میں سے نہیں ہے۔

اس عبارت کا صحیح مطلب ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" سے ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

فان الدعا عند القبور وغیرها من الاماکن ینقسم الی نوعین: احدهما ان یحصل الدعاء فی البضعة بحکم الاتفاق لا لقصد الدعاء فیها کمن یدعوالله فی طریقه ویتفق ان یمر بالقبور او من یزورها فیسلم علیها،

ویسأل اللہ العافیۃ لہ وللموتی کما جاءت بہ السنۃ فہٰذا ونحوہ لابأس بہ۔

الثانی: ان یتحری الدعاء عندھا بحیث یستشعر ان الدعاء ھناک اجوب منہ فی غیرہ فہذہ النوع منہی عنہ اما نہی تحریم او تنزیہ وھو الی التحریم اقرب والفرق بین البابین ظاھر فان الرجل لو کان یدعو اللہ واجتاز فی ممرہ بصنم او صلیب او کنیسۃ لکان یدعو فی بقعۃ وکان ھناک بقعہ فیھا صلیب وھو عنہ ذاھل۔ او دخل الی کنیسۃ لیست فیھا بیتا جائزا و دعا اللہ فی اللیل او بات فی بیت بعض اصدقائہ ودعا اللہ لم یکن بھذا بأس۔

ولو تحری الدعاء عند صنم او صلیب او کنیسۃ یرجوا الاجابۃ بالدعاء فی تلک البقعۃ لکان ھذا من العظائم، بل لو قصد بیتا او خانوتا فی السوق او بعض عوامید الطرقات یدعو عندھا، یرجوا الایجابۃ بالدعاء عندھا: لکان ھٰذا من المنکرات المحرمۃ اذ لیس للدعاء عندھا فضل۔

فقصد القبور للدعاء عندھا من ھٰذا الباب بل ھو اشد من بعضہ لان النبی ﷺ نہی عن اتخاذھا مساجد وعن اتخاذھا عیدا وعن الصلوٰۃ عندھا بخلاف کثیر من ھٰذہ المواضع۔

وما یرویہ بعض الناس من انہ قال اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور او نحو ھذا فھو کلام موضوع مکذوب باتفاق العلماء...... ان قصد القبور للدعاء عندھا ورجاء الاجابۃ بالدعاء ھناک رجاء کثیر من رجائہا بالدعا ء فی غیر ذٰلک الموطن امر لم یشرعہ اللہ ولا رسولہ ولا فعلہ احد من الصحابۃ ولا التابعین ولا ائمۃ المسلمین ولا ذکرہ احد من العلماء والصالحین المتقدمین ... ومن تأمل کتب الاثار وعرف حال تیقن قطعا ان القوم ما کانوا یستغیثون عند القبور ولا یتحرون

الدعاء عندها اصلاً، بل كانوا ينهون عن ذلك من يفعله من جهالهم كما ذكرنا بعضه۔

اقتضاء الصراط المستقیم مخالفۃ اصحاب الجحیم صفحہ 352 تا 355

ترجمہ: قبروں پر یا دوسرے مقامات پر دعا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

1) یہ کہ کسی جگہ اتفاقاً دعا کرلی جائے حالانکہ وہاں دعا کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ مثلاً آدمی راستے میں جارہا تھا اور اللہ سے دعا مانگی یا یہ کہ قبروں کی طرف سے گزر ہوا یا بالارادہ ان کی زیارت کے لیے گیا اور وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے اور دیگر اموات کے لیے دعا کردی جیسا کہ احادیث میں آیا ہے تو یہ اور اس کی مثل دیگر صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔

2) یہ کہ قبروں کے پاس دعا کرنے کا جان بوجھ کر ارادہ کرلے اور سمجھے کہ وہاں دعا دوسری جگہوں سے زیادہ قبول ہوتی ہے تو یہ صورت ممنوع ہے مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی، ہاں تحریم کے زیادہ قریب ہے، اور دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے۔ (اس کی مثال یوں سمجھیے) کہ آدمی راستے میں چلتے ہوئے دعا کر رہا ہے اور راستے میں بت یا صلیب یا گرجا گھر واقع ہے مگر چونکہ یہ چیزیں اس کے ذہن میں مقصود بالدعاء نہیں ہیں اس لیے وہ گنہگار نہیں۔ اور اس کی دعا جائز ہے یا یہ کہ وہ کسی ایسی جگہ میں دعا مانگ رہا ہے جہاں صلیب بھی ایک جگہ موجود ہے مگر وہ اس کے وجود سے غافل ہے۔ یا یہ کہ وہ داخل ہوا کسی گرجا گھر میں تاکہ اس میں رات گزارے اور رات میں اللہ سے دعا کرتا ہے تو جائز ہے یا اپنے بعض دوستوں کے ہاں رات گزارے اور اللہ سے دعا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ وہ خاص دعا کے لیے گرجا گھر نہیں آیا۔

لیکن اگر جان بوجھ کر کسی بت خانے یا گرجے میں اس لیے دعا کرتا ہے کہ

اس جگہ قبولیت دعا ہوتی ہے تو یہ کبائر میں سے ہے بلکہ اگر کسی نے کسی گھر یا بازار میں کسی خاص دوکان (یا ستون کے پاس) یا راستے کے نشانات کے پاس قبولیت کی خاطر دعا کی تو یہ منکرات محرمہ میں سے ہے کیونکہ یہ دعا کی کوئی فضیلت نہیں۔

پس قبور کے پاس دعا کا قصد اسی قبیل سے ہے یعنی منکرات محرمہ میں سے ہے بلکہ اس سے بھی شدید تر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ، میلہ یعنی مزار بنانے اور ان کے پاس نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے بخلاف ان میں سے بہت سے مقامات کے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی معاملہ کسی طرح تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اہلِ قبور سے مدد حاصل کرو تو باتفاق تمام علماء یہ بالکل جھوٹی حدیث ہے پھر آگے لکھا ہے کہ قبور کے پاس اس امید پر دعا کرنا کہ وہاں دیگر مقامات کے لحاظ سے زیادہ دعا قبول ہوتی ہے یہ ایک ایسا امر ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں فرمایا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے یہ عمل کیا نہ تابعین نے نہ ائمہ مسلمین نے اور نہ ہی متقدمین صالحین میں سے کسی نے اس کا ذکر کیا ہے پھر آگے لکھا ہے کہ جس نے کتب آثار کا مطالعہ کیا ہے اسلاف کے احوال سے آگاہ ہے وہ اس بات پر یقین رکھے گا کہ کسی قوم نے قبور سے مدد نہیں مانگی نہ وہاں دعا کے لیے کوششیں کی مگر جو جہال یہ کام کرتے انہیں منع کرتے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک چند چیزیں مطلقاً حرام ہیں:

- قبور کے پاس دعا کو افضل تصور کرنا۔
- قبور کے پاس دعا کے لیے سفر کرنا۔
- وہاں دعا کی قبولیت کی امید رکھنا۔
- یہ سمجھنا کہ وہاں دوسرے مقامات سے جلدی دعا قبول ہوتی ہے۔

لیکن اگر اتفاقاً قبر پر گزرنا ہوا اور وہاں دعا مانگ لی یا کسی قبر کی زیارت کی یا صاحب قبر کو سلام کیا اور وہاں دعا کر دی تو یہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک حرام نہیں ہے اور یہ شخص نہ مشرک ہو گا اور نہ بدعتی۔

غیر مقلدین کا عقیدہ ابن تیمیہ کے عقیدہ کے خلاف ہے:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی عبارت سامنے رکھیں اور علامہ وحید الزمان کی عبارت سے موازنہ کریں۔ علامہ وحید الزمان اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ 32 پر لکھتے ہیں:

قال بعض ترجی سرعة الاجابة عند قبر النبیﷺ او غیرہ من المواضع المتبرکة۔ یعنی بعض علماء نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس یا اس کے علاوہ مقامات مقدسہ پر دعا جلدی قبول ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

قبر اطہر کی طرف منہ کرنے میں ابن تیمیہ کی رائے:

اس موضوع پر علماء کرام کے اقوال نقل کرنے کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

فاتفقوا فی استقبال القبلة وتنازعوا فی تولیة القبر ظهره وقت الدعاء۔

اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 406

یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنے کے جواز میں اتفاق ہے اور اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے دعاء کے وقت قبر انور کی طرف پشت کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ آپ ﷺ کی قبر شریف کے سامنے کھڑا ہونے والا شخص اللہ کے حضور دعا کر سکتا ہے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو لوگ آپ ﷺ پر سلام عرض کرنے کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں وہ اہلِ ایمان اور اہلِ توحید ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ ابن وہب رحمہ اللہ تعالی نے امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا ہے:

اذا سلم علی النبی ﷺ یقف ووجهه الی القبر لا الی القبلة ویدنو وسلم ویدعو ولا یمس القبر بیده۔

اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 406

یعنی جب کوئی آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرلے تو اس طرح کھڑا ہو کہ منہ آپ ﷺ کی طرف ہو نہ کہ قبلہ کی طرف اور قریب ہو جائے اور سلام عرض کرلے اور دعا کرے لیکن قبر انور کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوئے۔

شارح الشفاء امام خفاجی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

شارح الشفا امام خفاجی رحمہ اللہ تعالی اس بات کی تصریح یوں کرتے ہیں:

صرح اصحابنا بانه یستحب ان یأتی القبر ویستقبله ویستدبر القبلة ثم یسلم علی النبی ﷺ ثم علی الشیخین رضی الله عنهما ثم یرجع الی موقفه الاول ویقف ویدعو۔

یعنی ہمارے علماء نے تصریح کی ہے کہ مستحب یہ ہے کہ حاضری دیتے وقت قبر انور کی طرف منہ کیا جائے اور قبلہ کی طرف پشت پھر سلام عرض کیا جائے پھر شیخین کی خدمت میں پھر پہلی جگہ لوٹ کر دعا کی جائے۔

عقیدہ نمبر 9:

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو صلوٰۃ و سلام پہنچایا جاتا ہے۔ صلوٰۃ و سلام پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو اطلاع دیتے ہیں۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 227

اعتراض:

عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیاء کرام فوت ہو چکے ہیں۔

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افائن مت فهم الخلدون

انبیاء: 34

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی ہے کیا اگر آپ فوت ہو جائیں تو وہ (مشرکین) ہمیشہ رہیں گے۔

واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة ما دمت حیا

مریم: 31

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے نماز زکوٰۃ کا حکم ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

واعبد ربك حتى يأتيك اليقين (حجر: 99)

اور آپ ﷺ اپنے رب کی عبادت کریں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

خلق الموت والحيوة ليبلوكم ايكم احسن عملا

الملک: 2

موت اور زندگی کا مقصد اچھے اور برے اعمال کرنے والوں میں فرق دیکھنا ہے یعنی دنیوی زندگی میں یہ فرق ہو گا کیونکہ موت کے بعد اعمال کے دروازے بند

ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة۔

مسلم، مشکوٰۃ 1 صفحہ 32

انسان کو موت پہنچ جانے پر سارے دروازے اس انسان کے لیے بند ہو جاتے ہیں مگر تین طریقے ہیں اس کی فلاح کے لیے

- صدقہ جاریہ کا اجر ملتا ہے۔
- علم نافع کا اجر ملتا ہے۔
- نیک اولاد جو اپنے والدین کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

اعمال پیر اور جمعرات کے دِنوں میں اللہ کے پاس جاتے ہیں۔

بخاری

قیامت کے دِن بدعتیوں کو حوضِ کوثر سے پانی پلانے سے فرشتے محمد ﷺ کو روک دیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ کو علم نہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد بدعات ایجاد کی تھیں تو نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہی کہوں گا جو صالح بندے نے کہی تھی:

وکنتُ علیهم شهیدا ما دمتُ فیهم

مائدہ: 114

میں تو بس اسی وقت کی خبر رکھتا ہوں جس وقت میں ان میں زندہ تھا یعنی وفات کے بعد امت کے اعمال کی مجھے کوئی خبر نہیں۔

بخاری کتاب التفسیر و کتاب الانبیاء، مسلم، باب فناء الدنیا و بیان الحشر

(موازنہ کیجئے صفحہ 9-10)

جواب:

سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ شاہ صاحب کی پیش کردہ آیتوں کا

اس مسئلہ اور عقیدہ سے تعلق ہے یا نہیں۔

پہلی آیت

غیر مقلدین کی مشہور تفسیر ”تفسیر ستاری“ میں مفتی عبد الستار دہلوی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ کافر حضور ﷺ کی باتیں سن کر کہتے تھے کہ یہ ساری دھوم محض اس شخص کے دم تک ہے یہ دنیا سے رخصت ہوئے پھر کچھ نہیں اس سے اگر ان کی غرض یہ تھی کہ موت آنا نبوت کے منافی ہے تو اس کا جواب وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد ہے۔ یعنی انبیاء و مرسلین میں سے کون ایسا ہے جس پر کبھی موت طاری نہ ہو ہمیشہ زندہ رہے۔ اوراگر محض آپ ﷺ کی موت کے تصور سے اپنا دِل ٹھنڈا کرنا ہی مقصود تھا تو اس کا جواب افان مت فهم الخلدون سے دے دیا۔ یعنی خوشی کا ہے کی ہے کیا اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو تم کبھی نہیں مروگے قیامت کے بورئیے سمیٹو گے؟ جب تم کو بھی پیچھے مرنا ہے تو پیغمبر کی وفات پر خوش ہونے کا کیا موقع ہے اس راستے سے تو سب کو گزرنا ہے کون ہے جس کو موت کا مزہ نہیں چکھنا پڑے گا گویا توحید اور دلائل قدرت بیان کرنے کے بعد اس آیت میں مسئلہ نبوت کی طرف روئے سخن پھیر دیا گیا۔

تفسیر ستاری 2 صفحہ 459

دوسری آیت

واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا

مریم: 31

یعنی اس آیت میں یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا بھی احکام شرعیہ سے بری الذمہ نہیں ہے ما دمت حیا سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آدمی جب تک دنیا میں رہتا ہے تو اس پر

احکام شرعیہ کی پابندی لازم ہے وہ اگرچہ کتنے ہی اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے مگر وہ ان سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

تفسیر ستاری 2 صفحہ 435

تیسری آیت:

واعبد ربك حتى يأتيك اليقين

حجر: 99

اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا حتی کہ آپ کو امر یقینی (یعنی موت) پیش آئے۔

تفسیر ستاری 1 صفحہ 378

اس آیت میں ہے کہ جب تک انسان زندہ ہے اس پر عبادت فرض ہے اور کوئی بڑا یا چھوٹا اس سے بری الذمہ نہیں ہے۔

چنانچہ مفتی عبد الستار دہلوی نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

نماز وغیرہ عبادت ہر انسان پر فرض ہے جب تک اس کی عقل باقی ہے اور ہوش و حواس ثابت ہو جیسی اس کی حالت ہو اس کے مطابق نماز ادا کرے۔ بد مذہبوں نے اس سے اپنے مطلب کی بات گھڑ لی ہے کہ جب تک انسان درجہ کمال تک نہ پہنچے اس پر عبادت فرض رہتی ہے لیکن جب معرفت کی منزل طے کر چکے تو عبادت کی تکلیف ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ سراسر کفر وضلالت اور جہالت ہے یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ انبیاء علیہم السلام اور خصوصا سید الرسل حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور خدائی علم و عرفان میں سب دنیا سے کامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اطاعت میں تمام دنیا سے زیادہ مشغول تھے آخری دم تک اس میں لگے رہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں

مراد یقین سے موت ہے عام مفسرین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔

تفسیر ستاری 1 صفحہ 378

چوتھی آیت:

الذی خلق الموت والحیات لیبلو کم ایکم احسن عملا

الملک: 2

اس آیت کی تفسیر میں مولوی عبد الستار دہلوی لکھتے ہیں کہ اگر مرنا نہ ہوتا تو بھلے اور برے کام کا بدلہ کہاں ملتا۔

تفسیر ستاری 2 صفحہ 791

ان حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ مولوی صاحب کی پیش کردہ آیتوں کا مذکورہ بالا عقیدے سے دور کا بھی تعلق نہیں کیونکہ ان آیتوں میں سے کسی ایک آیت میں بھی انبیاء علیہم السلام کے بعد الوفات اپنی قبروں میں زندہ ہونے اور نماز پڑھنے اور آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہونے کی نفی نہیں ہے۔ غیر مقلدین کے پیشوا صاحب تفسیر ستاری نے بھی اس کا وہ مطلب بیان نہیں کیا جو مولوی نصیب شاہ نے بیان کیا ہے۔

نصیب شاہ سے صرف ایک آیت کا مطالبہ:

مولوی نصیب شاہ سے مطالبہ ہے کہ قرآن کی کوئی ایک آیت ایسی پیش کریں جس میں انبیاء علیہم السلام کے بعد الوفات قبر میں زندہ ہونے کی نفی ہو؟۔

انبیاء علیہم السلام بعد الوفات اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور آپ ﷺ پر اپنی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اس کی تفصیل عقیدہ نمبر 7 کے تحت گزر چکی ہے۔ مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور و معروف غیر مقلد علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

(والاحادیث) فیھا مشروعیة الاکثار من الصلوٰة علی النبیﷺ یوم الجمعة وانھا تعرض علیہ ﷺ وانہ حی فی قبرہ وقد ذھب جماعة من المحققین الی ان رسول اللہﷺ حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ وان الانبیاء لایبلون مع ان مطلق الادراك کالعلم والسماع ثابت لسائر الموتی وورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیاة فیھم متعلقة بالجسد فکیف الانبیاء والمرسلین۔

نیل الاوطار 3 صفحہ 248

ترجمہ: اوران احادیث میں نبی اکرم ﷺ پر جمعہ کے دِن کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی مشروعیت ہے اور بے شک درود آپ ﷺ پر پیش کیا جاتاہے اور بلاشبہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں ... اور بے شک محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کے نیک کاموں سے خوش ہوتے ہیں۔ اور بے شک انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد بوسیدہ نہیں ہوتے جبکہ مطلق ادراک جیسے علم اور سماع تو سب قبر والوں کے لیے ثابت ہے۔ اور شہداء کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نص وارد ہوئی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق ملتاہے۔ اور ان کی یہ حیات جسم کے ساتھ ہے پس حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے متعلق کیوں نہ ہو گی؟۔

علامہ شوکانی کی عبارت کا خلاصہ:

علامہ شوکانی کی عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1) انبیاء کرام علیہم السلام بعد الوفات اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

2) آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور آپ ﷺ اپنی

امت کے نیک کاموں سے خوش ہوتے ہیں۔

3) علماء محققین کی بھی یہی رائے ہے۔

4) علم اور سماع ہر صاحب قبر کے لیے ثابت ہے۔

5) جب شہداء کو اپنی قبروں میں جسم کے ساتھ حیات حاصل ہے اور ان کو رزق دیا جاتا ہے تو انبیاء علیہم السلام کو بطریقِ اولیٰ جسمانی حیات حاصل ہو گی۔

علامہ شوکانی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

وفی صحیح المسلم عن النبی ﷺ قال قال مررت بموسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ انتہٰی۔

نیل الاوطار 2 صفحہ 264 طبع مصر 2 صفحہ 282

نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں:

آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اس کے اندر اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ و کذٰلک الانبیاء

الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ صفحہ 52

شارح ابو داود علامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں:

وقد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ ﷺ حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات امتہ

عون المعبود 3 صفحہ 261

ترجمہ: اور محققین کی ایک جماعت کا یہی دعویٰ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی امت کے اعمال پر خوش ہوتے ہیں۔

مولوی محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں:

اہل السنت کے دونوں مکاتب فکر کے اصحاب الرائے اور اہلحدیث کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں وہ عبادت، تسبیح و تہلیل فرماتے

ہیں ان کو رزق بھی ان کے حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے۔ انبیاء کی زندگی کے متعلق سنت میں شواہد ملتے ہیں۔ صحیح احادیث میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق عبادت وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔

تحریک آزادیٔ فکر صفحہ 385

حدیث اذامات الانسان......الخ سے استدلال کا جواب:

شاہ صاحب نے حدیث اذامات الانسان......الخ پیش کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد جب سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں دار العمل (یعنی دنیا) کے بعد وجوبِ عمل کے انقطاع کا ذکر ہے نہ کہ نفس عمل کے انقطاع کا۔

احادیث صحیحہ سے انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنے کا ثبوت:

انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ نیز غیر مقلدین کے اکابرین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اسی بحث میں گزرا ہے۔ اورانبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں تلذذاً نماز پڑھتے ہیں نہ کہ وجوباً جیسا کہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

قال القرطبی حبت الیھم العبادۃ فھم یتعبدون بما یجدونہ من دواعی انفسھم لا بما یلزمون بہ۔

راجع لہ الفتح 1 صفحہ 330

پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال کی پیشی:

شاہ صاحب نے بخاری کے حوالے سے حدیث پیش کی ہے کہ اعمال پیر اور

جمعرات کے دِن اللہ کے پاس جاتے ہیں اس حدیث کو ہمارے خلاف پیش کرنا حماقت ہے کیونکہ اس حدیث میں جس چیز کا ثبوت ہے ہم اس کے منکر نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی نفی نہیں کہ امت کے اعمال حضور ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

شاہ صاحب کا حوضِ کوثر والی حدیث سے استدلال اور اس کا جواب:

شاہ صاحب کی پیش کردہ حدیث حوضِ کوثر مرتدین کے متعلق ہے نہ کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے بارے میں، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

(قولہ ﷺ سیجاء برجال من امتی الی اخرہ) المراد بہ الذین ارتدوا عن الاسلام۔

شرح مسلم للنووی 2 صفحہ 384

یعنی اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

(اس سے) مراد وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مرتد ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا اس حدیث کا یہ خلاصہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ کو امت کے اعمال کی جو خبر پیر اور جمعرات کو دی جاتی ہے وہ اجمالی خبر ہے نام بنام ہر ایک کی خبر نہیں دی جاتی۔

تیسیر الباری 3 صفحہ 364، حدیث نمبر 574 باب نمبر 310 طبع نعمانی کتب خانہ

جب کوئی آدمی مرتد ہو جاتا ہے تو دین سے نکل جاتا ہے اور اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور وہ واجب القتل ہوتا ہے، اسلام اور پیغمبر علیہ السلام سے

اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا بلکہ اسلام میں تو اہلِ بدعت کے تمام اعمال برباد ہیں، چنانچہ حدیث میں ہے:

لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صوما ولا صلوٰة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ویخرج من الدین کما یخرج الشعرة من العجین۔

ابن ماجہ شریف

اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ خیرات نہ حج، نہ عمرہ اور نہ جہاد اور بدعتی (آدمی دائرہ) اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ پر امت اجابت کے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں

علماء دیوبند کے عقائد میں ہے کہ آنحضرت ﷺ پر امت اجابت کے اعمال فرشتوں کے ذریعے اجمالی طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ بات مسند بزاز کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔

فتح الملہم 1 صفحہ 413

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب کی نقل کردہ حدیث کا تعلق مرتدین سے ہے اور مرتدین دین سے نکل جاتے ہیں۔ اسلام اور پیغمبر ﷺ سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہتا اگر اس کے اعمال حضور ﷺ پر پیش نہ ہو تو اس میں کیا اشکال۔

دوسری بات یہ کہ اعمال اجمالی طور پر پیش کیے جاتے ہیں نام بنام اور شکل و صورت کے ساتھ نہیں لہٰذا اب ہمارے عقیدے پر کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

عقیدہ نمبر 10:

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ اسی طرح تمام (انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند، صفحہ 228

(موازنہ کیجئے صفحہ 10)

شاہ صاحب کا تذبذب:

شاہ صاحب نے عقیدہ نمبر 10 پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ عقیدہ نمبر 10 کے متعلق شاہ صاحب شک اور تردد میں ہیں کیونکہ جو عقیدہ شاہ صاحب کے زعم و گمان کے مطابق صحیح تھا تو وہاں صاف لکھا کہ یہ عقیدہ بالکل ٹھیک ہے۔ اور جو ان کے گمان کے مطابق صحیح نہیں تھا اس کو غلط ثابت کرنے کے لیے ناکام کوشش کی اگرچہ وہ کوشش رائیگاں گئی لیکن عقیدہ نمبر 10 پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس عقیدے کے متعلق شک و تردد میں ہیں۔ العیاذ باللہ

غیر مقلدین کو مخلصانہ مشورہ:

بہر حال ہمارا یہ عقیدہ ہے اور الحمد للہ یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح قرآن و حدیث اور اجماع امت کے عین مطابق ہے۔ ہمارا مخلصانہ اور ہمدردانہ مشورہ ہے کہ تمام غیر مقلدین تعصب اور ضد کی عینک اتار کر ہمارے اکابر کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ ہدایت ان کا مقدر بنے گی۔

عقیدہ نمبر 11:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا حضرت محمد ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ ﷺ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کے سردار اور خاتم ہیں۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ نمبر 229

اعتراض:

بالکل ٹھیک ہے آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ مگر یہ تمہاری صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ ورنہ اپنے ائمہ اور علماء کو معصوم عن الخطاء اور واجب الاتباع کیوں گردانتے ہیں اور انکار کرنے والوں کو موردِ الزام ومجرم کیوں سمجھتے ہیں نمونہ کے لیے چند حوالے: تنویر الابصار متن دُرّالمختار 1 صفحہ 25 میں ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ میں نے تجھے تا قیامت آنے والے تیرے مقلدین کو معاف کیا جبکہ محمد ﷺ کو امت کی سزائیں دکھائی گئیں۔ متفق علیہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی اللہ تعالیٰ نے اس کی پاکی کا نزول سورۃ نور میں نازل فرمایا جبکہ آپ ﷺ مسلسل پریشان تھے کیونکہ آپ ﷺ کو وضو میں گناہ نظر نہیں آئے ورنہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تہمت کا گناہ عبد اللہ بن ابی کے وضو میں دیکھ لیتے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ ان کو وضو میں لوگوں کے گناہ نظر آتے تھے۔

فضائلِ اعمال صفحہ نمبر 14 بیان نماز

(موازنہ کیجئے صفحہ 11)

شاہ صاحب کی طرف سے عقیدہ نمبر 11 کی تصدیق:

شاہ صاحب نے علماء دیوبند کے عقیدہ نمبر 11 کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ بالکل ٹھیک ہے آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

شاہ صاحب کی کذب بیانی:

اگرچہ شاہ صاحب نے علماء دیوبند کے عقیدہ نمبر 11 کو صحیح تسلیم کیا ہے لیکن شاہ صاحب کو علماء دیوبند کے ساتھ دشمنی اور تعصب نے چین سے نہیں بیٹھنے دیا اور اسی دشمنی و تعصب نے ان کو جھوٹا الزام لگانے پر مجبور کیا، چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ تمہارا زبانی جمع خرچ ہے ورنہ تم اپنے ائمہ اور علماء کو معصوم عن الخطاء اور واجب الاتباع کیوں گردانتے ہو؟۔

احناف اور بالخصوص علماء دیوبند کے نزدیک ان کے ائمہ و علماء معصوم عن الخطاء نہیں۔ یہ شاہ صاحب کا سفید جھوٹ اور بہتان عظیم ہے کہ احناف اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے اکابر بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ احناف اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء نہیں سمجھتے۔

غیر مقلدین کے معروف اور متعصب عالم مولوی محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں:

اہلحدیث کا تو ایمان ہے کہ شرعی مسائل میں غلطی سے پاک صرف نبی آخر الزمان کی ذات و صفات ہیں ﷺ۔ گو حنفی مذہب کی اصولی کتابیں بھی اس میں اہلحدیث کے ساتھ متفق ہیں کہ المجتھد یخطی و یصیب یعنی مجتہد سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے کبھی وہ صحیح بات کہہ گزرتا ہے۔

طریق محمدی صفحہ 54

شیخ عبد الغفار رضا مری (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

اول الذکر گروہ میں سے ایک طبقہ (یعنی شیعوں) کا دعویٰ ہے کہ ہمارے امام ہر قسم کی غلطیوں سے پاک اور معصوم ہیں اور اس گروہ کے دوسرے (طبقوں یعنی ذکری و قادیانی) کا کہنا ہے کہ جب شیعوں کا امام معصوم عن الخطاء ہے تو ہمارے پیشوا بھی شیطان کی وحی سے پیغمبر ہے اس لیے وہ بدرجہ اولیٰ معصوم ہے۔ باقی جہاں تک سنی مسلمان مقلدین کا تعلق ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے ائمہ کرام غلطی اور خطاء سے معصوم ہیں۔

کشف الکسوف فی مسائل الصفوف

پس ثابت ہوا کہ شاہ صاحب کا یہ جھوٹ ہے کہ احناف اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں۔

اکابر غیر مقلدین اپنے ائمہ کو "واجب الاتباع والتقلید" سمجھتے ہیں:

شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ احناف اپنے ائمہ کو واجب الاتباع گردانتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اکابر بھی یہی کہتے ہیں کہ ائمہ کی اتباع (تقلید) واجب اور ضروری ہے بطور نمونہ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کے عالم و مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ بے علم کو عالم کی تقلید ضروری ہے۔

تقلید شخصی صفحہ نمبر 20

حافظ محمد صاحب لکھتے ہیں:

جب مکلف خود مسئلہ کی تحقیق نہ کر سکے اور اس کو تفصیل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں بعض وقت تقلید جائز ہوتی ہے اور بعض اوقات واجب...... الخ۔

الاصلاح صفحہ 24

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اس تقلید جس کو حنفیہ واجب کہتے ہیں کہ ادلہ کو دیکھا جائے تو ایسی تقلید اہلحدیث کو بھی مضر نہیں۔

الاصلاح صفحہ 23

غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

بہر حال جو شخص اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کی اطاعت کرتا ہے اور اس میں اگر بعض چیزیں اس پر مخفی رہ جائیں اور ان میں وہ اپنے سے زیادہ علم اور سمجھ والے کی تقلید کرے تو اس کا ایسا کرنا پسندیدہ عمل ہے، مذموم نہیں۔ اور اس میں اس کو ثواب ملے گا اس پر گناہ کچھ نہ ہو گا جیسا کہ تقلید واجب ہے۔

الدین الخالص صفحہ 515

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

وہ تھوڑے سے مسائل میں یوں ہے کہ ان میں انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے کوئی صراحت نہیں ملی اور ان میں انہوں نے اپنے سے زیادہ علم رکھنے والوں کے قول کے علاوہ کچھ نہیں پایا سو انہوں نے اس میں تقلید کی اور اہل علم کا یہی کام ہے اور یہی واجب ہے۔

الدین الخالص صفحہ 516

معجزات و کرامات کا تعلق عقائد سے نہیں ہوتا:

کشف و کرامات سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ یہاں عقائد کی بحث ہو رہی ہے۔ شاہ صاحب اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کے لیے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کشف کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں جو کہ قیاس کے قبیل سے ہے۔ دوسرا قیاس کر لے تو ان

کے نزدیک مشرک ٹھہرے خود لاکھ قیاس کریں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جبکہ شاہ صاحب نے خود اپنی اسی کتاب کے صفحہ 17 پر لکھا ہے کہ معجزہ و کرامت مسائل کے دلائل کے طور پر پیش نہیں کیے جاسکتے۔

جواب عقیدہ نمبر 21، موازنہ کیجئے صفحہ 17

غیر مقلدین کے اکابر معصوم عن الخطاء بلکہ خدا بن گئے:

شاہ صاحب نے ائمہ اور علماء کے کشف کو دلیل بنا کر انہیں معصوم عن الخطاء ہونے کا الزام ہمارے اوپر لگایا ہے کہ ہم اپنے ائمہ اور علماء کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں اگر کشف کرامات سے ائمہ معصوم عن الخطاء ہو جاتے ہیں تو پھر شاہ صاحب کا اپنے مقتداؤں کے بارے میں کیا خیال ہے جو صرف معصوم عن الخطاء نہیں بلکہ خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کے ائمہ بھی دِلوں کا حال جانتے ہیں:

مولانا عبد المجید صاحب لکھتے ہیں:

مولوی حسین احمد تاجر کتب پٹیالہ کا بیان ہے کہ مجھے دردِ کمر کی شدید شکایت رہتی تھی اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے معذور تھا کیونکہ اکثر اہلحدیث صبح کی نماز میں لمبی قرأت کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک دِن میں قاضی صاحب کی مسجد میں نماز صبح کے لیے چلا گیا، قاضی صاحب سورۃ اٰلِ عمران پڑھ رہے تھے دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں معاً قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں چلے گئے پھر دوسری رکعت میں مختصر قیام کیا اور سلام پھیر دیا لوگ حیران ہوئے کہ آج اتنی مختصر قرأت کیوں کی کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بھئی حضور ﷺ کا حکم ہے کہ مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے۔ مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر

ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا۔ جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہیں تو قاضی جی نے قرأت ختم کر دی اور اختصار سے کام لیا تقریباً آٹھ مرتبہ میں نے آزمایا۔ حالانکہ میں جماعت کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور قاضی جی کو میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا اس سے میں نے یقین کر لیا کہ آپ صاحب کشف ہیں۔

کرامات اہلحدیث صفحہ 20

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ،ایک تو یہ کہ قاضی صاحب دِلوں کے راز جانتے تھے۔ اور دوسرے یہ کہ کشف و کرامات ان کے اختیار میں تھا اسی لیے حسین احمد فرماتے ہیں تقریباً آٹھ مرتبہ میں نے آزمایا۔

اکابر غیر مقلدین بھی ماں کے پیٹ کا حال جانتے ہیں:

علامہ عبد المجید صاحب سوہدرہوی قاضی محمد سلمان کی کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبد العزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا(یعنی اپنا پوتا)اس کا نام معزالدین حسن رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کراماتِ اہلحدیث صفحہ 23

شاہ صاحب آپ کے بقول اگر کوئی شخص کشف و کرامات سے معصوم عن الخطاء بن جاتا ہے تو آپ کا ان حوالوں کے بعد اپنے اکابر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہیں وہ خدا تو نہیں بن رہے۔ العیاذ باللہ

باقی رہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وضو میں گناہ دھلتے ہوئے نظر آنے کی کرامت تو جناب! جزوی فضیلت سے کلی فضیلت لازم نہیں آتی۔

عقیدہ نمبر 12

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ ہے کہ ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند، صفحہ 229

اعتراض:

ہم کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کی کتابیں اس عقیدے کے خلاف ہیں مولانا گنگوہی نے شامی کے حوالے سے مسئلہ بیان کیا تو محمد یحیٰ صاحب نے فرمایا کہ اس میں نہیں ہے تو شامی لائی گئی تو حضرت نے نابینا ہونے کے باوجود شامی کے دو حصہ ایک طرف اور ایک دوسری طرف کرکے فرمایا کہ بائیں طرف کے صفحہ پر نیچے دیکھو دیکھا گیا تو وہی مسئلہ سب حیران ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری زبان سے جھوٹ نہیں نکالے گا۔

ارواحِ ثلاثہ صفحہ 486، حکایت نمبر 308

دوسرا واقعہ ملاحظہ ہو آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ فیض ترجمان سے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

تذکرۃ الرشید صفحہ 18 جلد 2، ادارہ اسلامیات لاہور

قاسم نانوتوی دیوبندی فرماتے ہیں:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا۔ تحذیر الناس صفحہ 37 دار الاشاعت کراچی

اب قادیانی کے الفاظ پڑھ کر موازنہ کرلو! اور اس وجہ سے وہ شخص یعنی

حضرت محمد ﷺ کا فرزند جلیل (مرزا غلام احمد قادیانی) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ساتویں آسمان تک پہنچ جائے تو کوئی جاہل ہی یہ کہے گا کہ اس سے خاتم النبیین کے اندر رخنہ (خلل) پڑ گیا۔ نہ پہلے والوں کے نتیجے مین رخنہ پڑا اور نہ بعد میں آنے والے امتی اور ظلی نبی کے آنے پر خلل واقع ہو سکتا ہے۔

مقام ختم نبوت از حضرت امام جماعت احمدیہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ صفحہ 8

(موازنہ کیجئے صفحہ 11-12)

شاہ صاحب کا اس عقیدہ کو بزبانِ حال تسلیم کرنا:

شاہ صاحب نے ہمارے اس عقیدے کو بزبانِ حال تسلیم کیا ہے اسی وجہ سے اس عقیدے کا جواب نہیں دیا۔ لیکن تعصب و عناد نے شاہ صاحب کو علماء دیوبند پر الزام تراشی پر مجبور کیا اسی لیے شاہ صاحب نے اس اعتراض میں علماء دیوبند پر الزام تراشی کے لیے قلم اٹھایا ہے۔

احمد رضا خان بریلوی کی تقلید:

شاہ صاحب نے اپنے اس مختصر سے رسالے میں جس طرح امانت و دیانت کا خون کیا ہے وہ واقعی قابل دید ہے جس طرح احمد رضا خان بریلوی نے علماء دیوبند کی عبارتوں میں تغیر و تبدل کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اسی طرح شاہ صاحب نے بھی انہی کی تقلید کر کے علماء دیوبند پر یہ الزام لگایا ہے۔

کشف و کرامات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا:

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ عقائد کے معاملہ میں کشف و کرامات حجت نہیں۔ شاہ صاحب حضرت گنگوہی کی کرامت کو ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ علماء دیوبند ختم نبوت کے منکر ہیں۔ حالانکہ یہ احناف اور علماء دیوبند پر کھلم کھلا بہتانِ عظیم ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ شاہ صاحب کو چاہیے کہ علماء دیوبند پر

تہمت لگانے سے پہلے اپنے مذہب کی کتابیں پڑھیں تاکہ شاہ صاحب کے سامنے عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ان کے اکابرین کی رائے شاہ صاحب کے سامنے آجائے۔

مولوی عبد الجبار اپنے استاد مولوی عبد الوہاب دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

مولوی صاحب کے جنونِ امامت نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ حق گو اور ذی علم سمجھنے لگے اور امامت وقت یعنی خلیفہ کا دعویٰ کر بیٹھے اور اپنی نسبت یہاں تک کہا کہ جو امام وقت کی بیعت کیے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور جو امام وقت کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ دے گا اس کی زکوٰۃ قبول نہ ہوگی اور ایسے ہی امام وقت کی اجازت کے بغیر طلاق نکاح بھی درست نہیں اور جو اس وقت مدعی نبوت ہوگا وہ واجب القتل ہے کیونکہ میں امام وقت ہوں۔

مقاصد الامامۃ و مناقب الخلافۃ صفحہ 2

اسی کتاب (مقاصد الامامۃ) کے صفحہ نمبر 14 پر لکھا ہے کہ جو حالت نبی کی ہوتی ہے وہی امام کی ہوتی ہے۔ گویا کہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ العیاذ باللہ

غیر مقلدین کی مسائل میں مولوی عبد الوہاب کی اندھی تقلید

مولوی عبد الجبار صاحب کنڈیلوی لکھتے ہیں:

چنانچہ رفتہ رفتہ جماعت اہلحدیث کنڈیلہ میں یہ خیالات پیدا ہونے لگے اور مولوی صاحب کے دعووں کی تصدیق کرنے لگے اور غیر مبایعین کو جاہلیت کی موت مارنے لگے اور اس امامت نے ایک طرح تقلید و ضلالت کی شکل اختیار کرلی اور مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل کو یہ لوگ بے چوں و چرا جو خلاف قرآن و حدیث تھے تسلیم کرنے لگے مثلاً مرغ کی قربانی، اور دہلی کے بازار سے گوشت خرید کر بانٹ دینے

کا نام قربانی رکھنا وغیرہ، وغیرہ۔

مقاصد الامامۃ صفحہ 3

غیر مقلدین کے نزدیک امام اور نبی میں تفریق ٹھیک نہیں:

شاگرد: مولوی صاحب میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نبی اور امام میں فرق ہے۔

مولوی عبد الوہاب: امام جو ہوتا ہے وہ نبی کا نائب ہوتا ہے اور جو فرق بتلایا گیا کہ نبی کافروں میں ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ ہی کو دیکھو کہ وہ مسلمانوں میں آئے مکہ کے لوگ مسلمان تھے۔ دیکھو تفسیر جامع البیان تحت آیت **ربنا وابعث فیھم**...... الخ۔ لہٰذا اس کا نائب بھی مسلمان ہو گا۔

مقاصد الامامۃ صفحہ 15

مولوی عبد الوہاب کے نزدیک اہلحدیث نام کے مسلمان ہیں:

شاگرد: مولوی صاحب آپ لوگوں کو کیوں مغالطہ دیتے ہیں کہ مکہ کے کفار مسلمان تھے ایک ادنیٰ شخص بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفارِ مکہ میں مبعوث ہوئے۔

مولوی عبد الوہاب: میں بھی مانتا ہوں کہ وہ کافر مشرک تھے مگر وہ نام کے تو مسلمان کہلاتے تھے تو جیسے رسول اللہ نام کے مسلمانوں میں آئے ایسے ہی میں بھی (یعنی اہلحدیث) نام کے مسلمان ہیں۔

مقاصد الامامۃ صفحہ 15،16

جب تک مسلمان امام کو نہ مانے اس کا اسلام معتبر نہیں:

شاگرد: مولوی صاحب آپ نے پہلے تو کفار مکہ کو مسلمان کہا اور آپ کا فرمانا کہ میں بھی ایسے ہی لوگوں میں آیا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے

آپ سے بیعت کی ہے وہ پہلے مثل قبر پرستوں کے تھے۔(یعنی اہلحدیث پہلے مثل قبر پرستوں کے تھے.

عبدالوہاب: جب تک مسلمان امام کو نہیں مانتا اس کا اسلام معتبر نہیں۔

مقاصد الامامہ صفحہ 15،16

ہو سکتا ہے کہ شاہ صاحب کا ایمان اس سے تازہ نہ ہو اس لیے مزید دیکھیے:

غیر مقلدین کے ہاں نجات کے لیے محمد ﷺ کا قائل ہونا ضروری نہیں

اہل حدیث کے امتیازی مسائل میں ہے کہ اگر کوئی لا الہ الا اللہ پڑھے اور محمد رسول اللہ کا قائل نہ ہو تو وہ امیدوارِ نجات ہے۔

اہلحدیث کے امتیازی مسائل صفحہ 70

نواب صدیق حسن کا عقیدہ انکارِ ختم نبوت:

نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے:

لاوحی بعد موتی بے اصل ہے ہاں لانبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اس علم کے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا۔

اقتراب الساعۃ: صفحہ 163

اگر نواب صاحب کی اس بات پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ:

یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے بعد وحی کا دروازہ بند ہونا بے اصل ہے بلکہ وحی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کے بعد ایسی نبوت کے دروازے بند نہیں جو شرع غیر ناسخ کے ساتھ آئے۔

نواب صاحب کا قادیانیت اور رافضیت کو تقویت پہنچانا:

1) نواب صاحب کے اس فرمان سے قادیانیت اور رافضیت کو تقویت ملتی ہے کیونکہ وہ بھی شرع ناسخ کے حامل نبوت کے قائل نہیں بلکہ ظلی اور بروزی نبوت کے

قائل ہیں اور غیر تشریعی نبوت کے دعویدار ہیں۔

2) نواب صاحب کے اس فرمان سے رافضیت کو تقویت ملتی ہے کیونکہ روافض نظریہ امامت کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد نبوت ختم ہو چکی ہے لیکن ائمہ کرام پر وحی نازل ہوتی ہے اور اس نزول وحی کی بنا پر ائمہ انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

مرزائی الہام کی ابتداء غیر مقلدین کی طرف سے ہوئی:

عبداللہ غزنوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبول انام ہے گیا تو القاء ہوا لا الٰه غیرك (یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں) لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا کہ یہ درود مجھ کو وظیفہ کرنے کے لیے سکھایا گیا ہے اب میں جان گیا کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا کہ میرے سوا (یعنی عبداللہ غزنوی کے سوا) دوسروں کی طرف رجوع کرنا عبادت اور استعانت شرک ہے۔

سوانح عمری عبداللہ غزنوی صفحہ 3 مولفہ مولوی عبدالجبار غزنوی

فما هو جوابكم فهو جوابنا

مولانا قاسم نانوتوی پر انکار ختم نبوت کا بہتان اور اس کا جواب:

شاہ صاحب نے اپنے اس رسالے میں علماء دیوبند کی جتنی بھی عبارتیں پیش کی ہیں ان میں سے اکثر عبارتیں احمد رضا خان بریلوی اور ان کی جماعت کی کتابوں سے چوری کی ہیں جس کا جواب ہمارے اکابر نے بارہا دیا ہے۔ تفصیلات کے لیے ہمارے استاذِ محترم مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی کتاب ''عباراتِ اکابر'' وغیرہ کتب کا مطالعہ کریں۔ یہاں صرف اور صرف حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی پر لگائے گئے بہتان ''انکارِ ختم نبوت'' کا جواب مختصر حاضر خدمت ہے۔

شاہ صاحب کی تحذیر الناس کی عبارت سمجھنے میں غلط فہمی:

شاہ صاحب کو مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی کی کتاب "تحذیر الناس" کی عبارت سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ اسی غلط فہمی کی وجہ سے یا ضد و عناد کی وجہ سے شاہ صاحب نے مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی پر انکار ختم کا الزام لگایا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کی مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیں:

تحذیر الناس کی عبارت کی وضاحت:

تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے "بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

صفحہ 85

عبارت کی وضاحت قرآنی آیت و حدیث کی روشنی میں:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا

پارہ 17 سورۃ الانبیاء آیت 22

ترجمہ: اگر ہوتے دونوں (یعنی زمین و آسمان) میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اللہ رب العزت کی طرح نہ ہونے والی بات کو فرض کر کے بیان فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لو کان بعدی نبی لکان عمر

ترمذی 2 صفحہ 209

ترجمہ: یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

قرآن وحدیث سے ثابت ہو گیا کہ نہ ہونے والی بات کو فرض کرکے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی اور احمد رضا بریلوی وغیرہ نے یا تو ناسمجھی کی وجہ سے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی کو ختم نبوت کا منکر کہا ہے یا پھر تعصب وعناد کی وجہ سے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی پر انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے۔

تحذیر الناس پر اعتراضات کے جوابات بریلوی علماء کی کتب سے:

قرآن وحدیث کی طرف سے جواب دینے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ بریلویوں کے علماء کی تحذیر الناس کی اس عبارت کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جناب خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں محمد قاسم کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

ڈھول کی آواز صفحہ 13

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے بھی اپنا فیصلہ احمد رضا خان کے خلاف دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

میں یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ اقتباس بطور عبارت النص اور اشارت النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالی ختم نبوت زمانی کو ضروریاتِ دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر

ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ 58

حضرت نانوتوی کے نزدیک منکر ختم نبوت کافر ہے:

احمد رضا خان بریلوی اور ان کی تقلید میں شاہ صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی پر تہمت لگائی کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالی ختم نبوت کے منکر تھے حالانکہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالی نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نبی کے ہونے میں صرف تامل کرنے والے کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں۔

جوابات محذورات، صفحہ 5

عقیدہ نمبر 13:

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ جب اسنے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

اعتراض:

مرزا صاحب پر سب سے اول کفر کا فتویٰ لگانے والا اہلحدیث عالم تھا جس کا مرزا نے خود اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ 69، 70، 71 پر اعتراف کیا ہے کیونکہ مقولہ ہے (الفضل ما شهدت به الاعداء) کہ فضیلت تو اسی میں ہے کہ دشمن خود اقرار کریں تمہاری حقانیت کی۔ اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولوی نے گواہی دی ضروری تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولوی گواہی دیتا اس کام کے لیے اللہ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا انتخاب کیا اور وہ لمبا جبہ پہن کر **(میری نبوت کے خلاف)** گواہی دینے کے لیے آئے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 12۔13)

جواب:

شاہ صاحب نے بزبانِ حال مرزا قادیانی پر علماء دیوبند کی طرف سے کفر کے فتوے کو تو تسلیم کر لیا مگر ساتھ ہی ایک جھوٹا دعویٰ بھی کر دیا کہ مرزا پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اہلحدیث عالم (محمد حسین بٹالوی) نے لگایا ہے حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں البتہ یہ حقیقت ہے کہ مرزا کی سب سے پہلے حمایت محمد حسین بٹالوی نے کی ہے۔

مرزا کے حق میں سب سے اول گواہی اہلحدیث عالم نے دی:

ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا کے حق میں سب سے پہلے گواہی دینے والا اہلحدیث عالم تھا نہ کہ مرزا کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے والا۔ شاہ صاحب کی پیش کردہ عبارت جو کہ مرزا کی کتاب سے نقل شدہ ہے اس پر دال ہے کیونکہ مرزا کی عبارت میں شاہ صاحب کی طرف سے بین القوسین عبارت (میری نبوت کے خلاف) موجود نہیں اس عبارت کا اضافہ شاہ صاحب نے خود کیا ہے، مرزا کی عبارت میں اس کا نام ونشان تک نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی عالم نے گواہی دی ضروری تھا کہ اس مقدمے میں کوئی اور مولوی گواہی دیتا اس کام کے لیے اللہ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا انتخاب کیا اور وہ لمبا جبہ پہن کر گواہی دینے کے لیے آئے۔

کشتی نوح صفحہ 54

یہ کتاب مطبوعہ ہے جس کا دِل چاہے خود دیکھ سکتا ہے۔ مرزا کی اس عبارت میں دو قرینے ایسے موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ محمد حسین بٹالوی نے مرزا کے حق میں گواہی دی ہے۔

پہلا قرینہ یہ ہے کہ مسیح کے مقدمے میں یہودی عالم نے گواہی دی تمام مسلمانوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہود ہمیشہ سے اسلام اور ختم نبوت کے خلاف سازش کر رہے ہیں وہ کیونکر ختم نبوت کا دفاع کرسکتے ہیں؟ اور دوسرا قرینہ یہ کے کہ محمد حسین بٹالوی کے متعلق مرزا نے لکھا ہے کہ اس کام کے لیے اللہ نے محمد حسین بٹالوی کو منتخب کیا۔ آج ہر مسلمان جانتا ہے کہ جس نے بھی مرزا کے خلاف زبان کھولی یا قلم اٹھایا تو مرزا کی زبان اس کے خلاف کبھی بھی خاموش نہیں رہی بلکہ مرزا نے اس

کے خلاف گندی زبان استعمال کی ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا سعد اللہ لدھیانوی حنفی اور لدھیانہ کے دیگر علماء نے جب مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تو مرزا نے ان کے بارے میں کیا کہا، ملاحظہ فرمائیں عربی اشعار کا ترجمہ:

1) اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون بے سفیہوں کا نطفہ۔

2) بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

3) تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اس کی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر۔

4) جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہے اور زہروں سے بدتر صلحاء کی دشمنی ہے۔

بحوالہ: انجام آتھم صفحہ 281، تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 15

مرزا نے دوسری جگہ لکھا ہے:

ایک نہایت کمینہ اور گندہ زبان شخص سعد اللہ نام لدھیانہ کا رہنے والا میری ایذا کے لیے کمربستہ ہوا اور کئی کتابیں نثر اور نظم سے بھری ہوئی تالیف کر کے اور چھپوا کر میری توہین اور تکذیب کی غرض سے شائع کیے اور پھر اسی پر اکتفاء نہ کر کے آخر کار مباہلہ کیا۔

بحوالہ: چشمہ معرفت 2 صفحہ 321

مرزا نے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی کے بارے میں لکھا ہے:

اُخرھم الشیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید احمد جنجوھی وھو شقی کالامروھی وین الملعونین

انجام آتھم صفحہ 252

ان میں سے آخری شخص وہ ہے جو شیطان، اندھا اور بہت گمراہ ہے اس کو

رشید احمد گنگوہی کہا جاتا ہے۔ اور وہ امروہی کی طرح شقی اور ملعونین میں سے ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے بھی مرزا کے خلاف کچھ لکھا یا کہا تو مرزا نے غلیظ ترین گالیوں سے اس کا استقبال کیا۔ اگر غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے سب سے پہلے مرزا کے میں کفر کا فتویٰ ہوتا تو مرزا کبھی بھی یہ نہ کہتا کہ "اللہ نے اس کا انتخاب کیا ہے"۔

علماء لدھیانہ پر مولوی بٹالوی کی تنقید:

لدھیانہ کے علماء نے جب مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تو مولوی بٹالوی نے علماء لدھیانہ پر سخت تنقید کی۔

اشاعۃ السنۃ 7، 8 شمارہ نمبر 6 صفحہ نمبر 170 تا 172، برحاشیہ

مرزا غلام احمد قادیانی کو الہامی مان کر سب سے پہلے مولوی بٹالوی نے مرزا کی موافقت کی۔ ملاحظہ فرمائیں:

مشہور اہلحدیث عالم ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

اس سے پیشتر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالے "اشاعۃ السنۃ" میں زور دار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا کی بیعت میں داخل ہو گئے۔

احتفال الجمہور صفحہ 23

تاریخ احمدیت کے مصنف لکھتے ہیں:

جون 1887ء میں قادیان سے انبالہ جاتے ہوئے حضور (مرزا قادیانی) اہل وعیال سمیت مولوی محمد حسین بٹالوی کے مکان پر ایک رات ٹھہرے تھے اور مولوی

صاحب نے حضرت اقدس اور ان کے اہل بیت کی پر تکلف دعوت بھی کی تھی۔

تاریخ احمدیت صفحہ 1372

مولوی محمد حسین بٹالوی نے کافی عرصے مرزا کی حمایت کے بعد محسوس کیا کہ میں جو اب تک مرزا کی حمایت کرتا رہا یہ بڑی غلطی ہے اور مرزا کے خلاف فتویٰ طلب کرنے سے پہلے مرزا کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اس کی تفصیل رئیس قادیان ابو القاسم دلاوری میں یوں ہے:

دعویٰ میسحیت کے بعد جب مرزا کی لن ترانیاں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے کچھ تو پرانی دوستی کا لحاظ کر کے اور کچھ یہ سوچ کر کے کہ کسی گم کردہ راہ کو راستے پر لگانا بہت بڑا کارِ ثواب ہے ارادہ کیا مرزا کو راہِ راست پر لانے کی از سر نو کوشش کی جائے۔ ان ایام میں مولوی صاحب لاہور میں اقامت فرما اور مسجد چینیاں کے خطیب تھے ایک دن کسی کام سے امرتسر گئے تو کسی نے بیان کیا کہ مرزا غلام احمد نے اپنے دعووں کے متعلق ایک نیا رسالہ لکھا ہے جس کا نام فتح الاسلام ہے اور وہ رسالہ امرتسر کے مطبع ''ریاضِ ہند'' میں چھپ رہا ہے۔ مولوی صاحب نے اس کے پروف منگوا کر پڑھے تو معلوم ہوا کہ یہ کشتی شکستہ ایمان اب اسلام کے شارع عام سے اور بھی دور چلا گیا ہے اور عزم مصمم کر لیا کہ اس شخص پر اس کی غلط روی کو واضح کریں۔

چنانچہ لاہور آ کر 31 جنوری 1891 کو مرزا صاحب کے نام ان کے دعووں کے متعلق ایک چٹھی لکھی۔ الہامی صاحب نے اس کے جواب میں کچھ باتیں بنائیں۔ مولوی صاحب نے پھر جواب الجواب لکھ بھیجا۔ غرض اس طرح دو ڈھائی مہینے تک خط و کتابت ہوتی رہی لیکن بھلا پتھر میں بھی کبھی جونک لگی ہے۔ قادیانی صاحب پر اس افہام و تفہیم کا کچھ اثر نہ ہوا اور یہ دلچسپ خط و کتابت اشاعۃ السنۃ جلد 12 شمارہ نمبر 12

کے صفحہ 354 سے شروع ہو کر صفحہ 388 تک چلی گئی۔

رئیس قادیان صفحہ 409 تا صفحہ 410 بحوالہ سب سے پہلا فتویٰ تکفیر صفحہ 123

بالآخر جب مولوی بٹالوی صاحب مرزا قادیانی کو راہِ راست پر لانے میں ناکام رہے تو انہوں نے ایک استفتاء علماء ہند کے سامنے پیش کیا۔

دیکھیے رئیس قادیان صفحہ 446 تا صفحہ 447 بحوالہ سب سے پہلا فتویٰ تکفیر صفحہ 124

رئیس قادیان کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ بٹالوی نے 1891 کے بعد مرزا کے خلاف فتویٰ طلب کیا۔ تھوڑی دیر کے لیے یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ بٹالوی نے مرزا کے خلاف فتویٰ دیا تھا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سب سے پہلا فتویٰ بٹالوی نے دیا تھا۔

حقیقت یہی ہے کہ بٹالوی نے سب سے پہلے قادیانی کے خلاف فتویٰ نہیں دیا اور جو فتویٰ مرزا کے خلاف دیا تھا اس سے رجوع ثابت ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانی لاہوری جماعت کے پیشوا محمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے فتویٰ کفر سے رجوع کیا اور 1899 میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں اس اقرار نامے پر دستخط کیے ہیں کہ میں آئندہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر، کاذب اور دجال نہیں کہوں گا۔

مغرب میں تبلیغ اسلام صفحہ 21 ، ضرورت مجدد صفحہ 33

قادیانی کے پیشوا محمد علی لاہوری لکھتے ہیں:

(بٹالوی نے) سیالکوٹ کے منصف کی عدالت میں یہ حلفیہ بیان بطور گواہ دیا کہ نہ صرف ان کے نزدیک بلکہ ان کے فرقے اہلحدیث کے نزدیک غلام احمد قادیانی کافر نہیں۔

مغرب میں تبلیغ اسلام صفحہ 21

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

محمد حسین (بٹالوی) ہمارے مقابل پر بیٹھا اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا اور بالکل برہنہ ہے، پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کروں پس اس حال میں (یعنی برہنہ حالت میں) وہ میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرلے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کی جائے۔ اس نے کہا ہاں پس وہ میرے نزدیک آیا اور بغل گیر ہوا۔

سراجِ منیر صفحہ 78، روحانی خزائن صفحہ 80

مرزا غلام احمد قادیانی کے خواب کی مرزا بشیر کے زمانے میں تکمیل:

قادیانیوں کی مشہور کتاب تذکرہ کے حاشیہ میں ہے:

یہ رؤیا (خواب) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے زمانے میں پوری ہوئی۔ چنانچہ حضور (یعنی مرزا بشیر الدین) فرماتے ہیں کہ جب میرا زمانہ آیا اللہ نے ان کے دِل میں ندامت پیدا کی۔ چنانچہ میں ایک دفعہ بٹالیا گیا وہ مجھ سے ملنے کے لیے آئے اور میں نے دیکھا کہ ان پر سخت ندامت طاری تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کو اس رنگ میں پورا کر دیا کہ ان کے دو لڑکے تعلیم حاصل کرنے کے لیے قادیان آئے اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔

تذکرہ صفحہ 272 بر حاشیہ مطبوعہ 29 اکتوبر 1956

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ بٹالوی صاحب اپنے فتویٰ پر نادم تھے اور مرزا کی وفات کے بعد بھی ان کے مرزائیوں سے روابط تھے اور ان کے دو لڑکے مرزا بشیر الدین قادیانی سے بیعت ہو کر ان سے قادیان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

عقیدہ نمبر 14

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی فضیلت ثابت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 230

شاہ صاحب نے ہمارے اس عقیدہ کی تائید فرمائی ہے، شاہ صاحب لکھتے ہیں:

امت مسلمہ میں کوئی اس بات کا قائل نہیں کہ نبی ﷺ صرف بڑے بھائی جتنے افضل ہیں۔ البتہ آپ ﷺ نے خود امتیوں کو بھائی فرمایا:

انت اخونا (بخاری صفحہ 610 جلد 2)

ساری آنے والی امت کو بھائی فرمایا:

واخواننا الذین لم یأتوا بعد (موطا صفحہ 81 جلد 1)

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کا بھائی ہوں۔ انما انا اخوك جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: انت أخی فی دین اللہ (بخاری 1 صفحہ 516، 2 صفحہ 76)

آپ میرے دینی بھائی ہیں۔ سابقہ نبیوں کو بھی امتیوں کا بھائی کہا گیا:

والی مدین اخاھم شعیبًا (ھود 84)

والی ثمود اخاھم صالحا (ھود 71)

والی عاد اخاھم (ھود 50)

(موازنہ کیجئے صفحہ 13)

عقیدہ نمبر 14 کا پس منظر:

عقیدہ نمبر 14 کا پس منظر یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں علمائے دیوبند کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر یہ تہمت لگائی ہے کہ معاذ

اللہ علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں سرکارِ دوعالم ﷺ کو گالی دی ہے اور رسول اکرم ﷺ کو صرف بڑے بھائی جتنی فضیلت دی ہے۔ اور پھر یہ کتاب یعنی حسام الحرمین علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کی۔ علماء حرمین نے حسام الحرمین کا مطالعہ کرنے کے بعد علماء دیوبند پر لگائے گئے الزامات کے متعلق علماء دیوبند سے چھبیس 26 سوالات کیے۔ جس کے جواب میں حضرت مولانا علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالی نے "المھند علی المفند" کے نام سے کتاب مرتب کر کے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کی۔ ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا:

هل تقولون ان النبی ﷺ لا یفضل علینا الا کفضل الاخ الا کبر علی الاخ الاصغر لاغیر وهل کتب احد کم هٰذا المضمون فی کتاب

یعنی کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ہم پر پس اتنی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے اور کیا تم میں سے کسی نے یہ مضمون اپنی کتاب میں لکھا ہے؟ تو اس کا جواب علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالی نے "المھند علی المفند" میں بڑی تفصیل سے دیا جس کا خلاصہ عقیدہ نمبر 14 میں ذکر ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے وہ ہمارے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

شاہ صاحب کی طرف سے علماء دیوبند کی وکالت:

شاہ صاحب نے علماء دیوبند کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے خان صاحب بریلوی کی طرف سے علمائے دیوبند پر لگائے ہوئے الزام کا جواب خود دے دیا کہ امت مسلمہ میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ نبی کریم ﷺ صرف بڑے بھائی جتنے افضل ہیں۔ جس طرح شاہ صاحب نے اس عقیدہ کے بارے میں حق بات کہی اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو مزید حق کہنے اور لکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عقیدہ نمبر 15

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول۔ اور بے شک آپ ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 230

اعتراض:

آپ ﷺ کو نہ اولین کا علم کلی اور نہ ہی آخرین کا علم کلی دیا گیا، فرمانِ ربانی ہے:

ومنهم من لم نقصص عليك

سورۃ المؤمن 78

"یعنی آپ ﷺ کو سابقہ نبیوں میں سے بعض کے واقعات بتلائے گئے اور بعض کے نہیں"۔ عقیدہ نمبر 9 میں حدیث گزر گئی ہے کہ فرشتے آپ ﷺ کو کہیں گے:

انك لا تدري ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح

بخاری کتاب التفسیر

"یقینا آپ ﷺ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد (دین میں) کیا کچھ ایجاد کیا تھا پس میں وہی کہوں گا جو صالح بندے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

نوٹ:

اس علمی مرتبہ پر تو آپ لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بٹھایا ہے کہ انہوں نے تمام جزئیات دین تا قیامت حل کیے ہیں۔ نعوذ باللہ

(موازنہ کیجئے صفحہ 13-14)

جواب:

شاہ صاحب کی خیانت:

شاہ صاحب نے عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے علم اولین و آخرین کے ساتھ لفظ کلی کا اضافہ کیاہے۔ تاکہ عوام الناس یہ سمجھیں کہ علماء دیوبند حضور ﷺ کے لیے علم کلی کے قائل ہیں جیسا کہ بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے۔ علمائے دیوبند آپ ﷺ کے لیے اولین وآخرین کے علم کے تو قائل ہیں لیکن اولین و آخرین کے ساتھ کلی علم کے قائل نہیں جیساکہ عقیدہ نمبر 15 میں مذکور ہے۔

ہمارے عقیدے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو زمانے کی ہر آن میں واقع ہونے والے حادثات و واقعات کی ہر جزئی کی اطلاع ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ ﷺ کے مشاہدے سے غائب رہے تو آپ ﷺ کے علم و معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور آپ ﷺ کے وسعت علمی میں نقص آجائے۔ اگرچہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔

جیساکہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقص نہیں آیا۔ چنانچہ ہدہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی چیز پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور میں شہر سبا میں سے ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔

چنانچہ المہند علی المفند صفحہ 62 پر سوال نمبر 19 کے جواب میں ہے کہ

ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة النبوية عليها الف الف تحية والسلام جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان افضل الخلق كافة فلا بد ان يحتوى على علومهم جميعًا كلي جزئي جزئي وكلي كلي ونحن انكرنا اثبات هٰذا الامر بهٰذا القياس

الفاسد بغیر نص من النصوص المعتدۃ بہا۔

ترجمہ: اور ہمارے ملک کے مبتدعین (بریلوی) سرور کائنات ﷺ کے لیے تمام شریف و ادنیٰ و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی علوم جزئی ہو یا کلی آپ ﷺ کو معلوم ہوں گے اور ہم (یعنی علماء دیوبند) نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس قیاس فاسد کی بناء پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔

اولین و آخرین کے علم سے مراد:

ہمارے نزدیک علم اولین و آخرین سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے، یہی قول غیر مقلدین کے ائمہ کا بھی ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

مشہور غیر مقلد مناظر علامہ ثناء اللہ امر تسری لکھتے ہیں:

خدا کی ذات اور صفات کی معرفت آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ تھی یہی معنی ہے اس حدیث کے اوتیت علم الاولین والاخرین جو خبریں قرآن و حدیث میں آئی ہیں وہی معلوم ہے ان کے سوا سب غیر معلوم۔(ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء) واللہ اعلم

فتاویٰ ثنائیہ 1 صفحہ 303

نوٹ: (انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح) کا جواب عقیدہ نمبر 9 میں ہو چکا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ صاحب کی کذب بیانی:

شاہ صاحب نے اس اعتراض کے آخر میں نوٹ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ اس علمی مرتبہ پر تو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کو بٹھایا ہے۔ یہ شاہ صاحب کی کذب بیانی ہے کیونکہ علماء دیوبند کے عقیدہ نمبر 15 میں واضح مذکور ہے کہ سیدنا محمد

رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں، مخلوق میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے علمی مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا، نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی ورسول۔

جب ہمارے عقیدے سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کے علمی مرتبے تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اس کے بعد شاہ صاحب کا یہ لکھنا کہ ”اس علمی مرتبہ پر تو آپ لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کو بٹھایا ہے یہ شاہ صاحب کی کذب بیانی ہے، لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

غیر مقلدین کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا قول حجت نہیں:

شاہ صاحب اور ان کے اکابرین کا دعویٰ ہے کہ ہم قرآن و حدیث کے علاوہ کسی کی بات کو نہیں مانتے لیکن ان کا یہ دعویٰ کذب بیانی پر مبنی ہے کیونکہ یہ حضرات اکثر مسائل میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اور امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں نہ کہ قرآن وحدیث کو اس معاملے میں ان حضرات نے ان دونوں اماموں کو نبی کریم ﷺ کے علمی مرتبہ پر بٹھایا ہوا ہے۔ اس کی واضح دلیل شاہ صاحب کا یہ مختصر سا کتابچہ ہے، نیز ان کے نزدیک حضور ﷺ کا قول بھی حجت نہیں اور آپ ﷺ کی رائے بھی حجت نہیں اس سلسلے میں چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلد عالم محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

”شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خدا ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں“۔

طریقِ محمدی صفحہ 40

آگے لکھتے ہیں: تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔

طریقِ محمدی صفحہ 40

عقیدہ نمبر 16:

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ ؟؟؟؟

شاہ صاحب کی طرف سے عقیدہ نمبر 16 کی تائید:

امت مسلمہ میں اس قسم کا عقیدہ کسی کا بھی نہیں۔ البتہ دنیاوی امور میں آپ ﷺ نے امت کو زیادہ جاننے والا فرمایا۔ نبی کریم ﷺ مدینہ میں جس سال تشریف لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھجور میں پیوند لگانے کے بجائے اپنے حال پر چھوڑنے کا مشورہ دیا لیکن کھجور کی فصل ناقص دیکھ کر فرمایا:

انتم اعلم بامور دنیا کم

صحیح مسلم، کتاب الفضائل

کہ تم لوگ دنیاوی امور زیادہ جانتے ہو، پیوند لگایا کرو۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 14)

عقیدہ نمبر 16 کا پس منظر:

ناظرین آپ کے سامنے پہلے عقیدہ نمبر 16 کا پس منظر بیان کرنا ضروری ہے تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس عقیدے کا پس منظر یہ ہے کہ احمد رضا خان بریلوی نے حسام الحرمین میں علماء دیوبند پر الزام لگایا ہے کہ علماء دیوبند شیطان کے علم کو نبی اکرم ﷺ کے علم سے زیادہ مانتے ہیں جب یہ کتاب احمد رضا خان نے علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کی تو علماء حرمین نے علماء دیوبند سے اس بارے میں سوال کیا......

اترون ان ابلیس اللعین اعلم من سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام واوسع علما منہ مطلقاً وھل کتبتم فی تصنیف ما تحکمون علی من اعتقد ذٰلك۔

ترجمہ: کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات ﷺ سے زیادہ اور مطلقاوسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟

اس کے جواب میں مولانا علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالی نے لکھا:

قد سبق منا تحریر ھٰذہ المسئلة ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلم الخلق علی الاطلاق بالعلوم والحکم والاسرار وغیرھا من ملکوت الافاق ونتیقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبی علیہ السلام فقد کفر و قد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیہ السلام فکیف یمکن ان توجد ھٰذہ المسئلة فی تالیف ما من کتبنا غیر انہ غیبوبة بعض الحوادث الجزئیة الحقیرة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعدم التفاتہ الیہ لاتورث نقصا ما فی اعلمیة علیہ السلام بعد ما ثبت انہ اعلم الخلق بالعلوم الشریفة اللائقة بمنصبہ الاعلیٰ......الخ۔

ترجمہ: اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی ﷺ کا علم، حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمام مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم ﷺ سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں، جو یہ کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی ﷺ سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ ﷺ نے اس کی جانب توجہ نہیں

فرمائی۔ آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا ہے جبکہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ ﷺ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں۔

المہند علی المفند، صفحہ 59،60

عقیدہ نمبر 16 میں شاہ صاحب کی طرف سے ہماری وکالت:

عقیدہ نمبر 14 کی طرح اس عقیدے میں بھی شاہ صاحب نے علماء دیوبند کی وکالت کی ہے اور لکھا ہے کہ امت مسلمہ میں سے اس قسم کا عقیدہ کسی کا بھی نہیں کہ شیطان کا علم نبی پاک ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو اور ان کے فرقہ کے دیگر لوگوں کو آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر ہمارے عقائد کی کتب پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں تاکہ ان کو ہدایت نصیب ہو سکے۔

عقیدہ نمبر 17:

ہمارے نزدیک حضورِ اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے، خواہ دلائل الخیرات سے پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر معتبر رسائل مؤلفہ کی تلاوت ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپ ﷺ سے منقول ہیں۔

خلاصہ علماء دیوبند صفحہ 231

اعتراض:

درود وہی موجب ثواب ہے جو زبانِ نبوی ﷺ سے منقول ہیں، بناوٹی درود ہزاروی، تنجی اور لکھی وغیرہ سب موجب عذاب ہیں۔ "فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم" ظالموں نے وہ بات بدل دی جو انہیں کہی گئی تھی۔ اس آیت کے تحت امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ (ان الزیادة فی الدین والابتداع فی الشریعة عظیمة الخطر شدیدة الضرر) یقینا دین میں زیادت شریعت میں اضافہ کرنا بڑے خطرے اور ضرر کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے صحابی کو دعا میں نبی کی جگہ رسول پڑھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

جبکہ آپ ﷺ رسول بھی تھے اور نبی بھی تو پھر کسی اور کو یہ اختیار کیسے ہوا کہ وہ درود بناتا پھرے۔ دلائل الخیرات میں اذکار بدعیہ موجود ہیں اس لیے ان کا پڑھنا بدعت ہے۔

نوٹ: دیوبندیوں نے جنازے میں جو درود عوام کو سکھایا ہے وہ نقلی بناوٹی ہے لہٰذا افضل کو اختیار کرنے کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 14۔15

جواب:

شاہ صاحب کی کذب بیانی:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء دیوبند بناوٹی درود (درودِ ہزارہ، تنجی اور لکھی وغیرہ) کے قائل ہیں جبکہ ہمارے اس عقیدے میں اس قسم کے درود کا کوئی نام ونشان تک نہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک ادعیہ ماثورہ میں زیادتی جائز ہے:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں لکھا ہے کہ درود میں اور ادعیہ ماثورہ میں زیادتی بدعت ہے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے بخاری کی حدیث اور امام قرطبیؒ کے قول کو حجت کے طور پر پیش کیا ہے۔ شاہ صاحب کے مقتداؤں کا کیا نظریہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

شاہ صاحب کے مقتداؤں میں سے مشہور مقتداء مولوی عبدالجبار غزنوی لکھتے ہیں:

میرے فہم میں یہ سب تشددات (یعنی بے جا سختی) ہے، الفاظِ ماثورہ (جو حدیث میں آئے) پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ رسول میں **لبيك وسعديك والخير بيديك لبيك والرغباء اليك والعمل** کے الفاظ زیادہ کر لیے۔

اسی طرح بہت سے مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء اسلام الفاظِ ماثورہ پر درود شریف اور دعوات (دعاؤں) میں بعض الفاظ زیادہ کرتے ہیں اور یہ تعامل بلا نکیر جاری رہا۔ نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ (حدیث کی دعاؤں) پر زائد دعا پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیس 30 سے کچھ زائد فرشتے اس کے لکھنے کو آئے تھے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ

الفاظ ماثورہ پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس (صحابی رضی اللہ عنہ) نے اپنی طرف سے زیادہ کی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحسین فرمائی اس کے نظائر بکثرت ہیں۔ اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب بنے گی۔ غرضیکہ اس قسم کی زیادت بدعت نہیں بلکہ فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ یعنی جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے وہ اس کے لیے بہتری میں داخل ہے فقط (1) عبد الجبار عفی عنہ۔ (2) سید محمد نذیر حسین۔ (3) عبد الرحمن مبارکپوری۔ (4) شمس الحق عظیم آبادی۔

فتاویٰ نذیریہ 3 صفحہ 302، عون المعبود 4 صفحہ 409، 5 صفحہ 177

بحوالہ مجموعہ رسائل مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالی

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

اگر کہا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ میں زیادت کس طرح کی؟ یہ تو احداث فی الدین ہوا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں بہت اتباع سنت تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شاید یہ سمجھے کہ تلبیہ کلمات ماثورہ پر مقصور نہیں بلکہ اس جنس کے جو کلمات ہوں ان کے ساتھ تلبیہ جائز ہے جیسا کہ اکثر ادعیہ واذکار کا یہی حال ہے گو اقتصار کلمات ماثورہ پر افضل ہے۔

مؤطا امام مالک مترجم صفحہ 266

غیر مقلدین کے عبد الجبار غزنوی اور علامہ وحید الزمان نے فیصلہ کر دیا کہ درود اور دعاء ماثورہ میں الفاظ کی زیادتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک بلا نکیر جاری ہے۔

اب شاہ صاحب کو سوچنا چاہیے کہ جن باتوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج چودہ سال بعد تک کسی نے انکار نہیں کیا اس بات کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کے درمیان کیوں فتنہ وفساد پھیلا رہے ہو۔

احناف کے نزدیک نماز جنازہ میں درودِ ابراہیمی پڑھنا افضل و بہتر ہے:

اس اعتراض کے آخر میں شاہ صاحب نوٹ کا عنوان لگا کر لکھا ہے کہ دیوبندیوں نے جنازے میں جو درود عوام کو سکھایا ہے وہ نقلی بناوٹی ہے لہٰذا افضل کو اختیار کرنے کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

شاہ صاحب ہمارا یہ دعویٰ بے بنیاد نہیں بلکہ آپ کا دعویٰ بے بنیاد ہے کیونکہ ہمارے نزدیک نمازِ جنازہ میں وہی درود پڑھنا افضل و بہتر ہے جو عام نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ اگرچہ دوسرے درود کے الفاظ بھی احادیث سے ثابت ہیں۔ علماء دیوبند کی کتابوں کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ''بہشتی گوہر'' جو کہ ابتدائی درجات کے طلباء کو پڑھائی جاتی ہے اس کتاب میں نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھاہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحٰنك اللّٰهم اخیر تک پڑھیں اس کے بعد اللہ اکبر کہیں مگر ہاتھ نہ اٹھائیں، بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

بہشتی گوہر صفحہ 88

تبلیغی جماعت کے مولانا عبد الرحمن خان میواتی نے عام مسلمانوں کے لیے ''کتاب نماز'' کے عنوان سے ایک کتاب مرتب فرمائی ہے اس میں نمازِ جنازہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھاہے کہ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھو۔

کتاب نماز ص 41

اس پوری کتاب میں صرف ایک دورد ابرہیمی ص 30 پر ہے اس کے کوئی درود نہیں لہٰذا درور سے درور ابراہیمی مراد ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور ترین کتاب مختصر القدوری کے حاشیہ میں ہے:

ثم یکبر تکبیرۃ ویصلی علی النبی ﷺ لان الثناء علی اللہ تعالیٰ

يليه الصلوة على النبیﷺ كمافى الخطب والتشهد فيقول اللهم صلى على محمد وعلى ال محمد كماصليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى ال محمد كمابارکت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انك حميد مجيد۔

مختصر القدوری ص 27 حاشیہ نمبر 11، ناشر ایچ، ایم سعید کمپنی ادب منزل، کراچی

اللباب فی شرح الکتاب میں ہے:

ثم (يكبر تكبيرة) ثانية (ويصلى على النبیﷺ) كمافى التشهد

اللباب 1 ص 131

ان حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ نماز جنازہ میں احناف کے نزدیک دورد ابراہیمی ہی بہتر وافضل ہے اور یہی درود ہم بچوں اور عوام الناس کو سکھلاتے ہیں۔ شاہ صاحب نے جس درود کا حوالہ دیا ہے اس درود کا افضل و بہتر ہونا فقہ حنفی کی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہیں۔

نمازہ جنازہ میں درود ابراہیمی کے علاوہ دیگر درود بھی جائز ہیں:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

دوسری تکبیر کے بعد تشہد والا دورد شریف پڑھے اگر اس کے علاوہ کوئی اور درور شریف پڑھا پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ مطلق دورد شریف پڑھنا مقصود ہے۔

المغنی 2 ص 487

شاہ صاحب سے ایک سوال:

شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ کوئی ایک صریح حدیث ایسی دکھائیں جس میں نمازہ جنازہ میں درود ابراہیمی پڑھنے کا ثبوت ہو۔ اگر تم کسی حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے تو پھر تم کون ہو نماز جنازہ کے لیے درود ابراہیمی کو مقرر کرنے والے؟

اگرچہ نماز جنازہ میں درود ابراہیمی ہی افضل ہے لیکن حدیث شریف میں اس کی کوئی تخصیص نہیں۔ جیسا کہ ابن ماجہ اور مسند احمد کی روایت میں ہے:

عن جابر رضی اللہ عنہ قال ما اباح لنا رسول اللہ ﷺ ولا ابوبکر ولا عمر فی شیء ما اباحوا فی الصلوۃ علی المیت یعنی لم یوقت

ابن ماجہ ص109 مسند احمد 3 ص357

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں کوئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

غیر مقلدین کی طرف سے اللہ کے دین میں ردوبدل:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں قرآن کریم کی آیت فبدل اللذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم اور بخاری کی ایک حدیث ذکر کے عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ احناف نے اللہ کا دین بدل ڈالا حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے نزدیک پیغمبر کی رائے حجت نہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے:

یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم

سورۃ النساء آیت 59

اس آیت شریفہ میں ہمیں اللہ، اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے جب کہ غیر مقلدین پیغمبر کی رائے کو حجت نہیں مانتے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے خطیب الہند مولوی محمد جوناگڑھی لکھتے ہیں:

تعجب ہے جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔

طریق محمدی ص40

یعنی ان کے نزدیک پیغمبر کی رائے حجت اور دلیل نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

غیر مقلدین کی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی:

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری نے اکتوبر 1959 میں تفسیر العنبس عن تفسیر سورۃ العبس شائع کرائی تو سورۃ العبس میں عابس کے لفظ کے متعلق لکھا کہ عابس رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں عابس سے مراد کوئی کافر ہے جس پر اللہ نے خفی ظاہر فرمائی۔

العطر البلیغ 78

غیر مقلدین کے نزدیک عیسی بن باپ پیدا نہیں ہوئے

چنانچہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

دوسرے (رسالہ) میں کہ عیسی کی بے پدری پیدائش پر پوری بحث و تمحیص اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف عیسی کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے بے پدری کا خیال خطرناک خیال ہے۔

العطر البلیغ ص175

جب کہ قرآن کریم میں ہے:

ان مثل عیسی عنداللہ کمثل آدم خلقه من تراب

العمران آیت نمبر 59

یہی اثری صاحب عیون زم زم میں لکھتے ہیں:

کہ مسجد نبوی میں عیسائیوں سے مناظرہ کے دوران جوابی تقریر میں رسول

کریم ﷺ نے حضرت عیسی کا باپ تسلیم فرمایا ہے بلکہ عیسائیت کے خلاف اسے بطور دلیل پیش فرمایا ہے۔

عیون زم زم ص 21

عیسی اپنے باپ یوسف سے مشابہہ تھا اور وہ (عیسی) اس (یوسف) کا بیٹا ہے۔

عیون زم زم ص 22

غیر مقلدین کا حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت سے انکار:

یہی اثری صاحب لکھتے ہیں:

الحاصل یہ کہ امام صاحب (ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی) کا فتویٰ تو ٹھیک ہے کہ مسلمانوں کی تکفیر جائز نہیں کہ یہ خوارج اور معتزلہ کا طریقہ ہے اور یہ استدلال ٹھیک نہیں کہ یونس علیہ السلام نبی ہیں۔

عیونِ زمزم صفحہ 161

یعنی غیر مقلدین کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ یونس علیہ السلام (نعوذ باللہ) اللہ کے نبی نہیں ہیں۔

اثری صاحب کا پکا اہلحدیث ہونا:

اثری صاحب لکھتے ہیں:

ہماری قوم (جعنتہ) اور پیشہ درزی اور کپڑوں پر تلہ چڑھانا ہے اور سکونت وزیر آباد ہے۔ میرا مسلک شروع ہی سے اہلحدیث ہے۔

الجسر البلیغ صفحہ 1

غیر مقلدین کا قرآن وحدیث کے خلاف اپنے علماء کی تقلید کرنا:

مولوی عبد الجبار کنڈیلوی غیر مقلد لکھتے ہیں

چنانچہ رفتہ رفتہ جماعت اہلحدیث کنڈیلہ میں بھی یہ خیالات پیدا ہونے لگے

اور مولوی صاحب کے دعووں کی تصدیق کرنے لگے اور غیر متابعین کو جہالت کی موت مارنے لگے اور اس امامت نے ایک طرح کی تقلید وضلالت کی شکل اختیار کرلی اور مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل کو یہ لوگ بے چوں وچرا جو خلاف قرآن و حدیث تھے تسلیم کرنے لگے، مثل مرغ کی قربانی وغیرہ

مقاصد الامامۃ صفحہ 3

غیر مقلدین کا اپنی نماز کے بناوٹی ہونے کا اقرار:

غیر مقلدین کے اکابر نے خود اپنی نماز کے بناوٹی ہونے کا اقرار کیا ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور ومعروف اہلحدیث عالم عبد الجبار سلفی لکھتے ہیں:

آپ حضرات نے اس ثابت شدہ درجہ فضیلت والے عمل (یعنی دعا بعد المکتوبہ) کے خلاف اشتہار بازی شروع کررکھی ہے لیکن آپ نے کبھی غور کیا کہ درج ذیل امور میں آپ کے پاس کتنی صحیح الاسناد اور ٹھوس احادیث ہیں۔

1) قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا:

قنوت وتر میں آپ حضرات بھی ہاتھ اٹھاکر دعا کرتے ہیں اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس میں توسیع ہے اور حرمین شریفین میں اسی پر عمل بھی ہے لیکن کیا یہ عمل رسول اکرم ﷺ سے صحیح یا حسن یا ضعیف حدیث سے ثابت ہے؟۔

2) قنوت وتر میں آپ حضرات بھی ہاتھ اٹھاکر دعا مانگ لیتے ہیں اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ یہ عمل جائز ہے لیکن حضرت ابو مالک سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں

کیاوہ فجر میں قنوت کرتے تھے ؟۔انہوں نے فرمایامیں نے ان سب کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں ان میں سے کوئی بھی قنوت نہیں کرتا تھا پھر کہا اے بیٹے یہ بدعت ہے نسائی

ہم اسے بدعت نہیں کہتے بلکہ ضرورت کے مواقع پر جائز سمجھتے ہیں کیا اسی طرح کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے نماز کے بعد دعا کو بدعت یا حرام کہنا ثابت ہے ؟

فرض نمازوں کے بعد دعائے اجتماعی کے فضائل ودلائل صفحہ 35

غیر مقلدین کے محقق زمانہ حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانا جائز ہے اس بارے میں بعض ضعیف احادیث بھی مروی ہیں لیکن ہاتھ نہ اٹھانا راجح ہے۔واللہ اعلم

وتر یا قنوت نازلہ میں صراحت کے ساتھ منہ پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں مگر مطلق میں جائز ہے۔

ہدیۃ المسلمین صفحہ 71

قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے:

حکیم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، ابو اسحاق السبیعی (تابعین) سے ثابت ہے کہ وہ نماز میں جب دعائے قنوت پڑھنے کا ارادہ کرتے تو قرأت سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ 2 صفحہ 307، صفحہ 695 وسندہ صحیح

بحوالہ: ہدیۃ المسلمین نماز کے مسائل مع مکمل نماز نبوی ﷺ صفحہ 71 تالیف زبیر علی زئی

ان مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غیر مقلدین نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کو بدل کر اپنے لیے نیا دین اختیار کیا ہے۔

عقیدہ نمبر 18

وہ تمام حالات جن کا حضورِ اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ آپ کی ولادتِ مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند صفحہ 231

اعتراض:

آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو باعث ثواب ہے مگر شرط یہ ہے کہ

1) وہ قرآن و حدیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔

2) بیان کرنے والا بدعتی و مشرک نہ ہو جس سے وہ بدعت و شرک ثابت کر رہا ہو۔

3) تاریخ پیدائش یا وفات کی تخصیص نہ ہو جیسا کہ جشن ولادت، جلوس عید میلاد النبی ﷺ وغیرہ ورنہ پھر شرک یا بدعت ہو گا کیونکہ اس عمل کی مثال آپ ﷺ کی زندگی میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں ہے اور اس قسم کے عمل کا بدعت ہونے پر امت متفق ہے۔

واما اهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل و قول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم فهو بدعة۔

ابن کثیر سورہ احقاف آیت نمبر 14

(موازنہ کیجئے صفحہ 15-16)

جواب:

شاہ صاحب عوام الناس کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علماء دیوبند مروجہ عید

میلاد النبی ﷺ کے قائل ہیں حالانکہ علماء دیوبند کے نزدیک مروجہ عید میلاد النبی بدعت ہے۔

فقیہ العصر، قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: محفل میلاد شریف و قیام میلاد شریف ولوبان سلگانے، فرش وچوکی بچھانے وتاریخ متعین کرنا وغیرہ بہ ہیئت مشہورہ و مروجہ اس زمانے میں آیا اس طریقے سے محفل میلاد جائز ہے یا نہیں؟۔ اگر جائز ہے تو کس دلیل سے؟ دلیل ادلہ اربعہ سے ہو، بینوا توجروا۔

جواب: یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم ﷺ اور زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور زمانہ تابعین و تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین علیہ الرحمۃ میں نہیں ہوئی اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا۔ اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے اس کے عدم جواز میں صاحب مدخل وغیرہ علماء پہلے لکھ چکے ہیں اور اب بھی بہت رسائل و فتاویٰ طبع ہو چکے ہیں زیادہ دلیل کی حاجت نہیں عدم جواز کے واسطے یہ دلیل کافی ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا، زیادہ مفاسد اس کے دیکھنے ہوں تو مطولات فتاویٰ کو دیکھ لیں، واللہ اعلم۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 64

غیر مقلدین کے نزدیک اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم حجت نہیں:

شاہ صاحب نے تیسری شرط یہ لکھی ہے کہ جس عمل کی مثال آپ ﷺ کی زندگی میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں تو اس کے بدعت ہونے پر امت متفق ہے۔ یہ شاہ صاحب کی اور ان کی جماعت کا صرف زبانی جمع خرچ ہے کیونکہ ان کے نزدیک اقوال وافعال صحابہ رضی اللہ

عنہم حجت نہیں ہیں۔

بطورِ نمونہ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

پس جو قرآن و حدیث میں ہے دین ہے اور جو ان دونوں میں نہیں وہ دین کی بات نہیں دین کی باتیں وحی خدا یعنی قرآن و حدیث میں کامل و مکمل موجود ہیں۔

طریقِ محمدی صفحہ 42

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

قرآنِ پاک خدا تعالیٰ کی وحی قرآن و حدیث کے ماننے اور اس کے سوا کسی اور کی نہ ماننے کی کھلے الفاظ میں منادی کرتا ہے۔

طریقِ محمدی صفحہ 60

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی:

محمد جونا گڑھی ایک اور مقام پر گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

بس آؤ سنو! بہت صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان میں غلطی کی۔ اور ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل کے دلائل سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے خبر تھے۔

طریقِ محمدی صفحہ 54

بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ تو موٹے موٹے مسائل میں غلطی کرتے تھے (نعوذ باللہ) اور مسائل کے دلائل سے بے خبر تھے لیکن غیر مقلدین غلطیوں سے پاک ہیں اور تمام مسائل کے دلائل ان کو معلوم ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک صحیح کردار والا صحابی بھی حجت نہیں:

نوب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے دلیل پکڑنا درست نہیں کیونکہ صحابی رضی اللہ عنہ کا کردار اگرچہ صحیح طور پر ثابت ہو پھر بھی حجت کے لائق نہیں ہوتا۔

بدور الاھلۃ صفحہ 28

یہی نواب صاحب عورت کے برہنہ بدن نماز کے جواز کو ثابت کرنے کے جوش میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک اثر کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "قول اوست پس بحجت میرزد" یہ اس کا قول ہے جو حجت کے لائق نہیں۔

بدور الاھلہ صفحہ 39

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "موافقاتِ صحابہ حجت نہیں"۔

بدور الاھلۃ صفحہ 129

غیر مقلدین کے نزدیک خنزیر یا کتا پھولا پھٹا ہوا پڑا ہے لیکن پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا تو وہ پاک ہے اس کے خلاف حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایک فتویٰ کو رد کرتے ہوئے میاں نذیر حسین فرماتے ہیں:

"اگر اس فتویٰ کو سند کے اعتبار سے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس کو دلیل بنانا صحیح نہیں کیونکہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول حجت نہیں ہوتا"۔

فتاویٰ نذیریہ 1 صفحہ 340

غیر مقلدین کے مناظر اسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک مجلس میں تین طلاق والے فیصلے کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے۔

فتاوی ثنائیہ 2 ص 252

شاہ صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دین صرف دو چیزوں کا نام ہے۔ قرآن

وحدیث باقی دین نہیں چنانچہ شاہ صاحب نے امین اللہ پشاوری کی کتاب "تقلید کی حقیقت" کے مقدمہ میں لکھا ہے:

اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین دو ہی چیزوں کا نام ہے قرآن عزیز اور سنت نبوی ﷺ اور اسی کا مظاہرہ اہل اسلام اپنی زندگی میں کرتے ہیں۔ مثلاً دنیا میں آتے ہی اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی اتباع کی خبر اذان کی صورت میں پکاری جاتی ہے اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی کلمہ شہادت کا تکرار کیا جاتا ہے۔ لقنوا موتاکم لاالہ الااللہ دو ہی شہادتیں پڑھی جاتی ہیں معلوم ہوا کہ جو اقرار مسلمان پر لازم تھا وہ اس موقع پر دوہرایا گیا۔

دوسری مثال خیر القرون میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کو کامل دین سمجھتے ہیں۔

تقلید کی حقیقت صفحہ 7

شاہ صاحب اور ان کے اکابرین کی تصریحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ غیر مقلدین کے نزدیک دین صرف قرآن وحدیث کا نام ہے اور وہ بھی اپنی مرضی کا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال ان کے یہاں حجت نہیں یہ حضرات شیعوں کی طرح عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں۔

عقیدہ نمبر 19:

آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند ص 232

اعتراض:

بیٹھی ہوئی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سوجاتے مگر وضو دوبارہ نہیں کرتے۔

صحیح بخاری

لہٰذا اس مسئلہ کو عقیدہ میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ تمام امت کے لیے حکم شرعی یہی ہے کہ جب تک ٹیک لگا کر نہ سوجائے تو وضو برقرار رہے گا۔

نوٹ: انبیاء کرام کی بعض خصوصیات سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ بشریت سے نکل کر الٰہ و معبود بن گئے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 16)

جواب:

علماء دیوبند کا یہ عقیدہ کہ نیند سے انبیاء علیہم السلام کا وضو نہیں ٹوٹتا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان عینی تنامان ولاینام قلبی

بخاری 1 ص154

یعنی میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ نیز بخاری 1 ص504 میں ہے کہ وکذلك الانبیاء تنام اعینهم ولاینام قلوبهم یعنی اسی طرح

انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں ان کے دل نہیں سوتے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

شبہ: سفر میں نیند کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی نماز فوت ہوگئی تھی اگر دل نہیں سوتا تھا تو آپ ﷺ کو فجر کے طلوع ہونے کا علم کیوں نہیں ہوا۔

جواب: آپ ﷺ کو طلوع فجر کا علم اس لیے نہیں ہوا کہ طلوع وغیرہ کا تعلق آنکھ سے ہے دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا اس لیے طلوع فجر کا ادراک نہ ہوسکا۔ مزید تفصیل کے لیے امام نووی رحمہ اللہ تعالی کی شرح مسلم 1 ص254 فتح الملہم 1 ص 241 اور امداد الفتاوی کا مطالعہ کیجیے۔

شاہ صاحب کا اصل عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں:

شاہ صاحب ہمارے عقیدے پر کوئی اعتراض نہ کرسکے تو اصل موضوع سے ہٹ کر تین اعتراض کیے ہیں۔

1) بیٹھنے کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو جاتے تھے مگر دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے (بخاری) اور تمام امت کے لیے حکم یہی ہے جب ٹیک لگا کر نہ سوجائے تو وضو برقرار رہے گا۔

2) اس مسئلہ کو عقیدہ میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟

3) انبیاء علیہم السلام کی بعض خصوصیات سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بشریت سے نکل کر الٰہ و معبود بن جائیں۔

شاہ صاحب کے اعتراضات کے جوابات:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں تین اعتراضات کیے ہیں جو کہ پہلے گذر چکے ہیں۔ ان اعتراضات کے بالترتیب جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض نمبر 1 کا جواب:

عقیدہ نمبر 19 نوم انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہے۔ اس عقیدے کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور دیگر امتیوں کے متعلق نہیں لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر امتیوں کی نیند کے متعلق مسائل اٹھا کر اس مسئلہ پر اعتراض کرنا حماقت ہے کیونکہ غیر مقلدین کے اکابر کے نزدیک نوم امت مطلقاناقض وضو ہے۔

محققین علماء اہل حدیث کے نزدیک نیند مطلقاًناقض وضو ہے۔ مشہور غیر مقلد علامہ عبد الرؤف بن عبد الحنان بن حکیم محمد اشرف سندھو لکھتے ہیں:

مسند ابو یعلی ص199، مسند بزار ص282،اوسط بن المنذر، ص154، اور محلی ابن حزم 1 ص224 میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے۔ انہم کانوا یضعون جنوبہم فینامون منہم یتوضاومنہم لایتوضأ یعنی وہ لیٹ کر سوجایا کرتے تھے بعض ان میں وضو کرتے تھے اور بعض نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ تعالی نے مسند ابو یعلی و مسند بزار کے رواۃ کو صحیح کے رواۃ کہا ہے۔ مجمع الزوائد 1 ص253 ابن قطان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اسی روایت کی بناء پر انہوں نے اس قول کی تردید کی ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ الجوہر النقی، النصب الرایہ 471 وسط ابن المنذر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو بیٹھ کر یا کسی دوسری حالت میں سوجائے تو اس پر وضو ضروری ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر اگر بسند صحیح ثابت ہے تو ابوداود والی روایت سے استدلال مردود ہو جاتا ہے۔ حضرت صفوان والی جو نمبر 106 میں آرہی ہے کے عموم سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نیند ہر حالت میں ناقض وضو ہے۔

حضرت ابو ہریرہ، ابو رافع، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم عطاء، حسن بصری،

سعید بن المسیب، عکرمہ، زہری، مزنی اور دیگر علماء رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے ابن المنذر اور ابن حزم نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

شیخ البانی نے ارواء الغلل 1 ص 141 میں ذکر کیا ہے کہ علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے جن میں حنابلہ بھی ہیں۔

صلوۃ الرسول تخریج و تعلیق عبد الرؤف بن عبد الحنان ص 135

مولوی عبد الرؤف کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان کا مسلک اس مسئلہ میں وہ نہیں جو شاہ صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب اس مسئلہ میں آپ نے اپنے اکابرین کی رائے سے انحراف کیوں کیا؟

دوسرے اور تیسرے اعتراض کا جواب:

ان دونوں اعتراضات پر اگر غور کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ شاہ صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً آنحضرت ﷺ کے خصائص و معجزات کو بیان کرنا اور ان کا عقیدہ رکھنا انبیاء علیہم السلام کو الہٰ معبود بنانے کے مترادف ہے، نعوذ باللہ۔

انبیاء علیہم السلام کے متعلق علماء دیوبند کا عقیدہ:

اس مقام پر ہم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالی مہتمم دار العلوم دیوبند کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جس میں شاہ صاحب کے تمام اعتراض کے جواب موجود ہیں۔ مضمون اگرچہ طویل ہے لیکن ہم فائدے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پورے مضمون کو ذکر رہے ہیں۔

قاری محمد طیب رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

پھر اس مقدس طبقہ کی آخری اور سب سے زیادہ برگزیدہ ہستی نبی کرم ﷺ کی ذات بابرکات ہے جن کی عظمت و سر بلندی و ہر بلندی و برتر ہستی سے

بمراتب بے شمار زیادہ اور بڑھ کر ہے اس لیے ان کی تعظیم وتوقیر کے درجات اور حقوق بھی اوروں سے زیادہ ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کے بارے میں بھی علماء دیوبند کا مسلک وہی نقطۂ اعتدال اور میانہ روی کا ہے جو خود حضور ﷺ کی تعلیمات کی پیدا کردہ ہے۔

چنانچہ علماء دیوبند بصدق قلب سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو افضل الکائنات، افضل البشر اور افضل الانبیاء یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی آپ ﷺ کی بشریت کا بھی اقرار کرتے ہیں غلوئے عقیدت ومحبت میں نفی بشریت یا ادعاو تادیت یا پردہ مجاز وغیرہ کہنے کی جرأت نہیں کرتے۔

لیکن پھر بھی آپ ﷺ کا سب سے بڑا کمال عبدیت یقین کرتے ہیں وہ کمالات نبوی ﷺ اور علو درجات کو انتہائی ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی حدودِ عبدیت کو توڑ کر حدودِ معبودیت میں پہنچا دینے سے مدد نہیں لیتے اور نہ ہی اسے جائز سمجھتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات کو تمام انبیاء علیہم السلام کی تمام کمالائی خصوصیت خلت، اصطفائیت، کلمیت، روحیت، صادقیت، صدیقیت وغیرہ کا جامع بلکہ مبداء نبوت انبیاء اور منشاء ولایت اولیاء سمجھتے ہیں اور آپ ﷺ پر ہی تمام مختارات خداوندی کی ریاست انتہاء مانتے ہیں۔

وہ آپ ﷺ کی اطاعتِ مطلقہ کو فرضِ عین سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے وہ آپ ﷺ کو ساری کائنات میں فردِ اکمل اور بے نظیر جانتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ میں خصوصیات الوہیت تسلیم نہیں کرتے اور اس میں ذاتی اور عرضی کا فرق بھی معتبر نہیں سمجھتے۔ وہ آپ ﷺ کے ذکر مبارک اور مدح وثناء کو عین عبادت سمجھتے ہیں لیکن اس میں عیسائیوں کے سے مبالغے جائز نہیں سمجھتے کہ حدودِ بشریت کو حدود الوہیت سے جاملائیں۔

وہ برزخ میں آپ ﷺ کی جسمانی حیات کے قائل ہیں لیکن وہاں

معاشرت دنیوی کے قائل نہیں۔ وہ اس کے اقراری ہیں کہ آج بھی امت کے ایمان کا تحفظ گنبد خضراء ہی منبع ایمانی سے ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ آپ کو حاضر و ناظر نہیں جانتے جو کہ خصوصیت الوہیت میں سے ہے۔ وہ آپ ﷺ کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے خواہ ملائکہ ہوں یا انبیاء واولیاء بمراتب بے شمار زیادہ اور بڑھ کر مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کے ذاتی اور محیط ہونے کے قائل نہیں غرض تمام ظاہری و باطنی کمالات میں آپ ﷺ کو ساری مخلوق بلحاظ کمال و جمال یکتا، بے نظیر اور بے مثال یقین کرتے ہیں لیکن خالق کے کمالات سے ان کمالات کی وہی نسبت مانتے ہیں جو مخلوق کو خالق سے ہو سکتی ہے کہ خالق کی ذات وصفات اور کمالات سب لامحدود ہیں اور مخلوق کی ذات و صفات اور کمالات سب محدود ہیں وہ ذاتی ہیں یہ عرضی ہو کر بھی محدود و خانہ زار ہیں اور یہ عطاء کا ثمرہ۔ پس یہ حدود کی رعایت وہی نطقۂ اعتدال ہے جو اس مسلک کی اساس ہے۔

مسلک اعتدال علماء دیوبند ص 23 تا 25

عقیدہ نمبر 20:

انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے بخاری شریف میں ہے کہ "رؤیا الانبیاء وحی" کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔

بخاری شریف 1 ص 25

نوٹ:

شاہ صاحب نے اس عقیدے پر کوئی بحث نہیں کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ نمبر 10 کی طرح اس عقیدے کے بارے میں بھی شاہ صاحب تردد کا شکار ہیں ورنہ تائید ضرور کرتے۔

شاہ صاحب کی خدمت میں دست بستہ گزارش ہے کہ خود پر اور اپنی جماعت پر ترس کھائیں۔ ضد، تعصب اور عناد کی پٹی آنکھوں سے اُتاریں اور ہمارے عقائد کی کتب کو استفادہ کی نیت سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ شاہ صاحب کا تردد اور تذبذب دور ہو جائے گا۔ اگر ایسا نہیں کرسکتے تو کم از کم اپنی زبان اور قلم کو قابو میں رکھیں۔

عقیدہ نمبر 21:

آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری 1 ص100)

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند صفحہ 233

اعتراض:

احناف اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں قدم ملاتے نہیں اور نہ کندھے۔ جب کہ اس حدیث میں ہے (کان احد یلزق منکبیہ بمنك صاحبہ وقدمہ بقدومہ) یعنی ہم صحابہ میں سے ہر فرد ساتھی کے قدم سے قدم اور کندھے سے کندھے ملاتے تھے۔

2) پشت کی جانب سے دیکھنا معجزہ تھا جب کہ ہر معجزہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کو نماز میں جنت و جہنم دکھائے گئے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو صفوں میں کھڑے ہو کر نہ دیکھ سکے۔ لہذا معجزہ نبی کریم کے اختیار میں نہیں اور کرامت ولی کے اختیار میں نہیں معجزہ و کرامت کو مسائل کے دلائل کے طور پر پیش نہیں کیے جاسکتے۔

3) نوٹ: اس حدیث کو عقائد میں لانے سے دیوبند کے پس پردہ عقائد کی عکاسی ہوتی ہے۔

موازنہ کیجئے صفحہ 16۔17

جواب:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں تین باتیں ذکر کی ہیں:

1) احناف اس حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔

2) معجزہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے۔

3) اس حدیث کو عقائد میں لانے سے علماء دیوبند کے پس پردہ عقائد کی عکاسی ہوتی ہے۔

احناف اس حدیث کے مخالف نہیں:

شاہ صاحب نے احناف پر بہتان باندھا ہے کہ احناف اس حدیث کے مخالف ہیں شاہ صاحب کے گھر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اور یہ بدیہی امر ہے آدمیوں کا صفوں میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میرے علم میں کسی ایک آدھ حنفی متقدم سے بھی اس کا خلاف ثابت نہیں سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ یہ کتب متداولہ فقہ وشروحات فقہ شب وروز مزاولت کی جاتی ہیں کسی ایک میں اس کے برعکس دیکھانہ کسی کو جرأت ہے۔

فتاوی ثنائیہ 1 ص470

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالی کتاب الآثار ص31 باب اقامۃ الصفوف میں لکھتے ہیں:

عن ابراھیم انه کان یقول سووا صفوفکم وسووامنا کبکم وتراصوا ولیتخننکم الشیطان الخ وقال محمد وبه نأخذ ولاینبغی انه یترك الصف وفیه الخلل حتیٰ یسووا وھو قول ابی حنیفه رحمه اللہ تعالی۔

ترجمہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ صفیں اور شانہ برابر کرو اور خوب مل جاؤ ایسا نہ ہو کہ شیطان بکری کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل

ہو جائے اور امام محمد کہتے ہیں کہ ہم بھی اس کو لیتے ہیں کہ صف میں خلل چھوڑ دینا مناسب نہیں حتیٰ کہ ان کو درست نہ کیا جائے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب ہے۔

فتاوی ثنائیہ 1ص470

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

شرح نقایہ میں نیز بحرالرائق 1ص262،عالمگیر مطبوعہ کلکتہ ص122 درمختار مع الشامی ص 593میں ہے ینبغی للمأ مومین ان یتراصوا وان یسدوالخلل ان یسووامنا کبھم وینبغی للامام ان یامرھم۔ یعنی مقتدی کو چاہیے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں۔صفوں کے درمیان خالی جگہوں کو بند کریں اور شانوں کو ہموار رکھیں۔

بحوالہ فتاوی ثنائیہ 1ص271

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

مولانااشرف تھانوی رحمہ اللہ تعالی بہشتی گوہر 2ص59میں تحریر فرماتے ہیں کہ صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوناچاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہناچاہیے۔

فتاوی ثنائیہ 1ص473، تین اہم مسئلے الشیخ کریم الدین السلفی ص15دارالتقوی کراچی

ان تمام حوالہ جات جو کہ غیر مقلدین کے پیشوا کی کتاب سے پیش کیے گئے ہیں معلوم ہوگیا کہ احناف اس حدیث کی مخالفت نہیں کرتے۔ جھوٹ بولنا شاہ صاحب کی عادت ہے اسی لیے جھوٹ بولا ہے۔

شاہ صاحب اور ان کی جماعت کی غلط فہمی:

شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ احناف اس حدیث کے مخالف ہیں اس کا ایک جواب

غیر مقلدین کے ائمہ کی رائے سے سامنے آچکا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب اور ان کی جماعت کو اس حدیث کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً آپ ﷺ سے جو ہدایات یا فرامین صادر ہوئے ہیں ان میں الزاق کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ صرف محاذات کا آیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث 1) وصلوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق

رواہ ابو داؤد عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ملاؤ اپنی صفوں کو اور ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور گردنوں کو ایک دوسرے مقابل رکھو۔

حدیث 2) اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل

رواہ ابو داود عن ابی عمرؓ

ترجمہ: صفوں کو سیدھا کرو اور مونڈھوں کو مونڈھوں کے برابر رکھو اور شگاف کو بند کرو۔

نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ صف میں شامل ہونے والے اس طرح باہم متقارب ومتوازی کھڑے ہو کہ ہر دو کے درمیان فصل یا شگاف نہ رہے۔ اگر ایک جانب سے کھڑے ہو کر صف پر نگائی ڈالی جائے تو وہ استواء واعتدال میں "بنیان مرصوص" طرح دکھائی دے اور کہیں تقدم اور تاخر نظر نہ آئے بلکہ تیر کی طرح سیدھی دکھائی دے۔

لفظ الزاق کا استعمال اقوال صحابہؓ میں اور اس کا معنی ومطلب:

شاہ صاحب نے جو حدیث پیش کی ہے اس میں لفظ "الزاق" موجود ہے لفظ الزاق کے اصل معنی کیا ہے اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

قال انس و كان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه

رواہ البخاری 1001

قال نعمان بن بشير فرأيت الرجل يلزق كعبه بكعب صاحبه وركبته بركبته ومنكبه بمنكبه

رواہ احمد

ترجمہ: نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ (جب آپ ﷺ نے صفوں کو سیدھا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ٹخنوں کو اپنے ساتھی کے ٹخنوں کے ساتھ اور اپنے گھٹنوں کو اس کے گھٹنوں کے ساتھ اور اپنے مونڈھوں کو اس کے مونڈھوں کے ساتھ ملا دیتا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے دونون ارشادات جو پیچھے گذر چکے ہیں ان میں الزاق کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ محاذات کا لفظ ہے اور صحابہ کرام کے اقوال میں الزاق کو محاذات کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اس صورت میں الزاق کے حقیقی معنی یعنی اعضاء کو اعضاء سے ملانا متروک ہو گا۔ اگر الزاق ہی مراد لیا جائے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ والی روایت پر عمل کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس روایت میں گھٹنوں کو گھٹنوں سے ملانے کا ذکر ہے اور ٹخنوں کو ٹخنوں سے ملانے کا اور یہ محال ہے اگر گھٹنوں اور ٹخنوں کا ملانا محال نہیں تو ذرا آزما کر دکھاؤ۔

محاذات کو الزاق سے تعبیر کرنے کی وجہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں قدمہ بقدمہ کے معنی لکھتے ہیں:

والمراد بذلك فی تعديل الصف وسد خلله

فتح الباری 2ص353

یعنی اس سے مراد صف کو برابر کرنا اور شگاف کو بند کرنا۔ (حقیقتاً قدم کو قدم

سے ملانا مراد نہیں۔)

مشہور غیر مقلد عالم خالد گر جاکھی اپنی کتاب صلوۃ النبی ﷺ ص150 میں لکھتے ہیں:

بعض لوگ ٹخنے سے ٹخنہ ملانے میں تکلف کرتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کا حلیہ بگڑ جاتا ہے اور پاؤں سیدھا رہنے کے بجائے آگے سے تنگ اور پیچھے سے کھل جاتے ہیں (اس کا مشاہدہ اب بھی غیر مقلدین کی مساجد میں بخوبی کیا جاسکتا ہے، راقم الحروف) یہ بھی غلط ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں الکعب بالکعب والمنکب بالمنکب تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ صف سیدھی کرنے کے لیے ٹخنوں او رکندوں کو برابر کرو۔ یہاں پر باتسویہ کے لیے ہے الصاق کے لیے نہیں ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جس طرح ہم تکلف کے ساتھ ٹخنے ملاتے ہیں اسی طرح تکلف کے ساتھ کندھا بھی ملائیں حالانکہ کندھا مل ہی نہیں سکتا۔ یہاں صرف یہ مراد ہے کہ صف سیدھی کرو کندھے کے برابر کندھا اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ ہو اور فتاوی علماء اہل حدیث 3 ص20، 21 میں بھی اسی طرح کی تفصیل موجود ہے۔

معروف غیر مقلد خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں:

کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ ٹانگیں چوڑی کر لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاؤں تو مل جائے ہیں کندھے نہیں ملتے۔

قد قامت الصلاۃ ص137

اور ص136 پر لکھتے ہیں:

ٹخنہ ملانے والی روایات میں زکریا بن ابی زائدہ ہے جو مدلس ہے اور عن سے روایت کرتا ہے۔

خلاصہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی اور اکابر غیر مقلدین کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے

کہ احادیث میں سنت کے مطابق صفیں سیدھی کرنے اور شگاف کو بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ٹخنے سے ٹخنہ ملانے والی روایت ضعیف ہے اور اس پر عمل کرنا بھی ممکن نہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ شاہ صاحب نے اس حدیث کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔

شاہ صاحب کے کلام میں تضاد اور صحیح حدیث کا انکار:

شاہ صاحب کا یہ مختصر سارسالہ تضادات کا مجموعہ ہے اس میں جگہ جگہ تضاد پایا جاتا ہے چنانچہ یہاں بھی تضاد ہے۔ شاہ صاحب اس اعتراض میں لکھتے ہیں کہ پشت سے دیکھنا معجزہ تھا جب کہ ہر نبی کا معجزہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے نبی کریم ﷺ کو نماز میں جنت و جہنم دکھائی گئی مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صفوں میں کھڑے ہو کر نہ دیکھ سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کے کلام میں تضاد ہے پہلے تو یہ لکھا پشت سے دیکھنا معجزہ تھا اس سے تھوڑا آگے لکھا کہ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صفوں میں کھڑے ہو کر نہ دیکھ سکے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پشت سے دیکھنا معجزہ تھا تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صفوں میں کھڑے ہو کر کیوں نہ دیکھ سکے۔ یہ جملہ جہاں ایک طرف تضاد ہے وہاں صحیح حدیث کا انکار بھی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال اقیموا فانی اراکم خلف ظھری

رواہ البخاری ص100

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز میں صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

جب کہ شاہ صاحب لکھتے ہیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صفوں میں

کھڑے ہو کر نہ دیکھ سکے۔ پس معلوم ہوا کہ شاہ صاحب بخاری شریف کی اس حدیث کے مخالف اور منکر ہیں۔

شاہ صاحب کے نزدیک معجزہ اور کرامت حجت نہیں:

شاہ صاحب اس اعتراض میں لکھتے ہیں کہ معجزہ وکرامت کو مسائل کے دلائل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے آیا معجزہ وکرامت کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

معجزہ وکرامت کے دلیل ہونے میں تضاد:

یہاں تو شاہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ معجزہ وکرامت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا جب کہ شاہ صاحب نے خود جواب عقیدہ نمبر 71 کی بحث میں واقعہ معراج جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اس کو بطور دلیل پیش کیا ہے اور اسی طرح اپنے اس رسالے میں جگہ جگہ کرامات علماء دیوبند کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

شاہ صاحب نے اس اعتراض کے آخر میں نوٹ لگا کر لکھا ہے کہ اس حدیث کو عقائد میں لانے سے علماء دیوبند کے پس پردہ عقائد کی عکاسی ہوتی ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس اعتراض سے شاہ صاحب اور ان کی جماعت کے پس پردہ عقائد کی عکاسی ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اس اعتراض میں شاہ صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور صحیح حدیث کا انکار کیا ہے۔

عقیدہ نمبر 22

اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔
ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام المسلمین حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے مقلد ہیں۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند ص 233

اعتراض:

ہر زمانے میں صرف محمد ﷺ کی اتباع واجب یعنی فرض ہے کسی بھی شخص کی تقلید کرنا قرآن و سنت سے کھلی بغاوت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء

سورۃ الاعراف آیت نمبر 30

ترجمہ: پیروی کرو اس چیز کی جو تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف اتاردی گئی ہے اور مت پیروی کرو سوائے اس کے دوستوں کی۔
آپ ﷺ نے تقلید سے منع فرمایا:

فاما زلة عالم فان اهتدى فلا تقلدوه دينكم

معجم الاسط 9ص 327

اگر عالم ہدایت پر ہو تب بھی اس کے دین میں تقلید مت کرو۔

لا يقلدن احد كم دينه رجلا فان اٰمن اٰمن وان كفر كفر

یعنی کسی شخص کی کبھی بھی تم میں سے تقلید نہ کرے پس اگر وہ مؤمن ہوا تو یہ مؤمن اگر وہ کافر ہوا تو یہ کافر اس قسم کی روایت عمر فاروق، سلمان فارسی، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

الاعتصام، اعلام الموقعین، ارشاد الفحول، کتاب العلم، الاحکام، دارمی وغیرہ

نوٹ: اسی کتاب المہند میں ص 213 پر لکھا ہے ہم اصول و اعتقادیات میں اشعریہ ماتریدیہ ہیں جب کہ ص 225 پر عبارت مذکورہ ہے کہ جو دیوبندیوں کے

عقائد کے تعارض اور غلط بیانی کا ٹھوس ثبوت ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 17۔18)

جواب:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں لکھا ہے کہ ہر زمانے میں اتباع صرف محمد ﷺ کی واجب یعنی فرض ہے کسی بھی شخص کی تقلید قرآن و سنت سے کھلی بغاوت ہے یہ شاہ صاحب کا صرف زبانی جمع خرچ ہے ورنہ تقلید یہ حضرات بھی کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کا یہ مختصر سا رسالہ اس پر شاہد ہے ص4 پر لکھا ہے قال القاسمی، اسی طرح ص4، 5 پر لکھا ہے کہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں وھکذا قال الشوکانی اور کہیں لکھا ہے قال القرطبی یہ سب لکھنے کے بعد شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ اتباع صرف محمد ﷺ کی فرض ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ نعوذ باللہ کیا یہ حضرات بھی پیغمبر ہیں جو ان کے اقوال کو بطور دلیل پیش کیا ہے؟ کیا ان حضرات کی اندھی تقلید قرآن وحدیث سے کھلی بغاوت نہیں ؟

کاش شاہ صاحب مقلدین کو نشانہ بنانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لیتے کہ تقلید سے وہ خود کتنا بچے ہوئے ہیں اور ان کے اکابرین کی تقلید کے بارے میں کیا رائے ہے۔

اکابرین غیر مقلدین کے نزدیک تقلید واجب ہے:

ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں:

کیا ہمارے حنفی بھائی اہم اہل حدیثوں کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ترک تقلید میں حضرت شاہ صاحب (شاہ ولی اللہ) کی اس تحریر سے منحرف ہیں اور عوام کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ باوجود رسول اللہ ﷺ کی حدیث یا قول صحابی نہ ملنے کے اور خود بھی علمی قابلیت نہ رکھنے کہ اقوال ائمہ کو معاذاللہ

حقارت سے ٹھکرا دیا کریں اور مادر پدر آزاد ہو کر جو چاہیں سو کیا کریں۔ اگر ان کا یہ خیال ہے تو ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ بر دران احناف نے ہمارے مذہب کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ ہمارے بے نزاع اور بے نظیر پیشوا شیخنا و شیخ الکل شمس العلماء حضرت سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جن کے علم و عمل اور تقوی و دیانت میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اپنی مایہ ناز کتاب معیار الحق میں اس مسئلے کو نہایت تفصیل اور صفائی سے بیان فرما دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ باقی رہی تقلید وقت لاعلمی سو یہ چار قسم پر ہے قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے۔ کسی مجتہد کی مجتہد اہل السنت میں سے لاعلی التعین جس کو مولانا شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے صحیح ہے باتفاق امت۔

القول السدید فی حکم الاجتہاد والتقلید ص12، 13 مع فرقہ ناجیہ ص40، 41

ثناء اللہ امر تسری ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں جماعت اہل حدیث کے علماء اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویہ پر ایمان رکھتے ہیں مگر چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید ان کے ایمان میں کوئی فتور پیدا کرتی ہے یا نہیں ؟

جواب: اس سوال کا جواب شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی المعروف میاں صاحب نے اپنی کتاب معیار الحق میں دیا ہوا ہے۔ مرحوم نے اس مسئلہ تقلید شخصی کو چند قسموں میں تقسیم کیا ہے ان میں سے ایک قسم مباح بتائی ہے یعنی اس پر کوئی گناہ نہیں ہو سکتا وہ یہ کہ مقلد کسی ایک امام کو محقق سمجھ کر اس کی بات مانتا رہے مگر اس تعین کو شرعی حکم نہ سمجھے۔ فتاوی ثنائیہ 1 ص252

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین لکھتے ہیں:

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون الآیۃ یعنی پس سوال کرو

اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر کما اشار الیه المحقق ابن الهمام فی التحریر وغیرہ۔

معیار الحق ص74

اکابر غیر مقلدین کے نزدیک مقلد اول درجے کا متقی ہے:

اگرچہ شاہ صاحب نے تقلید کرنے والے کو قرآن وسنت سے کھلی بغاوت کرنے والا لکھا ہے لیکن ان کے اکابر اس بارے میں کیا فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

شیخ الاسلام رستمی جن کا ذکر شاہ صاحب نے اسی رسالے کے آخر میں تصدیقات کرنے والے علماء میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

کله چه بود انسان توحید او ایمان په دلیل عقلی سره حاصل کری یا په تقلید سره نو دے متقی دے په اوله مرتبه کښ۔

بحوالہ تفسیر احسن الکلام 1 ص52

یعنی جو شخص ایمان حاصل کرے دلیل عقلی یا تقلید کے ساتھ تو یہ اول مرتبہ کا متقی ہے۔ (نہ کہ قرآن وسنت کا باغی)

ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ تقلید کرنا قرآن وسنت سے بغاوت نہیں بلکہ تقلید کرنا واجب ہے اور تقلید قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

اگرچہ اکابر غیر مقلدین کی ان عبارات کے بعد شاہ صاحب کے پیش کردہ دلائل کے جوابات کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن قارئین کے فائدے کے لیے پیش کردہ ان دلائل کے جوابات ذکر کیے جارہے ہیں۔

شاہ صاحب کے پیش کردہ دلائل کے جوابات

پہلی دلیل کا جواب:

شاہ صاحب نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن کریم کی آیت اتبعوا ماانزل الیکم من ربکم ولاتتبعوا من دونه اولیاء سے استدلال کیا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں تقلید کا لفظ موجود نہیں بلکہ اتباع کا لفظ ہے اور آپ کے نزدیک اتباع اور تقلید میں فرق ہے آپ حضرات اتباع کو جائز اور تقلید کو ناجائز و حرام سمجھتے ہیں سو قرآن کریم میں جس چیز کی ممانعت صراحتاً ہے (یعنی اتباع) وہ آپ کے نزدیک جائز ہے اور جس کی حرمت مصرح نہیں (یعنی تقلید) وہ حرام ہے۔

شاہ صاحب ذرا اس بات کی توضاحت کریں کہ قرآن کریم کی اس آیت میں جس کو صراحتاً حرام بتلایا گیا آپ اسے حلال سمجھتے ہیں یہ کس قسم کا اجتہاد ہے؟

جس طرح اتباع اور تقلید آپ کے یہاں متضاد ہیں اسی طرح حلت اور حرمت بھی دو متضاد چیزیں ہیں۔ اگر آپ کی طرح دوسرا مجتہد مطلق حرمت علیکم المیتة سے مردہ کی حلت پر استدلال کرے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے جو جواب آپ اس مجتہد کو دیں گے وہی ہمارا جواب ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت سے ائمہ مجتہدین کی تقلید کی حرمت ثابت کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

دوسری دلیل کا جواب:

شاہ صاحب نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے دوسری دلیل کے طور پر یہ حدیث فاما زلة عالم فان اهتدی فلا تقلدوه دینکم پیش کی ہے۔شاہ صاحب کی پیش کردہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ احمد بن علی بن المثنی القفیلی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

هذا حديث ضعيف جداً اخرجه طبرانی فی الكبير 9 ص 282 عن

معاذبن جبل رضی اللہ عنہ قال الهيثمي في المجمع 1 ص 186 رواه الطبراني في الثلاثة وفيه الحكيم بن منصور وهو متروك۔ وقال محقق المعجم الكبير ومع هذا فهو منقطع

حاشیہ اقتضاء الصراط المستقیم ص 291

تیسری دلیل کا جواب:

شاہ صاحب کی تیسری دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے لايقلدن احد كم دينه ان امن امن وان كفر كفر شاہ صاحب کی اس دلیل کے دو جواب ہیں:

جواب نمبر 1:

یہ صحابی کا قول ہے اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم آپ حضرات کے نزدیک حجت نہیں ہیں اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ عقیدہ نمبر 18 میں ملاحظہ فرمائیں۔
شاہ صاحب نے خود لکھا ہے کہ ہر زمانے میں صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب یعنی فرض ہے اور کسی بھی شخص کی تقلید کرنا قرآن وسنت سے کھلی بغاوت ہے۔ تو پھر شاہ صاحب آپ نے دوسطر لکھنے کی بعد قرآن وسنت سے کھلی بغاوت کیوں شروع کر دی۔ شاہ صاحب! اتنی جلدی بھول جانے کی آخر کیا ضرورت تھی؟

جواب نمبر 2:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں مطلقاً تقلید کی نفی نہیں کی بلکہ اس سے آگے اس کی صراحت مذکور ہے کہ برائی میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔ شاہ صاحب نے کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو پورا ذکر نہیں کیا آپ رضی اللہ عنہ کا پورا قول یہ ہے الا

لایقلدن احدکم دینہ ان اٰمن اٰمن وان کفر کفر فانہ لا اسوۃ فی الشر یعنی خبر دار تم میں سے کوئی بھی اپنے دین میں کسی کی تقلید اس طرح نہ کرے کہ اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی ایمان لے آئے اور اگر وہ کافر ہو جائے تو یہ بھی کافر ہو جائے اور بلاشبہ برائی میں کوئی اقتداء اور پیروی نہیں۔

اس قول سے واضح ہو گیا کہ برائی میں تقلید جائز نہیں اور ہم بھی برائی میں تقلید کو نہیں مانتے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی معصیات میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ لہٰذا اس قول کو ائمہ مجتہدین کی تقلید کے رد میں پیش کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی اور مسئلہ تقلید:

شاہ صاحب نے قرآن، حدیث اور قول عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر کرنے کے بعد چند کتب کا حوالہ دیا ہے جس میں سے ایک کتاب "اعلام الموقعین" جو کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی کتاب ہے اس میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے ان آیات اور روایات سے تقلید مذموم کا رد کیا ہے نہ کہ تقلید محمود کا کیونکہ تقلید محمود ان کے نزدیک بھی واجب ہے۔

چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

فالجواب انہ سبحانہ من اعرض عما انزلہ الی تقلید الاباء ھذا القدر من التقلید ھو مما اتفق السلف الائمۃ الاربعۃ علی ذمہ وتحریمہ واما تقلید من بذل جھدہ فی اتباع ما انزل اللہ وخفی علیہ بعضہ فقلد فیہ من ھو اعلم منہ فھذا محمود غیر مذموم وماجور غیر مأزور کماسیأتی بیانہ عند ذکر التقلید الواجب والسائغ ان شا اللہ

اعلام الموقعین 2ص130

ترجمہ: اس میں کوئی دورائے نہیں کہ خداوند قدوس نے اس شخص کی مذمت کی ہے جس نے اپنے آباء واجداد کی تقلید کی اور اس کے نازل کردہ احکامات سے روگردانی کی ایسی تقلید کی حرمت ومذمت پر ائمہ اربعہ اور سلف صالحین رحمہم اللہ متفق ہیں۔ البتہ جس نے احکام خداوندی کی تحقیق وتلاش میں پوری کوشش صرف کردی (اور صحیح نتیجہ نہ پہنچ سکا) اور اس نے اپنے سے اعلم وافضل کی تقلید کی تو یہ محمود ہے مذموم نہیں۔ اس پر اجر وثواب کا مستحق ہوگا نہ کہ گناہ کا اور اس کا مکمل بیان انشاللہ تقلید واجب اور تقلید جائز کے بیان میں آئے گا۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کے اس قول سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

1) ائمہ اربعہ اور سلف صالحین نے جہاں بھی تقلید کا رد کیا ہے اس سے مراد تقلید مذموم ہے نہ کہ تقلید محمود۔

2) قرآن وحدیث میں تقلید مذموم کا رد ہے نہ کہ تقلید محمود کا۔

3) صحیح نتیجے پر پہنچنے کے لیے تقلید ضروری ہے۔

4) تقلید محمود پر اجر ثواب ہے نہ کہ گناہ۔

5) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک تقلید محمود واجب ہے نہ کہ قرآن وحدیث سے بغاوت۔

مشہور ومعروف اہل حدیث عالم جناب محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

پچیس (25) برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دیندار کے بے دین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترکِ تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔

اشاعۃ السنہ 11 ص 2 مطبوعہ 1888ء

بٹالوی صاحب کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ترکِ تقلید بہت بڑا فتنہ ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

شاہ صاحب کی غلط بیانی اور تضاد:

شاہ صاحب نے اعتراض کے آخر میں نوٹ لگا کر لکھا ہے کہ یہ دیوبند یوں کے عقائد کے تعارض اور غلط بیانی کا ٹھوس ثبوت ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد میں کوئی تعارض اور غلط بیانی نہیں بلکہ غیر مقلدین کے عقائد میں تعارض اور غلط بیانی ہے جس کا ثبوت شاہ صاحب کا یہ مختصر سا رسالہ ہے جس میں ایک سطر میں کچھ اور دو تین سطر کے بعد اسی کی مخالفت میں کچھ اور ہے۔

عقیدہ نمبر 23:

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستگی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔ دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کا طالب ہو۔ خود بھی کامل ہو او دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔

خلاصہ عقائد علمائے دیوبند

اعتراض:

شریعت مطہرہ میں پیرو شیخ کی بیعت کا کوئی تصور نہیں بلکہ اس قسم کی بیعت شرک وبدعت کی گہرائیوں میں مخلوق کو لے جاتی ہے۔ قوم نوح علیہ السلام پانچ بزرگوں کے تصور سے عبادت کرتے تھے جیسا کہ بخاری میں واقعہ موجود ہے۔ اور دیوبندی بھی بیعت کے بعد تصورِ شیخ سے عبادت کرتے ہیں جیسا کہ امدادالسلوک ص68 مؤلف رشید احمد گنگوہی میں لکھا ہے کہ ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربط قلب پیدا ہو گا اور ہر وقت استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کرے گا اور شیخ کی روح باذن الٰہی اس کو القا کرے گا۔

آٹھ سال اسی شیخ کامل سے فقہ حنفی پڑھتے رہے کامل نہیں ہوئے اب اسی حنفی شیخ سے چند مجلسوں میں بدعی بیعت پر کیسے کامل ہو گا؟ جب کہ صدقِ دل سے قرآن وحدیث ماننے پر آج بھی انسان کامل مؤمن بن سکتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنے تھے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 18)

جواب:

بیعت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کو شرک وبدعت کہنے والا اور صوفیائے کرام کی مطلقاً برائی کرنے والا شخص حد اعتدال سے باہر گمراہ اور بے دین ملحد ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

طائفة ذمت الصوفية والتصوف مطلقاً وقالوا انهم مبتدعون خارجون من السنة وطائفة غلت فيهم وادعوا انهم افضل الخلق واكملهم بعد الانبياء وكلا طرفی هذه الامور ذميم والصواب انهم مجتهدون فی طاعة الله كما اجتهد غيرهم من اهل طاعة الله ففيهم السابق المقرب حسب اجتهاده وفيهم المقتصد الذی هو من اهل اليمين۔ ومن المتبعين اليهم من هو ظالما لنفسه عاص لربه۔

فتاوی ابن تیمیہ 11ص18

ترجمہ:

یعنی ایک جماعت نے مطلق صوفیہ اور تصوف کی برائی کی ہے اور ان کے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ بدعتیوں کا طبقہ ہے جو اہل السنت والجماعت سے خارج ہے۔ اور ایک جماعت نے صوفیا کے بارے میں غلو سے کام لیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کو سب سے افضل قرار دیا ہے اور یہ دونوں باتیں مذموم ہیں۔

درست بات یہ ہے کہ صوفیاء اللہ کی اطاعت کے مسئلے میں مجتہد ہیں جیسے دوسرے اہل طاعات اجتہاد کرنے والے ہوتے ہیں اس لیے صوفیاء میں مقربین اور سابقین کا درجہ حاصل کرنے والے بھی ہیں اور ان میں مقتصدین کا بھی طبقہ ہے جو اہل یمن میں سے ہیں اور اس طبقہ صوفیہ میں سے بعض ظالم اور اپنے رب کے نافرمان

بھی ہوتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ صوفیاء کرام میں سے بعض وہ ہیں جن کو قرآن کی زبان میں مقربین اوراہل یمین کہا گیاہے اور جن کامقام اللہ کے یہاں انتہائی درجہ قربت کا ہے جن پر انعام الٰہی کی بارش ہوتی ہے جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو اس طبقہ کی برائی کرے وہ مذموم انسان ہے لیکن شاہ صاحب مطلق تصوف اور بیعت کو حرام، بدعت اور شرک قرار دے رہے ہیں اور شاہ صاحب کے نزدیک سارے صوفیاء اور بیعت کرنے والے گمراہ ہیں۔

اب شاہ صاحب سے کوئی یہ پوچھے کہ شریعت کا علم تم کو زیادہ ہے یا قدوۃ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کو زیادہ تھا؟ کتاب و سنت کے تم زیادہ ماہر ہو یا حجۃ الاسلام حرام وحلال، شرک وبدعت کے بارے میں تمہیں زیادہ علم ہے یا عارفِ ربانی ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کو تھا؟

ہر مسئلہ میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کو معیار حق سمجھنے اور ان کی اندھی تقلید کرنے والے کو اس مسئلہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا مسلک معلوم نہیں؟ فیا للعجب

بیعت کے مسئلہ میں شاہ صاحب کی لاعلمی:

اگر شاہ صاحب نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اور اپنے اکابرین کی کتابیں پڑھی ہوتیں تو شاہ صاحب کبھی بھی بیعت کی مخالفت نہیں کرتے۔ اب شاہ صاحب کے اکابرین کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

مولانا عبد الغفار سلفی نائب مفتی محمدی مسجد برنس روڈ کراچی والے لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے اس مسئلہ بیعت میں دو(2)غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ بیعت مخصوص بالجہاد سمجھی ہے حالانکہ بیعت کی کئی انواع ہیں۔ چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن نسائی میں تفصیل اور اس کے کئی ایک باب منعقد کر کے حدیثیں لائے ہیں:

1)باب البیعة علی السمع والطاعة 2)باب البیعة علی ان لاتنازع الامر اهله 3)باب البیعة علی القول بالحق 4)باب البیعة علی القول بالعدل 5)باب البیعة علی الاثرة 6)باب البیعة علی ان لا نفر 7)باب البیعة علی النصح لکل مسلم 8)باب البیعة علی الموت 9)باب البیعة علی الجهاد 10)باب البیعة علی الهجرة 11)باب البیعةفیما احب و کره 12)باب البیعة علی فراق المشرك وغیر ذلك۔

علاوہ اس کے دیگر کتب حدیث میں بھی یہ مسئلہ بالتصریح بیان ہے چنانچہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری میں ہے:

عن عبادة ابن الصامت رضی الله عنه قال بایعنا رسول الله ﷺ علی السمع والطاعة فی المنشط والمکره وان لاننازع الامر اهله وان تقوم او نقول بالحق حیث ما کنا لانخاف فی الله لومة لائم وفی روایة اخری تبایعونی علی ان لاتشرکوا با الله شیئاولاتسرفوا ولاتزلوا ولاتقتلوا اولادکم ولاتأتوا ببهتان تفترونه بین ایدیکم وارجلکم ولاتعصونی فی معروف...الخ۔ ایضا قال جریر ابن عبدالله بایعت النبی ﷺ علی اقام الصلوة وایتاء الزکوة والنصح لکل مسلم۔

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے ان کاموں کی بجاآوری پر بیعت کی۔ خوشی ناخوشی میں آپ کی باتیں سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور جو شخص جس منصب اور عہدہ کے

لائق ہو گا وہ اس سے نہیں چھینیں گے اور ہر جگہ حق بات کریں گے اور اللہ کے دین میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ ایک اور روایت میں انہی عبادہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم صحابہ سے کہا تم ان باتوں کی پابندی کرنے پر مجھ سے بیعت کرو شرک نہ کرنا ہو گا اور نہ چوری کرنی ہو گی اور نہ کسی پر بہتان باندھنا ہو گا اور نہ اولاد کو قتل کرنا ہو گا اور قرآن وحدیث میں میری اطاعت کرنی ہو گی وغیر ذلك نیز جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اقامۃ الصلوۃ وایتاء الزکوۃ اور ہر ایک مسلم کی خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے۔

حاصلہ:

علاوہ جہاد کے بھی آپ ﷺ نے ایسے ایسے امور شرعیہ پر بیعت لی اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ اگر آپ بالفرض بیعت جہاد وقت فوقت سمجھیں تو اس سے قاصر ہے لیکن باقی امور کی بیعت سے کونسا امر مانع ہے کہ جاہلیت کی موت سے بچیں۔ الیس منکم رجل رشید

ثانی:

جہاد کا معنی غلط لیا ہے کہ جہاد کو مقید بالسیف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر یعنی ظالم بادشاہ کے نزدیک حق بات کہنا یہ افضل جہاد ہے۔

فتاوی ستاریہ جلد 1 صفحہ 37، 38

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

سوال نمبر 3) اہل حدیث مسلک میں بیعت وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ امید ہے جلد جواب دیں گے۔

جواب نمبر 3) قرآن وحدیث کے عمل پر نماز روزہ کی پابندی پر اور دیگر مسائل

پر مامور کا بیعت کرنا اور امیر کا بیعت لینا ازروئے حدیث شریف جائز ہے۔ فقط عبد الغفار سلفی نائب مفتی محمدی مسجد برنس روڈ کراچی نمبر 1

فتاوی ستاریہ جلد 4 صفحہ 21

اگرچہ شاہ صاحب کے نزیک بیعت کر کے مرشد بنانا شرک وبدعت ہے لیکن ان کے اکابرین کے نزدیک مستحب ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور۔ ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: مرشد بنانا فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: کسی نیک بخت صالح متبع سنت کو اپنا مرشد بنانا جس کی صحبت میں رہ کر خدا کی محبت دل میں پیدا ہو جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ دستور تھا اپنے میں سے صالح تر کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

فتاوی ثنائیہ 1 ص 454

ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے سب نبیوں نے اپنی اپنی امت کو ما اسئلکم علیہ من اجر یعنی ہم تم سے مزدوری نہیں مانگتے کہا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر زمانہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پیر مریدں سے وصول نہیں کرتے تھے۔

فتاوی ثنائیہ 1 ص 354

شریعت وطریقت دراصل ایک ہیں:

شریعت وطریقت میں کوئی فرق نہیں بعض لوگ ان دونوں کو علیحدہ سمجھ

کر طریقت (یعنی بیعت) کا انکار کرتے ہیں اس بارے میں غیر مقلدین کے پیشوا کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

مولوی ثناء اللہ امر تسری ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: شریعت، طریقت، معرفت کی جامع مانع تعریف اور ان کی تفریق مجمل طور پر کریں۔؟ محمد قاسم السینمو

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضور قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت اور حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی۔ بلکہ حقیقت شریعت کے لیے طریق کار کا نام ہے اس لیے مجدد صاحب سرہندی رحمہ اللہ تعالی قدس سرہ فرماتے ہیں **کل حقیقة ردته الشریعة فھی زندقه** (مکتوبات) یعنی حقیقت جس مسئلہ کو رد کرے وہ واقعی الحاد اور بے دینی ہے یہ تینوں دراصل طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل احکام کے طریق کار کا نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔

فتاوی ثنائیہ 1ص3842ص70

شریعت وطریقت ہر دو من جانب اللہ ہیں:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں طریقت کو قرآن وحدیث کے خلاف بتلایا ہے حالانکہ دونوں ایک ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ امر تسری کی رائے سے معلوم ہو گیا۔ ان دونوں یعنی شریعت وطریقت کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں اس بارے میں غیر مقلدین کے کابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور ومعروف غیر مقلد عالم محمد ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں:

یہ ذرہ بے مقدار (بدنام کنندہ نکونالے چند) تبع سنت ہو کر بھی اہل طریقت سے عقیدت ومحبت رکھتا ہے ان دونوں فریقوں کی نزاع کو یوں مٹانا چاہتا ہے کہ اس

میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس آنحضرت محمد ﷺ کی تبلیغ صرف قرآن وحدیث کی صورت میں ہے اور ان ہر دو سے باہر ہم کسی چیز کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرسکتے۔

اور اسی طرح ہم شریعت و طریقت کی مخالفت کو بھی تسلیم نہیں کرسکتے کیونکہ جب دو من جانب اللہ ہیں اور دو خدا کے پاس پہنچنے کی سبیلیں ہیں تو ان کی مخالفت کیوں ہوگی اگر کسی کو نظر آتی ہے تو ہر دو (اہل شریعت و اہل طریقت) میں کسی کی طرف غلط فہمی ہے۔ اگر ہر دو مقام کے محنت پر کھڑے ہوں تو دونوں میں مخالفت نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ کہنا یہ سمجھنا کہ ایک سینے سے دوسرے سینے میں بغیر حروف کی تعلیم کے کچھ نہیں آسکتا یہ خشکی اور بے ذوقی ہے۔ ع

قدر ایں بارہ ندانی بخدا تا نچستی

اہلِ ظاہر کی خدمت میں التماس ہے کہ بے شک آپ کو یہ الفاظ سخت معلوم ہوں گے اور آپ ان کو اپنی شانِ علم کے خلاف سمجھیں گے لیکن بے ادبی معاف، حقیقت یہی ہے۔

سراجاً منیرا صفحہ 34

قلبی علم مرشد سے قلبی مناسبت سے ملتا ہے:

اگرچہ شاہ صاحب تصوف کے مخالف ہیں لیکن ان کے اکابر کا کہنا ہے کہ قلبی علم کے لیے مرشد کا ہونا ضروری ہے چنانچہ ان کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

مشہور اہلِ حدیث عالم ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

ابھی اس امر کو اسی علم (معقول و منقول) سے سمجھیے جس سے آپ مانوس ہیں کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم حرف سے دوسرا علم قلب سے۔ کتابی علم حرفوں کے ذریعے اہلِ علم استاذ سے حاصل ہوتا ہے اور قلبی علم اہلِ مرشد سے قلبی

مناسبت پیدا کرنے اور زہد و عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت سے ملتا ہے۔ اور ان میں آدابِ شرعیہ کی رعایت اور اتباعِ سنت اس حد سے بڑھ کر کرنی پڑتی ہے اس حد تک کہ آپ نماز وغیرہ عبادت کی صحت کے لیے کافی جانتے ہیں۔ تو یہ خلاصہ مطلب ہے۔ اب معقولاً و منقولاً اس کی تشریح مطالعہ فرمائیں۔

جس طرح اس مادی عالم میں ایک شئے موثر بھی ہے کہ دیگر شئے پر اثر ڈالتی ہے اور کسی دوسری چیز کا اثر قبول بھی کرتی ہے۔ اسی طرح ایک قلب و روح انسانی دوسرے دل پر اثر ڈالتی ہے اور دوسرے قلب سے اثر کو قبول کرتا بھی ہے۔ اصل چیز تاثیر اور تاثر کے لیے یہی دل ہے باقی سب اعضا اس کے تابع ہیں کہ بلا تردد و تامل اور بلا وقفہ و مہلت اور بلا انکار و کراہت اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس خاک دان دنیا میں ایسی اطاعت کسی اور جگہ نہیں ملے گی بس یہی سمجھ لیجئے کہ خالقِ حکیم نے لشکر اعضاء کی فطرت میں اپنے سلطان یعنی قلب کی نافرمانی رکھی ہی نہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں القلب سلطان البدن۔ یعنی دل بدن کے باقی اعضاء کا بادشاہ ہے پس اعضاء پر جو بھی اثر ہوتا ہے وہ سب اسی کی وساطت سے ہوتا ہے اور اگر وہ بھی کسی دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں تو اسی کے فیض سے ڈالتے ہیں۔

سراجاً منیراً صفحہ 35، 36

اب شاہ صاحب کے مداحوں سے گذارش ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ سیالکوٹی صاحب کی کون سی بات درست ہے اور کون سی غلط؟ اور اس رسالے میں کون سی بات ایسی ہے جو علماء اہلحدیث کے موافق ہے۔

اکابر غیر مقلدین کی ان عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ تصوف، بیعت اور پیری مریدی قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور صحابہ میں بھی اس کا دستور تھا۔ یہ شرک وبدعت نہیں ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ شریعت

وطریقت دونوں ایک ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرید مرشد سے قلبی مناسبت کے ذریعے علم قلبی حاصل کر سکتا ہے۔

تصور شیخ اور علماء دیوبند:

شاہ صاحب نے اس اعتراض میں علماء دیوبند پر الزام لگایا ہے کہ یہ حضرات شیخ کے تصور سے عبادت کرتے ہیں یہ شاہ صاحب کا سفید جھوٹ اور محض الزام ہے کیونکہ علماء دیوبند اور خاص کر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی (جن کا حوالہ شاہ صاحب نے دیا ہے) تصور شیخ سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: تصورِ شیخ کو جو صوفیاء چشت کا معمول ہے اور اقوال شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت مجدد صاحبؒ اس کے مؤید ہیں اور مولانا اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالی دہلوی اس کو حرام اور کفر وشرک بتاتے ہیں آپ کے نزدیک تصورِ شیخ جائز ہے یا حرام اور کفر اور شرک؟۔

جواب: نفس تصور جائز ہے اگر کوئی امر ممنوع اس کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ تمام اشیاء کا آدمی خیال وتصور کرتا ہے جب اس کے ساتھ تعظیم اس شکل کی کرنا اور متصرف باطن مرید میں جاننا مفہوم ہوا تو موجب شرک ہو گیا لہٰذا قدماء اس کی تجویز کرتے تھے کہ اس میں خلط معصیت کا نہ تھا اور متأخرین نے اس کو حرام کہا تو یہ حکم کا اختلاف بسبب اختلاف اہل زمانہ کے ہوا۔

سوال: تصور کرنا پیر یا استاد یا والدین وغیرہ کا جائز ہے یا ناجائز؟۔

جواب: کسی کا تصور کرنا بطور خیال کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو مشائخ میں مروج ہے کہ اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا۔ اگر اسی حد پر رہے کہ جس حد پر بزرگوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں دشواری نہیں گو ترک اس کا اولیٰ ہے کہ

مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایسا بھی نہیں کہ بدوں اس کے کام نہ چل سکے اور جو اس حد سے بڑھ جاوے تو البتہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ رشیدیہ ص142، 143 کتاب الاخلاق وتصوف

ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس شغل میں متأخرین صوفیا نے غلو کیا ہے اور شرک تک نوبت پہنچی ہے لہٰذا متأخرین علماء نے اس کو منع فرمادیا اور اب علماء متأخرین کے قول پر عمل کرنا چاہیے اس شغل کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر تھا۔

فتاویٰ رشیدیہ ص142

ان تصریحات کے باوجود علماء دیوبند کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ تصورِ شیخ سے عبادت کرتے ہیں یہ شاہ صاحب کی علماء دیوبند کے ساتھ ضد وعناد اور تعصب کی ادنیٰ مثال ہے۔

شاہ صاحب نے اس اعتراض کے اخیر میں لکھا ہے:

آٹھ سال شیخ سے فقہ حنفی پڑھتے رہے کامل نہ ہوئے اب اسی حنفی شیخ سے چند بدعی بیعت پر کیسے کامل ہو گا۔ صدق دل سے قرآن وحدیث ماننے پر آج بھی کامل مومن بن سکتا ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

موازنہ کیجیے، صفحہ 18

شاہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ بیشک قرآن وحدیث ماننے سے آدمی مومن بن سکتا ہے لیکن بیعت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے جس کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے جس میں شاہ صاحب کے اکابرین کے حوالہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک پیری مریدی اور بیعت کا سلسلہ چلا آرہا ہے باقی رہا شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ آٹھ سال اس شیخ سے فقہ حنفی پڑھتے ہوئے کامل نہ ہوئے اب اسی شیخ سے چند مجلسوں میں بدعی بیعت پر کیسے کامل ہو گا۔

اس اعتراض کا جواب اکابرین غیر مقلدین کی کتابوں سے ملاحظہ فرمائیں:

ابرہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

اب اس امر کو اسی علم (معقول و منقول) سے سمجھیں جس سے آپ مانوس ہیں کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے (1) حرف سے (2) قلب سے۔ کتابی علم حرفوں کے ذریعے اہل علم استاد سے حاصل ہوتا ہے اور قلبی علم اہل مرشد سے قلبی مناسبت پیدا کرنے اور زہد و عبادت اور مجاہدوں و ریاضت سے ملتا ہے اور ان میں آداب شرعیہ کی رعایت اور اتباعِ سنت اس حد سے بڑھ کر کرنی پڑتی ہے جس حد تک آپ نماز وغیرہ عبادت کی صحت کے لیے کافی جانتے ہیں۔

سراجاً منیراً صفحہ 35

میاں نذیر حسین کا اپنے شاگرد عبد اللہ غزنوی سے نماز سیکھنا:

ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب (یعنی غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی جو کہ غیر مقلدین کے مقتداء و پیشواء اور شیخ الحدیث ہیں) فرمایا کرتے تھے کہ مولوی عبد اللہ (غزنوی) ہم سے حدیث پڑھ گیا اور نماز پڑھنی ہمیں سکھا گیا۔ حضرت میاں صاحب کا یہ فرمان غور طلب ہے۔ نماز پڑھنے کا سلیقہ و طریقہ محض کتابیں پڑھنے سے نہیں حاصل ہوتا اس کے لیے بھی مربی اور راہنما کی ضرورت ہے۔ رہبر کی رہنمائی میں جہاں اور مشکل منزلیں آسان ہو جاتی ہیں وہاں نماز پڑھنے کا سلیقہ بھی حاصل ہوتا ہے اس لیے نماز کو خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھنے کے لیے اہل خشوع کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے اور اہل اللہ کی یہی صحبت بہتر از صد سال طاعت بے ریا کا مصداق ہے۔

امام احمد بن حرب شیخ نیساپوری المتوفی 234ھ فرماتے ہیں:

عبدت الله خمسین سنة وجدت حلاوة العبادة حتی ترکت ثلاثة

اشیاء ترکت رضی الناس حتی قدرت ان اتکلم بالحق وترکت صحبۃ الفاسقین حتی وجدت صحبۃ الصالحین وترکت حلاوۃ الدنیا حتی وجدت حلاوۃ الاخرۃ

السیر جلد11 ص34

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کی پچاس سال عبادت کی میں نے اس وقت تک عبادت میں حلاوۃ نہیں پائی جب تک تین چیزوں کو چھوڑ نہیں دیا۔ لوگوں کی رضا کی پرواہ نہ کی پھر حق بات کہنے پر قادر ہوا۔ فاسقین کی صحبت چھوڑ کر صحبت صالحین حاصل ہوئی۔ دنیا کی حلاوت چھوڑ کر آخرت کی حلاوت ملی۔

فلاح کی راہیں ص48،49

بیعت اور اکابر غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین کے شاگرد خاص مولوی فضل حسین بہاری ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے یہاں بیعت کی تمام قسمیں رائج تھیں۔ سوائے بیعت الخلافۃ، بیعت الجہاد، بیعت ثبات فی القتال اور بیعت ہجرت کے نیز مریدین کو ان کے حسب حال بیعت فرماتے تھے۔

الحیات بعد الممات ص145

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

بنگال کے سفر میں آپ کی خدمت میں لاتعداد لوگ حاضر ہوئے اور سب آپ کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

الحیات بعد الممات ص146

نواب صدیق حسن کے والد صوفیاء کے طریقہ پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے تھے جن کے بارے میں نواب صاحب لکھتے ہیں:

انہوں نے مولانا سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ تعالی سے بیعت کی تھی۔

آگے چل کر لکھتے ہیں:

آپ لوگوں کو اللہ کے دین کی ہدایت اور رہنمائی کیا کرتے تھے۔ آپ کے ہاتھ شریف پر بیعت ہونے والوں اور آپ کی رہنمائی سے ہدایت پانے والوں کی تعداد تقریباً دس ہزار ہے آپ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی تھے۔

التاج المکلل ص 292

غیر مقلدین کے بیعت الجہاد، بیعت ثبات فی القتال نہ کرنے کی وجہ:

میاں نذیر حسین کے شاگرد خاص مولوی فضل حسین بہاری نے لکھا ہے کہ میاں صاحب بیعت الخلافۃ، بیعت الجہاد، بیعت ثبات فی القتال اور بیعتِ ہجرت نہیں کیا کرتے تھے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ 1857ء میں جب علماء دین نے انگریزوں سے جہاد کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا تو اس وقت آپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس فتویٰ پر دستخط نہیں کیے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے الحیات بعد المات ص 76 کا مطالعہ کریں۔ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ میاں صاحب انگریزوں کے وفادار تھے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام سمجھتے تھے۔

مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

ان سب مرحلوں میں اہل حدیث نے اپنی روش نہیں بدلی بلکہ فروعِ عقائد اور تصوف میں صحابہ کا اتباع کرتے رہے۔

انطلاق الفکری ص 97

ان حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ قلبی علم کے لیے مرشد سے قلبی تعلق ضروری ہے۔

عقیدہ نمبر 24:

مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا صحیح ہے مگر اس طریقے سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے۔ نہ اس طرز پر جو عوام میں رائج ہے۔

خلاصہ عقائد علماء دیوبند ص 234

اعتراض:

قبر کے سوال وجواب کے علاوہ روحوں کا دنیا میں آنا ثابت نہیں اگر صالح روح ہے تو علیین میں اگر غیر صالح تو سجین میں ہے۔

ومن ورائهم برزخ الى يوم يبعثون (سورہ مومنون نمبر 100)

ترجمہ: یعنی ان زندوں و مردوں کے درمیان تا قیامت آڑ قائم رہے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان والوں کی روحیں اللہ کے پاس جاتی ہیں۔ یعنی دنیا میں نہیں رہتی ہیں۔ روحوں اور قبروں سے فیض لینے کا عقید ہ قرآن وسنت و منہج سلف صالحین کے خلاف ہے۔ مزید معلومات کے لیے کتاب الروح لابن قیم، احوال القبور لابن حاجب۔ فتاویٰ شیخ الاسلام 14 ص 104 ملاحظہ ہو۔

نوٹ: قبروں سے فیوض کا باطنی عقیدہ بدعت پر مبنی اور شرک کا چور دروازہ ہے۔ جبکہ شرک عوام وخواص کے لیے حرام ہے۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 18۔19)

جواب:

شاہ صاحب کا یہ کہنا کہ قبر کے سوال وجواب کے علاوہ روحوں کا دنیا میں

آنا ثابت نہیں، ہمارے اوپر فضول اعتراض ہے، کیونکہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ روحوں کا دنیامیں آنا ثابت نہیں۔

شاہ صاحب کو دنیا اور برزخ کا فرق معلوم نہیں:

شاہ صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ دنیا اور عالم برزخ میں کیا فرق ہے۔ اسی وجہ سے شاہ صاحب نے اس اعتراض میں لکھا ہے کہ قبر کے سوال وجواب کے علاوہ روحوں کا دنیامیں آنا ثابت نہیں۔

شاہ صاحب سے دردمندانہ اپیل:

شاہ صاحب جب آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قبر کے سوال وجواب کا تعلق دنیا سے ہے یا عالم برزخ سے تو ہماری آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ پہلے دنیا اور برزخ کے درمیان فرق معلوم کریں پھر عقائد کے بارے میں بحث کریں۔

علماء دیوبند کے نزدیک روحوں کا دنیامیں آنا ثابت نہیں:

اگرچہ شاہ صاحب اس اعتراض میں عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند روحوں کے دنیامیں آنے کے قائل ہیں مگر اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں یہ شاہ صاحب کا جھوٹ وفریب ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اروٰحِ مومنین کا شبِ جمعہ وغیرہ میں اپنے گھر آنا کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوا یہ روایات واہیہ ہیں اس پر عقیدہ کرنا ہر گز نہیں چاہیے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص158

غیر مقلدین کے نزدیک فیوضات وبرکات قبور:

اگرچہ شاہ صاحب نے قبروں سے باطنی فیوض پہنچنے کا رد کیا ہے لیکن یہ ان

کا زبانی جمع خرچ ہے کیونکہ شاہ صاحب کے اکابر قبروں سے باطنی فیوض پہنچنے کے قائل ہیں۔ غیر مقلدین کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

اولیاء کی ارواح سے بعد موت بحکم و مرضی الٰہی تصرفات ہوتے ہیں اور طرح طرح کے فیوض برکات بھی حضرات صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے۔ اور اتفاق کے ساتھ بتواتر ان سے اس قسم کے واقعات منقول ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا مگر بعض اہل ظواہر جو سخت تشدد اور غلو رکھتے ہیں انہوں نے ان امور کا انکار کیا ہے۔

لغات الحدیث 2 ص 17 ذال کی بحث میں

یہی وحید الزمان صاحب اپنی کتاب ہدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:

وقال شیخنا ابن القیم فثبت بھذا انہ لا منافاۃ بین کون الروح فی علیین اوفی الجنۃ اوفی السماء وبین اتصالہ بالبدن بحیث تدرك وتسمع وتصلی وتقرأ قلت بھذا یدفع الشبھۃ التی اوردھا القاصرون انہ کیف یمکن استحصال الفیوض والبرکات وبرد القلب والانوار من ارواح الصلحاء بزیارۃ قبورھم

ہدیۃ المہدی ص 63

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ اس کے ساتھ ثابت ہے کہ علیّین میں یا جنت میں یا آسمان میں یا اس کے بدن کے ساتھ اتصال میں ادراک و سمع اور نماز و قراءت میں روحوں کا ہونا منافی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے قاصرین کا وہ شبہ دور ہو جاتا ہے جو وہ وارد کرتے ہیں کہ کس طرح ممکن ہے کہ صالحین کی قبور کی زیارت کرنے سے ان کی ارواح سے فیوض و برکات دل کی ٹھنڈک اور انوار حاصل ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن قیم کے نزدیک زندوں اور مردوں کی ارواح کی ملاقات:

شاہ صاحب نے مزید معلومات کے لیے چند کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں ایک کتاب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی ''کتاب الروح'' بھی ہے۔

شاہ صاحب ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کے اندھے مقلد ہیں شاہ صاحب کو جب ان حضرات کا کوئی قول مل جائے تو شاہ صاحب پھر قرآن وحدیث کی پرواہ نہیں کرتے۔ شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ زندوں اور مردوں کی روح ملاقات نہیں کرسکتی اس بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے ملاحظہ فرمائیں :

سوال: کیا زندوں اور مردوں کی روحوں میں ملاقات ہوتی ہے ؟۔

جواب: اس کی دلیلیں بے شمار ہیں اور حس وواقعات سب سے بڑے مشاہد ہیں۔ زندوں اور مردوں کی روحوں میں اس طرح ملاقات ہوتی ہے جس طرح زندوں کی روحیں آپس میں ملتی جلتی ہیں اور زندوں اور مردوں کی روحوں کے ملنے کا ثبوت بھی ہے کہ زندہ حضرات خواب میں مردوں کو دیکھتے ہیں اور ان سے حالات معلوم کرتے ہیں اور مردے نامعلوم حالات بتاتے ہیں جن کا مستقبل میں ظہور ہو جاتا ہے اور کبھی ماضی میں ہو چکا ہوتا ہے۔ کبھی مرنے والا اپنا گڑا ہوا مال بتاتا ہے جس کی اس کے سوا کسی کو خبر نہیں ہوتی اور کبھی اپنے قرض کی اطلاع کرتا ہے کہ مجھ پر فلاں فلاں کا قرض ہے اور اس کے قرائن بھی بیان کرتا ہے کبھی ایسے عمل کی خبر دیتا ہے جس کی اس کے سوا کسی کو بھی خبر نہیں تھی۔ یہ بتاتا ہے کہ ہمارے پاس فلاں فلاں وقت آؤ گے اور اس کی خبر سچی ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسی باتوں کی خبر دیتا ہے جن کے بارے میں زندوں کو یقین ہوتا ہے کہ انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور اوپر صعب، عوف بن ثابت بن قیس، صدقہ بن سلیمان، جعفری، مصعب

بن شیبہ اور فضل بن موفق کے واقعات گذر چکے۔

کتاب الروح لابن القیم ص 61 تا 63 مترجم

غیر مقلدین کا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی کی قبر سے حصول فیض:

مولوی عبد المجید صاحب شاگر رشید ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

صوفی حبیب الرحمان صاحب کا بیان ہے کہ 1910 ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لیا۔ حضرت ضیاء معصوم صاحب جب روضہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو۔ ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو۔ ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔

کراماتِ اہل حدیث ص 19

نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں:

ودرمسئلہ انتفاع اولیاء از ارواح اولیاء وانبیاء بقدر مناسب حال بدون تقلید برسوم وبدعات رجال واہل ضلال خود چندا خلاف بیان اہل علم نیست

مآثر صدیقی 4 ص 128

نواب صاحب کے فرزند علی حسن صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: اس مسئلہ میں اور اس امر میں کہ ارباب صاحب دل و اولیاء وانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ارواح

مقدسہ سے بغیر رسوم اور بدعات کی پابندی کے جو اصل ضلالت کا شیوا ہے اپنے مناسب حال فیض اٹھائے تو اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

نواب صدیق حسن کے والد کی قبر سے فیوض کا حصول:

یہی نواب صدیق حسن صاحب اپنے والد کی قبر کے بارے میں لکھتے ہیں:

لا یزال النور علی قبرہ الشریف والناس یتبرکون بہ

التاج المکلل ص298

یعنی آپ کی قبر شریف پر نور رہتا ہے اور لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔

اکابرین غیر مقلدین کے نزدیک جمعہ کی رات روحوں کی آمد:

مشہور غیر مقلد حافظ محمد لکھوی صاحب لکھتے ہیں:

رات جمعہ دی مغرب پچھے ہک روایت آئی

آون روح وچ اپنے خویشاں یا جتھے ہے آشنائی

احوال الآخرت صفحہ 17

ترجمہ: ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کی رات کو مغرب کے بعد روح اپنے رشتے داروں کے گھروں میں یا جہاں اس کی واقفیت ہوتی ہے وہاں آتی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی اور دیگر اکابرین غیر مقلدین کی ان عبارتوں سے معلوم ہو گیا کہ ان کے نزدیک مردوں کی روحیں زندوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قبروں سے فیوضات وبرکات حاصل کرنا جائز ہے اور ان کے اکابرین قبروں سے فیوضات حاصل کرتے رہتے ہیں۔

بہر حال شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ دوسروں کی آنکھوں میں تنکا تلاش کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں میں لگے ہوئے شہتیر کو دیکھیں تاکہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑے۔

عقیدہ نمبر 25:

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقینا سچا اور واقع کے مطابق ہے۔ اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر ملحد وزندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

خلاصہ عقائد دیوبند ص234

اعتراض:

احناف نے کلام اللہ کو تقسیم کیا ہے کبھی معنی و الفاظ دونوں کو قرآن کہتے ہیں کبھی صرف معنی کو یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عربی بولنے پر قدرت کے باوجود فارسی میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

حسامی مع فیض سبحانی جلد1 صفحہ 49، فواتح الرحموت جلد2 ص11، اصول الشاشی مع خلاصۃ الحواشی ص8، نور الانوار ص11، 12، تفسیر مدارک جلد1 ص78، بحر العلوم سمرقندی وغیرہ

حالانکہ یہ عقیدہ باطل ہے کیونکہ قرآن کلام اللہ ہے جو حروف آواز معنی پر محیط ہے۔

سورۂ نحل98، 102، انعام، 114 زمر10 غافر1، 2 شعراء193، حاقۃ 40

اس عقیدہ کا موجد ابن کلاب تھا پھر ان دیوبندیوں ماتریدیوں نے اس کو اپنایا صحابہ، تابعین ائمہ دین میں سے اس غلاظت سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ولم یکن فی مسمی الکلام نزاع من الصحابۃ والتابعین لھم باحسان وتابعیھم لامن اھل السنۃ ولامن اھل البدعۃ بل اول من عرف فی الاسلام انه جعل مسمی الکلام المعنی فقط ھوعبداللہ بن سعید بن کلاب۔ (فتاوی ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی جلد4 ص89)

تفصیل کے لیے فتاویٰ شیخ الاسلام والماتریدیہ للشمس الدین افغانی جلد2 ص321 ملاحظہ ہو۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 19۔20)

جواب:

شاہ صاحب نے اپنے اکابر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ایک ہی جملے میں تقریباً پانچ چھ کتابوں پر جھوٹ بولا ہے کہ ان کتابوں میں کلام اللہ کو تقسیم کیا گیا ہے یعنی کبھی الفاظ اور معنی دونوں کو قرآن کہا گیا ہے اور کبھی صرف معنی کو جبکہ ان تمام کتب میں صاف اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ قرآن الفاظ اور معنی دونوں کا نام ہے۔

حسامی کی شرح فیض سبحانی کی عبارت:

و هو اسم للنظم والمعنی جمیعا فی قول عامة العلماء وهو الصحیح من مذهب ابی حنیفه رحمه الله تعالی۔

ترجمہ: عامۃ العلماء کے قول کے مطابق قرآن نظم اور معنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا صحیح مذہب ہے۔ صاحب فیض سبحانی اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کس چیز کا نام ہے سو اس بارے میں تین قول ہیں:

1) فقط نظم کا نام قرآن ہے۔

2) فقط معنی کا نام قرآن ہے۔

3) نظم اور معنی دونوں کے مجموعے کا نام قرآن ہے۔

بقول صاحب حسامی عامۃ العلماء اور جمہور علماء اسی کے قائل ہیں اور امام ابو حنیفہ کا صحیح مذہب بھی یہی ہے۔ (فیض سبحانی ص29،30)

ایک اور مقام پر دوسرے قول کی دلیل کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں
اسی دلیل کی وجہ سے بعض حضرات نے کہا کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی فقط معنی کا نام قرآن ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ اسی وہم کو دور کرنے کے لیے صاحب کتاب نے کہا کہ امام صاحب کا صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن نظم اور معنی کا نام ہے صرف معنی کا نام قرآن نہیں ہے۔

فیض سبحانی شرح اردو حسامی ص29،30

خلاصہ الحواشی کی عبارت:

قرآن الفاظ و معانی کے مجموعے کا نام ہے صرف الفاظ کا نام قرآن نہیں جیسے تعریف قرآن میں تنزیل، کتاب، نقل، تینوں الفاظ مستعمل ہونے سے شبہ ہو سکتا ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام ہے کیونکہ وہ تینوں الفاظ کی صفات ہیں معنی کی صفات نہیں ہیں اور قرآن صرف معانی کا نام بھی نہیں۔

خلاصۃ الحواشی ص11

نور الانوار کی عبارت:

وھو اسم للنظم والمعنی جمیعا تمھید لتقسیمہ بعد بیان تعریف یعنی ان القرآن اسم للنظم والمعنی جمیعا لا انہ للنظم فقط کما ینبئ عنہ تعریفہ بالانزال والکتاب والنقل ولا انہ اسم للمعنی فقط

نور الانور ص9

قرآن نظم اور معنی کے مجموعے کا نام ہے یہاں سے قرآن کی تعریف کے بعد اس کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ مصنف تصریح فرماتے ہیں کہ قرآن نظم اور معنی دونوں کے مجموعے کا نام ہے فقط نظم یعنی لفظ کا نام نہیں جیسا کہ منزل مکتوب اور منقول کے ذریعے اس کی تعریف کرنا بتلاتا ہے اور نہ صرف معنی کا نام ہے۔

فواتح الرحموت کی عبارت:

(اعلم ان القرآن عندنا) وعند سائر الائمہ (اسم لکل من النظم المعجز والمعنی المستفاد(ای لمجموعھا)

فوتح الرحموت شرح مسلم الثبوت 2ص10

ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک قرآن صرف معنی یا صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔

شاہ صاحب سے ایک سوال:

شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ قرآن وحدیث سے جواب دیں کہ قرآن کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا تعریف ہے ؟امتیوں کے اقوال نقل کر کے مشرک اور بدعتی بننے سے احتراز کریں۔

شاہ صاحب کی طرف سے تحریف معنوی:

شاہ صاحب نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی چند آیتیں پیش کی ہیں اور لکھا ہے کہ قرآن حروف آواز اور معنی پر محیط ہے وہ آیتیں یہ ہیں۔

(1) نحل آیت:98۔ (2)انعام:114۔ (3)زمر:10۔ (4)غافر:1،2۔ (5)شعراء:193۔ (6) حاقہ: 40۔ ان آیتوں میں سے کسی بھی آیت کا یہ ترجمہ نہیں کہ قرآن حروف آواز اور معنی پر محیط ہے۔

شاہ صاحب کی کذب بیانی:

شاہ صاحب نے پہلا جھوٹ یہ بولا کہ احناف کے نزدیک قرآن صرف معنی کا نام ہے۔ اور دوسرا جھوٹ یہ کہ احناف کے نزدیک عربی پر قدرت کے باوجود فارسی میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے حسامی مع فیض سبحانی وغیرہ پانچ کتابوں کا حوالہ دیا ہے حالانکہ ان تمام کتابوں میں صراحت سے

مذکور ہے کہ فارسی میں قراءت جائز نہیں، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

فیض سبحانی کی عبارت:

صاحب نامی شارح حسامی نے لکھا ہے کہ حضرت امام صاحب نے عامۃ العلماء کے قول کی طرف رجوع فرمایا تھا اور حضرت امام صاحب بھی عامۃ المسلمین کی طرح اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ نماز میں بھی فارسی میں قراءت کرنا جائز نہیں اسی پر فتویٰ ہے۔

فیض سبحانی ص32

خلاصۃ الحواشی کی عبارت:

اور قرآن صرف معانی کا نام بھی نہیں چنانچہ امام اعظم کے قراءت بالفارسی کو جائز رکھنے سے بعضوں کو شبہ ہو جاتا ہے کیونکہ امام صاحب کا مطلب یہ ہے کہ بلا قصد کسی سے کوئی فارسی لفظ ایسا نکل جائے جو عربی لفظ کے ہم معنی ہو تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ مثلاً جزاء بما کسبا کے بجائے سزاء بما کسبا پڑھ دے یا معیشۃ ضنکا کے بجائے معیشۃً تنکا پڑھ دے یہی وجہ ہے کہ فارسی میں عمداً قرآن تلاوت کرنے والے کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالی زندیق کہا کرتے تھے اور عربی عبارت چھوڑ کر فارسی عبارت میں قرآن لکھنے کو امام صاحب رحمہ اللہ تعالی بھی حرام سمجھتے ہیں۔

خلاصۃ الحواشی ص11،12 ، نور الانوار مع حاشیہ ص9

فواتح الرحموت کی عبارت:

(وقد صح رجوع)الامام (ابی حنیفه)رضی الله عنه (عن قول بجواز الصلوة بالفارسية بغير عذر فلااشكال وقدروى الرجوع نوح ابن مريم وفى (الكشف ذكره الامام فخر الاسلام فى (شرح المبسوط)واختاره

القاضی الامام ابوزید وعامة المحققین وعلیه الفتوی

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت 2 ص 10

توضیح مع تلویح کی عبارت:

لکن الاصح انه رجع الی قولهما علی ماروی نوح بن مریم عنه

توضیح مع التلویح ص 61

ترجمہ: لیکن صحیح یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالی نے اس قول سے رجوع فرمایا تھا صاحبین کے قول کی طرف جیسا کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالی سے نوح بن مریم نے روایت کیا ہے

ہدایہ کی عبارت:

یروی رجوعه فی اصل المسئلة الی قولهما وعلیه الاعتماد

ہدایہ ص 86

ترجمہ: امام صاحب سے اس مسئلہ میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع مروی ہے اور اسی پر اعتماد (یعنی فتوی) ہے۔ در مختار میں بھی لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے۔

شاہ صاحب کے گھر کا حوالہ:

ان تمام حوالہ جات کے بعد اگرچہ ضرورت نہیں رہی کے مزید حوالے دیے جائیں مگر شاہ صاحب کو دوسرے کی بات پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے ان کے گھر کا حوالہ دیا جارہا ہے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

رجوع امام کا اس حکم سے باتفاق حنفیہ ثابت ہے۔

کشف الاباس ص 268

شاہ صاحب کے اپنے گھر کے حوالے سے ثابت ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے اپنے اس قول سے رجوع فرمایا ہے اب مرجوع قول کو لے کر اعتراض کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

اس مرجوع قول پر غیر مقلدین کا فتویٰ:

ایک طرف شاہ صاحب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے قول جس سے رجوع ثابت ہے کو بنیاد بنا کر احناف کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور دوسری طرف شاہ صاحب کے اکابرین اسی پر فتوی دے رہے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ثناء اللہ امر تسری صاحب ایک پادری کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

باقی رہا یہ سوال کے عبادت کہ وقت عربی الفاظ کے استعمال پر کیوں مجبور کیے جاتے ہیں آپ ہماری طرف سے ایڈیٹر ''نگار'' کو اطلاع دے دیں کہ ان کو عربی الفاظ میں اگر نماز پڑھنی مشکل ہوتی ہے تو حسب فتویٰ امام ابو حنیفہ اپنی مادری زبان میں نماز پڑھ لیا کریں پس یہ وجہ بھی قبول اسلام سے مانع نہیں ہو سکتی اگر ان کو پڑھنی ہی نہیں تو ناحق حجتیں نہ تراشا کریں۔

اسلام اور مسیحیت ص55

ہمارے عقیدہ نمبر 25 میں ہے کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہو گا وہ یقینا سچا اور واقع کے مطابق ہے اور شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں شاہ صاب اس عقیدے پر تو کوئی اعتراض نہ کرسکے البتہ فارسی میں نماز پڑھنے پر اعتراض کیا ہے جو کہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے کلام کے بارے میں غیر مقلدین کے اکابر کی کیا رائے ہے۔

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں :

هو يتكلم متى ماشاء بأى لسان شاء بصوت وحروف

ہدیۃ المہدی 8

وہ جب چاہتا ہے اور جس زبان کی آواز و حروف سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ومن الصفات الفعلية الحادثة الكلام والاستواء و الضحك والنزول والصعود والاتيان والمجيء والقرب والبعد والدنو والوطاة والتنفس والتعجب والفرح والتبشش والنظر والحثى والحض والغيرة والغضب والملال على قول والحياء والاستهزاء والسخرية والمكر والخدع والكيد والفراغ والترد والفضل والرحمة والاختيار والصبر واعادة الخلق والامر والنهى والاستدراج والحب والبغض والرضاء والكراهية بالسخط والمقت والموات والنعاد والمشى والهرولة والمماخرة والمصافحة والاطلاع والاشراف والتكوين والخلق والعندية وتقليب القلوب والوعدوالوعيد واسماع الكلام بعض خلقه والتجلى العارضى على بعض المحال دون العرش از عليه التجلى الدائمى والظهور فى اى صورة شاء۔

ترجمہ:

صفات فعلیہ حادثہ سے کلام و استواء ہنسنا، تعجب کرنا، اترنا، چڑھنا، جانا اور آنا قرب و بعد (نزدیک ہونا دور ہونا) تنفس و فرحت، بشاشت و نظر، حثی و حضّ، غیرت و غضب، بات پر ملال، استہزاء کرنا، مسخرہ کرنا، مکار ہونا، دھوکے باز اور فریبی ہونا، نکما ہونا، متردد اور پریشان ہونا، فضل و رحمت، اختیار و صبر اعادہ مخلوق، امر و نہی ،استدراج، حب و بغض،رضاو کراہت، الفت و نفرت،دوستی وعداوت، چلنا، بھاگنا، محاصرہ و مصافحہ، اطلاع واشراف، تکوین و خلق عندیہ اور قلوب کا بدلنا وغیرہ اور اس کی بعض مخلوق کا کلام سننا عرش کے علاوہ بعض محالات پر عارضی تجلی کرنا

جبکہ عرش پر اس کی تجلی دائمی ہے اور جس صورت میں چاہے ظہور کرے۔

اس عبارت پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ اللہ کے کلام کے متعلق علامہ وحید الزمان کی کیا رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ بات کرتے ہیں جب چاہیں جس سے چاہیں اور جس طرح چاہیں اور جہاں چاہیں۔

اور اسی عبارت میں وحید الزمان صاحب نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ اللہ کلام کرتا ہے، مستوی ہوتا ہے، ہنستا ہے، اترتا ہے، چڑھتا ہے، تعجب کرتا ہے، آتا ہے، جاتا ہے، قریب ہوتا ہے، دور ہوتا ہے، ٹھٹھہ بازی کرتا ہے، یعنی استہزاء کرتا ہے، مسخرہ کرتا ہے، مکار ہے، دھوکہ باز ہے، فریبی ہے، نکمہ ہے، متردد ہے، پریشان ہے، وغیرہ وغیر العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد۔

شاہ صاحب اور ان کے حواریوں سے التماس ہے کہ کوئی کتاب، رسالہ، اشتہار وغیرہ اپنے ان اکابر کے رد میں بھی تحریر فرمادیں۔ لینے کے باٹ اور دینے کے باٹ اور والا معاملہ نہ رکھیں۔

علمائے دیوبند پر الزامات اور ان کا جواب

یہاں تک تو رسالہ خلاصہ عقائد دیوبند پر کیے جانے والے تمام اعتراض کا جواب تھا۔ نصیب شاہ سلفی نے خلاصہ عقائد علمائے دیوبند پر 25 اعتراض کرنے کے بعد صفحہ 20 پر ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے۔

''علمائے دیوبند کے مذکورہ عقائد کے علاوہ مزید گمراہ کن وخرافات پر مبنی عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں''۔

(موازنہ کیجئے، ص20)

شاہ صاحب کا دجل وفریب:

شاہ صاحب نے علماء دیوبند کے 25 (پچیس) مشہور عقائد پر بحث کرنے کے بعد علماء دیوبند کی کتابوں سے چند عبارات کو توڑ موڑ کر عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند اپنے اکابرین کے متعلق علم غیب وحاضر ناظر وغیرہ کا عقیدہ رکھتے ہیں حالانکہ علماء دیوبند کے عقائد کسی سے ڈھکے چھپے نہیں عقائد علماء دیوبند پر بے شمار کتابیں بازار سے مل جاتی ہیں تفصیلات کے لیے ان کا مطالعہ کیجیے۔

شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں امانت ودیانت کا جس طرح خون کیا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ جس طرح احمد رضا خان بریلوی اور ان کی جماعت نے علماء دیوبند کی کتابوں کی بعض عبارات میں تغیر وتبدل کر کے ان پر کفر کا فتوی لگایا ہے اسی طرح شاہ صاحب نے علماء دیوبند کی کتابوں کی عبارات کو نقل کر کے عوام الناس کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند اپنے اکابر اور بزرگوں کے بارے میں علم غیب وحاضر ناظر وغیرہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ شاہ صاحب کے تمام اعتراضات کا پہلے ایک اجمالی جواب ملاحظہ فرمائیں۔

کشف و کرامات سے عقائد ثابت نہیں ہوتے:

شاہ صاحب نے علماء دیوبند کی جتنی بھی عبارات نقل کی ہیں اکثر عبارتوں کا تعلق کشف و کرامات سے ہے۔ اور کشف و کرامات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر کشف و کرامات اور تصوف والے واقعات کی بنیاد پر علماء دیوبند پر الزام تراشی کر کے ان کو گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو شاہ صاحب کو چاہیے کہ پہلے اپنے کابرین کو گمراہ کہیں پھر علماء دیوبند پر گمراہی کا فتوی لگائیں۔

اگر شاہ صاحب کی ذکر کردہ عبارات کا طائرانہ جائزہ لیا جائے اور ان کا موازنہ اکابر غیر مقلدین کی عبارتوں سے کیا جائے تو غیر مقلدین کے اکابر کی گمراہی روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کیونکہ علماء دیوبند تو کشف و کرامات اور تصوف کے قائل ہیں اور موجودہ غیر مقلدین کشف و کرامات اور تصوف کے قائل نہیں۔

شاہ صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی کتابوں سے چند حوالے پیش کر کے ان پر علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے کا دعوی کیا ہے شاہ صاحب کے الزامات کے جوابات ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ صاحب نے سب سے پہلے

(علماء دیوبند کے مذکورہ عقائد کے علاوہ گمراہ کن

خرافات پر مبنی عقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں)

کے عنوان سے باب باندھنے کے بعد چند الزامات لگائے ہیں ان الزامات کے حقائق اور تفصیلی جوابات ملاحظہ ہوں:

الزام نمبر ایک:

دعویٰ علم غیب اور دیوبندی:

رشید احمد گنگوہی کو معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں کے مرنے میں چند دن باقی ہیں اور اس کے اس اظہار پر لوگ یقین بھی کرتے۔

تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 20

اشرف علی تھانوی اپنے ایک بزرگ فضل الرحمن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کسی نے اس کو دعا کے لیے خط بھیجا ابھی خط لانے والے کے پاس تھا کہ اس نے جواب دے دیا اور اس کو خط دینے کی ضرورت نہ رہی۔

ارواحِ ثلاثہ ص 308 حکایت نمبر 311،

(موازنہ کیجئے صفحہ 20، 21)

جواب:

شاہ صاحب نے اپنی مذکورہ عبارت کے ذریعے علماء دیوبند پر الزام لگانے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند اپنے اکابرین کے بارے میں علم غیب کے قائل ہیں کہ ان کے اکابرین کو غیب کا علم تھا۔ اگر کسی واقعہ کو بنیاد بنا کر کسی کو علم غیب کی صفت سے متصف کیا جا سکتا ہے تو غیر مقلدین کے اکابرین کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں

علم غیب اور اکابر غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی محمد سلیمان روپڑی اور عبد اللہ غزنوی کے واقعات ملاحظہ فرمائیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان روپڑی اور عبد اللہ غزنوی کو علم غیب تھا۔ مولوی عبد المجید صاحب محمد سلیمان روپڑی کے متعلق لکھتے ہیں:

ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیر و مرشد

(مولوی عبدالجبار غزنوی صاحب) بہشت میں پہنچ گئے میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھاہے اور شعر سناہے جو میری زبان پر جاری ہو گیاہے۔

لے او بیلی اللہ بیلی ساڈے ہوئے چلانے

یعنی اے دوست خداحافظ ہم تو جارہے ہیں۔ سب حیران تھے کہ یہ کیا ماجراہے چنانچہ بعد میں اطلاع آئی اس سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام صاحب کا انتقال ہوا تھا۔

کراماتِ اہل حدیث

تحصیل سرسہ میں ایک بہت بڑے رئیس اور نواب تھے ان کی صاحبزادی بیمار ہو گئی کئی علاج کیے افاقہ نہ ہوا انہوں نے چاہا کہ مولوی صاحب کو بلایا جائے وہ دم کریں گے تو شفاہو جائے گئی۔ چنانچہ آپ کی طرف آدمی آیا اور آپ جانے کے لیے تیار ہوئے۔ سواری منگائی گئی۔ معاً آپ نے فرمایا اب جانا فضول ہے لڑکی کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ آدمی جب واپس گیا تو معلوم ہوا ٹھیک اسی وقت جب مولوی صاحب نے فرمایا تھا اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

کراماتِ اہل حدیث صفحہ 28

مولوی غلام رسول قلعوی صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار کسی امیر نے آپ کے پاس کچھ میوہ بطور تحفہ بھیجے تو آپ کو دور سے بدبو آنے لگی بظاہر چونکہ تحفہ کارد کرنا جائز نہ تھا اس لیے آپ نے واپس نہ کیے اور گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیے راوی کہتا ہے کہ آپ کو حلال اور حرام میں فوراً تمیز ہو جاتی تھی آپ حرام مال سے بچ جایا کرتے تھے۔

کرامات اہلحدیث ص 25،26

اگر ہم یہ کہیں کہ یہ اکابر غیر مقلدین کی کرامات ہیں تو شاید شاہ صاحب وہمنوا ناراض ہو جائیں گے کہ نہیں نہیں، یہ کرامات نہیں بلکہ ہمارے اکابر کا علم غیب ہے۔

الزام نمبر 2:

دعویٰ الوہیت والتصرت:

فنا فی اللہ کے مراتب بیان کرتے ہوئے امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں: اس مرتبہ پر خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہوتا ہے۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے ذی اختیار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے چونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات پائی جاتی ہیں۔

کلیات امداد ص37، موازنہ کیجئے، صفحہ 21

جواب:

شاہ صاحب نے حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کو نقل کر کے قاری کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اس عبارت کا تعلق وحدۃ الوجود سے ہے اور مسئلہ وحدۃ الوجود ایک دقیق اور غامض مسئلہ ہے اور اس کے وہ معنی جو حضرت امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت سے شاہ صاحب نے لیے ہیں کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں یہ معنی مراد لینا ایک مغالطہ ہے۔ شاہ صاحب اگر آپ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی کی اس عبارت کو بنیاد بنا کر ان کو گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کی رہے ہیں تو پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ اس عقیدے کے بارے میں آپ کے اکابر کی کیا رائے ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

دعوی الوہیت وتصرف اور غیر مقلدین:

غیر مقلدین کے رئیس نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

شیخ عارف محی الدین ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے ابن حزم کی تعریف کی ہے اور دوسو تینتیس باب میں ص674 پر کہا ہے یہ وصال کی انتہاء ہوتی ہے کہ چیز اس چیز کا عین بن جائے جو ظاہر ہے اور معلوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے (ایک چیز دوسری چیز میں اس طرح ظاہر ہو کہ پہلی چیز کا بالکل پتہ نہ چلے) جیسا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ابن حزم سے معانقہ فرمارہے ہیں اس طرح ایک جسم دوسرے میں بالکل غائب ہے، نظر ایک ہی آرہاہے اور وہ رسول ﷺ ہیں ان کی طرف سے آپ ﷺ ہی اس اتحاد اور وحدت کو ظاہر کررہے ہیں یعنی دو کا ایک ہونا اور وجود میں کسی امر زائد کا نہ ہونا اسی کو اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

التاج المکلل ص90

توهم واشياء بليل

فهم يسعى بيننا بالتباعد

فعانقة حتىٰ اتحدنا تعانقا

فلما اتانا ما راى غير واحد

یعنی رات کے وقت رقیب نے ہمارے درمیان دوری پیدا کرنے کی کوشش کی تو میں نے اپنے محبوب کے ساتھ اس طرح معانقہ کیا کہ ہم بالکل ایک ہوگئے جب رقیب آیا تو اسے ایک کے علاوہ دوسرا نظر نہیں آیا۔ اسی مضمون کا ایک فارسی شعر نقل کرنے کے بعد نواب صاحب موصوف فرماتے ہیں اور عجب نہیں یہی لوگ (اہل حدیث) محبت اور اتحاد والے بلکہ حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وحدت مطلقہ کے مالک ہیں۔

علامہ وحید الزمان کی رائے:

علامہ وحید الزمان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

فرقہ صوفیہ وجودیہ جس میں شیخ ابن عربی ہیں یہ لوگ حلول اور خالص اتحاد کے قائل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو عرش پر تمام مخلوق سے الگ ثابت کرتے ہیں، یہ لوگ کہتے ہیں حق تعالیٰ من وجہ عین مخلوق ہیں یعنی وجود کی جہت سے اس لیے کہ وجود صرف ایک ہے اور وہ حق تعالیٰ کا وجود ہے۔

[حاشیہ] (آگے اس عبارت پر حاشیہ لگا کر لکھا ہے)

اسی لیے شیخ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمام آسمان اور زمینوں کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ بذات خود عرش پر ہے۔ اور اسی کا نور یعنی اس سے پھیلنے والا وجود تمام آسمانوں اور زمینوں کو شامل ہے پس تمام اشیاء اسی کے وجود سے موجود ہیں اور فصوص الحکم میں جو یہ کہا گیا ہے۔ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا۔

تو اس کے معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کا وجود ہے نہ یہ کہ مخلوقات کا دوسرا وجود ہے جیسا کہ متکلمین کا خیال ہے، شیخ نے "فتوحات" ص12 میں اس کی تصریح کی ہے۔ باقی تمام اشیاء اس ایک وجود کی وجہ سے موجود ہیں، ان کا کوئی مستقل وجود نہیں ہے جیسا کہ متکلمین کہتے ہیں کہ یہاں دو وجود ہیں ایک وجود واجب اور دوسرا وجود ممکن۔ اور حق تعالیٰ غیر مخلوق ہے من وجہ یعنی ماہیت اور ذات کی جہت سے اس لیے کہ ممکن کی ذات اور اس کی ماہیت واجب کی ذات اور اس کی ماہیت سے متغایر ہے اور اس قول کے ذریعے سے عام لوگوں کے ذہن میں جو بات ہے کہ خالق اور مخلوق کے درمیان معمار اور عمارت کی نسبت ہے اس مفہوم سے وہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ حدوث عالم سے قبل حق تعالیٰ کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں تھا تو اب یہ اشیا کہاں سے وجود میں آئیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کان اللہ ولم یکن معہ شیئ اللہ تعالیٰ (کائنات کی خلقت سے قبل)

تھا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی۔

علامہ ابن اتیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے ابن عربی پر بڑا سخت رد کیا ہے، حافظ اور تفتازانی نے ان اتباع کی ہے۔ لیکن میرے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کا مطلب نہیں سمجھے ان کی مراد سمجھنے میں انہوں نے غور نہیں کیا "فصوص" میں شیخ کے ظاہری الفاظ ان کو نامانوس لگے اگر یہ حضرات "فتوحات" میں غور کرتے تو جان لیتے کہ اصول اور فروع دونوں کے اعتبار سے شیخ اہل حدیث ہیں اور ارباب تقلید پر بڑا سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔

ہدیۃ المہدی ص50،51

شاہ صاحب جو جواب آپ کا نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحید الزمان کی رائے کے بارے میں ہو گا وہی جواب ہمارا حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی کی رائے کے بارے میں ہو گا۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے بارے میں ہماری کتب کا مطالعہ کریں اور اس کا صحیح مفہوم ہمارے علماء سے سمجھیں۔

الزام نمبر 3:

دیوبندی اور عقیدہ حلول:

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنے اندر پا کر منصور جیسے کلمے کہنا لگا یعنی انا الحق میں اللہ ہوں۔

ص39

رام پور میں ایک مجذوب تھے جو اپنے آپ کو رب العلمین کہتے تھے خود کشی کرنے پر مولوی ارشاد حسین صاحب نے جنازہ پڑھا کر فرمایا کہ یہ مکلف ہی نہیں تھے (حکم ربانی سے مبرا تھے۔)

ارواحِ ثلاثہ ص387

نوٹ: اس کتاب کے ص9 پر لکھا ہے کہ یہ جماعت دیوبند کی حکایات ہیں۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 21)

جواب:

شاہ صاحب نے الزام نمبر 3 میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند عقیدہ حلول کے قائل ہیں کاش کہ شاہ صاحب یہ الزام لگانے سے پہلے اپنے اکابر کے عقائد کا صحیح سے مطالعہ کر لیتے تاکہ منہ کی نہ کھانی پڑتی۔

اگرچہ شاہ صاحب علماء دیوبند کو تنقید کا نشان بنا رہے ہیں لیکن میری شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں پھر دوسروں پر تنقید کریں۔ اب شاہ صاحب کے مقتداء کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

نواب صدیق حسن اور عقیدہ حلول:

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب "مسک الختام فی شرح بلوغ المرام" میں

لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ ہر آن اور ہر حال میں مومنین کے مرکز نگاہ اور عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں خصوصیات کی حالت میں انکشاف اور نورانیت زیادہ قوی اور شدید ہوتی ہے بعض عارفین کا قول ہے کہ تشہد میں ایھا النبی کا یہ خطاب ممکنات اور موجودات کی ذات میں حقیقت محمدیہ کے سرایت کرنے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں اس لیے نماز پڑھنے والوں کو چاہیے کہ اس بات کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھیں اور آپ ﷺ کی اس حاضری سے غافل نہ ہوں تا کہ قرب و معیت کے انوارات اور معرفت کے اسرار حاصل کرنے میں کامیاب رہیں۔

مسک الختام ص244

اس کے بعد نواب صاحب نے ایک فارسی شعر لکھا جس کے معنی ہیں میں تجھے صاف اور عیاں دیکھ رہا ہوں اور ہدیہ سلام آپ کی طرف بھیج رہا ہوں۔ نواب صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں سرایت کرتے ہیں۔

عقیدہ حلول کے بارے میں یہ ہم پر الزام ہے کہ ہم اس کے قائل ہیں۔ کشف و کرامات کے واقعات کو عقائد میں پیش کرنا حماقت اور جہالت ہے۔ عقیدہ حلول کے بارے میں تفصیل ہماری عقائد کی کتب میں موجود ہے جس سے اس الزام کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

الزام نمبر 4:

اللہ تعالیٰ کی صفات اور دیوبندی:

☆... اللہ تعالیٰ کے لیے جگہ اور طرف ثابت نہیں۔

عقائد علماء دیو بند ص 231

☆... اللہ تعالیٰ اوپر ہے اور نہ ہی نیچے، دائیں ہے، نہ بائیں۔

☆... گوشت سے بنا ہے اور نہ ہڈیوں سے۔

☆... مخلوق میں داخل ہے نہ ہی الگ۔

☆... اس کا کوئی جسم ہے نہ ہی صورت شکل۔

شرح العقائد 52

امداد اللہ صاحب مزید فرماتے ہیں کہ خواب میں دیدار نبوی کے لیے رات سوتے وقت دائیں ہتھیلی پر الصلاۃ والسلام علیك یارسول الله پڑھ کر دم کریں اور سفید شفاف لباس اور سبز پگڑی کا تصور کریں تو زیارت نصیب ہو گی۔(کلیات ص 71) جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف کالی پگڑی پہنی ہے۔

مسلم کتاب المناسک

(موازنہ کیجئے صفحہ 21،22)

جواب:

شاہ صاحب نے عنوان قائم کیا ہے ’’اللہ تعالیٰ کی صفات اور دیوبندی‘‘ پھر چند صفات کا ذکر کیا ہے اس کے بعد زیارت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی کا ایک عمل ذکر کیا ہے جس کا صفات باری تعالیٰ سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلم شریف کے حوالے سے دعویٰ کیا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف کالی پگڑی پہنی ہے۔

شاہ صاحب کا اصل موضوع اللہ تعالیٰ کی صفات ہے۔ اس بارے میں غیر مقلدین کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے پیشوا اور صحاح ستہ کے مترجم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

ومن الصفات الفعلية الحادثة الاستهزاء والسخرية والمكر والخدع والكيد

ہدیۃ المہدی ص 7

اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ حادثہ میں سے مذاق، ٹھٹہ، مکر دھوکا اور داؤ لگانا ہے۔

يظهر فی ای صورة شاء

ہدیہ المہدی ص 7

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہتے ہیں ظاہر ہو سکتے ہیں۔

اس عبارت پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ علامہ صاحب کا بھی وہ ہی عقیدہ ہے جو عیسائیوں اور ہندوؤں کا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ کی شکل میں ظاہر ہوا اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کرشن اور رام چندر کی شکل میں ظاہر ہوا اور سامری کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بچھڑے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ نعوذ باللہ

نزل الابرار اور ہدیۃ المہدی میں ہے:

وله تعالىٰ وجه وعين ويد و كف وقبضة واصابع ومساعد ونزاع وصدر وجنب وحقو وقدم ورجل وساق ...الخ۔

ہدیۃ المہدی ا ص 9 نزول الابرار 1 ص 3

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے (یہ اعضاء ثابت ہیں) چہرہ، آنکھ، ہاتھ، ہتھیلی، مٹھی، انگلیاں، بازو، سینہ، ایک پہلو، ایک کوکھ، ٹانگ اور پاؤں وغیرہ۔ نعوذ باللہ

غیر مقلدین ید سے ایک ہاتھ مراد لیتے ہیں شاید اسی وجہ سے ایک ہاتھ سے سلام کرتے ہیں اگر اس بات کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ غیر مقلدین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی آنکھ، ہاتھ، ہتھیلی، مٹھی وغیرہ سب ایک ایک ہیں۔

کالی پگڑی کے علاوہ دیگر پگڑیوں کا ثبوت:

شاہ صاحب نے مسلم شریف کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ ﷺ صرف کالی پگڑی پہنتے تھے حالانکہ آپ ﷺ سے کالے رنگ کے علاوہ سفید، سبز اور قطری رنگ جس میں سرخی ہوتی تھی ان سب رنگوں کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ مستدرک اور طبرانی کی روایت سے سفید عمامہ کا ثبوت ملتا ہے مسند احمد کی روایت سے سبز عمامے کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح ابوداوٗد کی روایت سے قطری رنگ کے عمامہ کا ثبوت ملتا ہے۔ جس طرح بریلوں نے سبز عمامہ کو اپنے لیے علامت بنایا ہوا ہے اور شیعوں نے کالے عمامہ کو اسی طرح غیر مقلدین نے کالے عمامہ کو خاص کر رکھا ہے۔

مجمع الزوائد میں ہے کہ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا ایک نوجوان نے ان سے عمامہ کے شملہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں اس کو جانتا ہوں تم کو صحیح بتاؤں گا فرمایا "میں حضور ﷺ کی مسجد میں تھا اور حضور ﷺ کے ساتھ یہ صحابہ بھی تھے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابن عوف، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم ایک انصاری نوجوان آیا حضرت نبی کریم ﷺ کو سلام کر کے بیٹھ گیا حضور ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر عبد الرحمن بن عوف کو حکم فرمایا کہ ایک دستہ جانے والا ہے اس کے لیے تیار ہو جاؤ صبح کو حضرت عبد الرحمن بن عوف آگئے کالے رنگ کا سوتی عمامہ باندھے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ان کو اپنے قریب کیا ان کا عمامہ کھولا اور سفید رنگ کا عمامہ باندھا اور پیچھے چار انگل یا اس کے قریب لٹکایا۔ اور فرمایا ابن عوف اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ واضح اور بہتر ہے"۔

مجمع الزوائد 5 ص 123

نوٹ۔ پگڑی کی سنت غیر مقلدین میں بالاتفاق متروک ہے۔

الزام نمبر 5:

عقیدہ حاضر وناظر اور دیوبندی:

آپ ﷺ مجلس میلاد میں حاضر ہوتے ہیں خواہ کئی مجالس بیک وقت مختلف مقامات پر ہو رہی ہوں۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوتا ہے یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرماتے ہیں یہ شبہ ضعیف ہے۔

کلیات امدادیہ ص79

(موازنہ کیجئے صفحہ 22)

جواب:

حاضر ناظر کے بارے میں پہلے گذر چکا ہے کہ غیر مقلدین نبی کریم ﷺ کو حاضر مانتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:

بعض عارفین کا قول ہے تشہد میں ایہا النبی کا یہ خطاب ممکنات اور موجودات کی ذات میں حقیقت محمدیہ کے سرایت کرنے کے اعتبار سے ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں۔

مسک الختام ص244

نوٹ علماء دیوبند کے نزدیک عقیدہ حاضر ناظر کی کوئی اصل نہیں۔

دیکھیے آپ کے مسائل اور ان کا حل 10 ص220، تبرید النواظر فی تحقیق مسئلہ حاضر وناظر

الزام نمبر 6:

اکابر دیوبند کا کھلا شرک:

یارسول کبریا فریاد ہے، یا محمد ﷺ فریاد ہے۔ آپ کی امداد ہو میرا یا نبی حال ابتر ہے فریاد ہے سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے۔

کلیات ص 91

(موازنہ کیجئے صفحہ 22)

جواب:

شاہ صاحب نے اگرچہ علماء دیوبند پر مشرک ہونے کا الزام لگایا ہے حالانکہ اس معاملہ میں بریلویوں کا جتنا رد علماء دیوبند نے کیا ہے اتنا کسی نے نہیں کیا۔ ہماری کتب اس پر گواہ ہیں۔ ان اشعار میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ لغوی معنوں میں ہیں۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ درست ہے، بریلویوں والا نہیں۔ شاہ صاحب سے التماس ہے کہ علماء دیوبند پر الزام لگانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ نواب صدیق حسن خان نے اپنے ایک طویل قصیدے میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا ہے:

یا سیدی یا عروتی یا وسیلتی، ویا عدتی فی شدہ ورخائی

قد جئت مابك ضارعا متفرعا ،مثاوها بنفس الصدار

مالی وأراك متغاث فارحمنی یا رحمة للعلمین بكائی

ترجمہ: اے میرے آقا اے میرے سہارے اور وسیلے اے خوش حالی اور بدحالی میں روتا گڑگڑاتا اور ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوا آپ کے در پر آیا ہوں آپ کے علاوہ کوئی فریادرس نہیں سو اے رحمۃ للعالمین میری گریہ زاری پر رحم فرمائیں۔

ہدیۃ المہدی ص 24

الزام نمبر 7:

شرکیہ وسیلہ اور دیوبندی:

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت اے میرے رب۔ کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اے رب ہادی عالم علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا کے واسطے۔

کلیات ص 103

زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا خون پیشاب قضائے حاجت پاک ہے اور اس کا کھانا پینا جائز ہے۔

فضائل اعمال حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم 167

نوٹ: زکریا صاحب نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے خون پینے والے قصہ میں ذکر کیا ہے کہ حضور کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں یعنی اس کے کھانے پینے میں اشکال نہیں۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 22)

جواب:

شاہ صاحب نے عنوان باندھا ہے ”شرکیہ وسیلہ اور دیوبندی “ اس کے بعد کلیات کی عبارت کا حوالہ دیا ہے جس کے ذریعے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کے اکابرین کی وسیلہ کے بارے میں کیا رائے ہے تفصیلات ملاحظہ فرمائیں

وسیلہ اور غیر مقلدین:

علامہ نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

رواہ ابن الجوزی من اصحابنا وقال اویس قرنی بعد وفات عمر یا عمراہ یاعمراہ یاعمراہ (رواہ ابن حبان) قال سیدی فی بعض توالیفہ: قبلہ

دیں مددی کعبہ ایمان مددی ابن قیم مددی قاضی شوکانی مددی

ہدیۃ المہدی ص23

ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی نے کہا یاعمراہ یا عمراہ یا عمراہ۔ (رواہ ابن حبان) میرے سید نے بعض تالیف میں کہا ہے کہ: اے میرے دین کے قبلہ مدد کر، اے میرے ایمان کے کعبہ مدد کر، اے ابن قیم مدد کر، اے قاضی شوکانی مدد کر۔

نواب صاحب ابن قیم اور قاضی شوکانی کے فوت ہونے کے باوجود اور ان سے دوری کے باوجود ان سے مدد طلب کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین کے ایک عالم ابو المکارم محمد علی بن علامہ فیض اللہ اپنی کتاب الجوابات الفاخرہ میں فرماتے ہیں:

"یارسول اللہ" کہہ کر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا مقصود ہے تو جائز ہے، اسی طرح کوئی کہے یارسول اللہ میں فلاں مشکل سے چھٹکارا حاصل کرنے میں آپ کو اللہ کی طرف وسیلہ بناتا ہوں تو بھی جائز ہے کیونکہ "یا محمد انی قد توجہت بک الی ربیو الی حدیث سے مشکل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

الجوابات الفاخرہ ص65

مزید تفصیلات کے لیے ہدیۃ المہدی ص47،49نزول الابرار ص5، منصب امامت صفحہ 73وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

شاہ صاحب نے عنوان قائم کیا ہے "شرکیہ وسیلہ اور دیوبندی "لیکن آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے غور طلب بات یہ ہے کہ ان دونوں کا آخر آپس میں کیا ربط ہے۔ لگتا ہے شاہ صاحب کا دماغ کام نہیں کرتا اگر کرتا ہوتا تو فضلات انبیاء علیہم

السلام کا تذکرہ شرکیہ وسیلہ میں نہ کرتے بہر حال اب ذکر کر ہی دیا تو جواب دینا ضروری ہے ورنہ شاہ صاحب عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے کہ علماء دیوبند کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خون پینے کا واقعہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالی نے ابن زبیر کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فائدے میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے فضلات، پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس میں کوئی اشکال نہیں۔

شاہ صاحب نے قیاس مع الفارق کرتے ہوئے علماء دیوبند پر الزام لگایا ہے کہ ان کے نزدیک حضور ﷺ کے فضلات وغیرہ کھانے میں کوئی اشکال نہیں حالانکہ فضائل اعمال میں خون پینے کا ذکر ہے نہ فضلات کھانے کا۔ حضور ﷺ نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے خون پینے پر کوئی اعتراض نہیں کیا مگر آج چودہ سو سال کے بعد جب مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالی نے اس کو ذکر کیا تو اس واقعہ پر شاہ صاحب کو اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔ اب ہم حضور ﷺ کی بات مانیں یا شاہ صاحب کی؟

فضلات انبیاء کرام کے بارے میں محدثین کی رائے:

حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں آنحضرت ﷺ کی امتیازی خصوصیات کو ذکر کیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے بول وبراز کے متعلق کئی احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے ایک حدیث مع ترجمہ ذکر کی جاتی ہے:

اخرج ابو یعلی والحاکم والدار قطنی و الطبرانی وابونعیم عن ام ایمن قالت قام النبی ﷺ من اللیل الی فخارۃ فبال فیھا فقمت من اللیل واناعطشانہ فشربت مافیھافلمااصبح اخبرتہ فضحک وقال امانک

لایتجعن بطنك ابدًا۔لفظ ابی یعلی انك لن تشتکی بطنك بعد یومك هذاابدًا۔

خصائص الکبری 2ص252

ترجمہ:

ابو یعلیٰ، حاکم، دار قطنی طبرانی اور ابو نعیم نے سند کے ساتھ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رات کے وقت مٹی کے پکے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا پس میں رات کو اٹھی مجھے پیاس لگ رہی تھی میں نے وہ پی لیا صبح ہوئی تو میں نے آپ کو بتایا پس آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا تجھے پیٹ کی تکلیف کبھی نہ ہو گی اور ابو یعلی کی روایت میں ہے کہ آج کے بعد تم پیٹ کی تکلیف کی شکایت نہ کرو گی۔

فضلات نبی ﷺ کے بارے میں اکابر امت کا فیصلہ:

اکابر امت اور ائمہ اسلام کا آنحضرت ﷺ کے فضلات کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ پاک ہیں اور آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔

وقد تکاثرت الادلة علی طهارة فضلاته وعند الائمة ذلك من خصائصه فلایلتفت الی ما وقع فی کتب کثیر من الشافعیة مما یخالف ذلك فقداستقر الامر بین ائمتهم علی القول بالطهارة۔

فتح الباری باب الماء الذی یغسل به شعر الانسان ص272

ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حد کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں اور ائمہ نے اس کو آپ ﷺ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔ پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے وہ لائق التفات نہیں کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارت کے قول پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔

حدیث شرب المرأۃ البول صحیح رواہ الدار قطنی وقال ھو صحیح وھو کان فی الاحتجاج لکل الفضلات قیاسیًا۔

ترجمہ: حدیث شرب المرأۃ البول یعنی عورت کا (نبی پاک ﷺ کے) پیشاپ پینے والا واقعہ صحیح ہے امام دار قطنی نے اس کو روایت کرنے کے بعد صحیح کہا ہے اور یہ حدیث تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لیے کافی ہے۔

محدث العصر مولانا علامہ محمد یوسف بنوری لکھتے ہیں:

وقد صرح اھل المذاھب الاربعۃ بطھارۃ فضلات الانبیاء......الخ۔

معارف السنن 1 ص 98

ترجمہ: مذاہب اربعہ نے فضلات کے پاک ہونے کی تصریح کی ہے۔

ایک اہم نکتہ:

اس مسئلہ کو علامہ محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی نے ایک نکتہ اور چند مثالوں سے واضح کیا ہے تا کہ عام فہم لوگوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ لکھتے ہیں:

اب ایک نکتہ محض تبرعاً لکھتا ہوں جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہو جائے گا۔ حق تعالی شانہ کے مخلوق میں عجائبات ہیں جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لیے مشکل ہے۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے بعض اجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتی۔

وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے اور پہاڑی بکری (ہرن) کے خون کو نافہ میں جمع کر کے مشک بناتا ہے اگر اس نے اپنی قدرت سے حضرات انبیا علیہم السلام کے اجسام مقدسہ میں ایسی خصوصیات رکھی ہوں کہ غذا ان کے ابدان طیبہ سے تحلیل ہونے کے بعد نجس نہ ہو بلکہ جو فضلات ان کے ابدان میں پیدا ہوں وہ پاک ہوں تو کچھ

تعجب نہیں۔

اہل جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول وبراز کی ضرورت نہ ہوگی خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہو جائے گا اور بدن کے فضلات خوشبودار پسینے میں تحلیل ہو جائیں گے۔ جو خصوصیات کہ اہل جنت کے اجسام کو وہاں حاصل ہوں گی اگر حق تعالیٰ شانہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے پاک اجسام کو وہ خصوصیات دنیا ہی میں عطا کر دے تو بجا ہے۔ پھر جب کہ احادیث میں اس کے دلائل بکثرت موجود ہیں جیسا کہ اوپر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کے کلام میں گذر چکا تو انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو اپنے اوپر قیاس کر کے ان کی خصوصیات کا انکار کر دینا یا ان کے تسلیم کرنے میں تأمل کرنا صحیح نہیں۔

مولانا رومی لکھتے ہیں:

ایں خورد گردد پلیدی زو خدا

وآں خورد گردد ہمہ نور خدا

ماخوذ آپ کے مسائل اور ان کا حل 9 ص 126، تا 137

غیر مقلدین کا نجس اور غلیظ عقیدہ:

غیر مقلدین کے نزدیک نبی پاک ﷺ کا بول ناپاک اور نجس ہے بلکہ گمراہ کن خرافات پر مبنی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے اس مسئلہ کو گمراہ کن اور خرافات پر مبنی عقائد کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔ حالانکہ مذاہب ائمہ اربعہ کے فقہاء پاک مانتے ہیں اب شاہ صاحب کے پیشواؤں کی رائے ملاحظہ فرمائیں جن کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے۔

عبد اللہ روپڑی کی رائے:

سب سے پہلے عبد اللہ روپڑی کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔ جنہوں نے آپ

ﷺ کے فضلات کو ناپاک کہا ہے اس کے بعد غیر مقلدین کے دیگر پیشواؤں کی رائے ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے تمام جانوروں یا اکثر جانوروں کے فضلات کو پاک قرار دیا ہے۔

عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں:

اس روایت سے آپ ﷺ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ غلطی سے پیا گیا ہے۔ رہا آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا یہ علاج ہے بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ اس سے یہ رسول ﷺ کی خدمت کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے اس نجس چیز کو اس کے لیے شفاء بنا دیا بہر حال اس فعل کو طہارت کی دلیل بنانا غلط ہے۔

فتاویٰ اہل حدیث 1 ص 251

عبد اللہ روپڑی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے فضلات ناپاک اور نجس ہیں اب غیر مقلدین کے پیشواؤ ں کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائیں جس میں تمام جانور اور ان کے بول وبراز کو پاک اور طاہر لکھا ہے بطور دواد ارو ان کا کھانا جائز لکھا ہے۔ ان کے نزدیک انسانی منی (جو کہ غلیظ ترین ہے جس کے خروج سے غسل فرض ہو جاتا ہے) پاک ہے اور ایک قول کے مطابق کھانا بھی جائز ہے۔ اب چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

ماکول اللحم کا بول وبراز پاک ہے:

فتاوی ستاریہ میں لکھا ہے کہ ماکول اللحم یعنی وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے کا بول براز پاک ہے اور جس کپڑے میں لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ طبعی کراہت شیئ دیگر ہے اگر دھو لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ شرعاً کوئی قباحت نہیں خود رسول اللہ ﷺ مرابض الغنم یعنی بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے

تھے۔ نیز بطور ادویات کے استعمال درست ہے چنانچہ آپ نے چند اصحاب کو اونٹنیوں کا دودھ و پیشاب پینے کا حکم فرمایا ہے۔

فتاوی ستاریہ 1 ص63

دیگر چند حوالے:

1) تمام جانوروں کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے۔

بدور الاھلہ ص15

2) کتے کا جھوٹھا پاک ہے لیکن خود کتا اور اس کا گوشت وغیرہ پاک ہے۔

بدور الاھلہ ص16

3) خنزیر پاک ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔

بدور الاھلہ ص16

4) کتا، خنزیر، دم مسفوح، مردار، سب پاک ہے۔

عرف الجادی ص10، بدور الاھلہ ص15

5) نجاست خور جانوروں کا بول و براز پاک ہے۔

بدرو الاھلہ ص15

6) جانوروں اور بچوں کا پیشاب خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

بدور الاھلہ 19

7) حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

کنز الحقائق ص13

8) منی اور رطوبت فرج پاک ہے۔

کنز الحقائق ص16

9) اہل حدیث کے نزدیک منی پاک ہے۔

عرف الجادی ص10، فتاوی نذیریہ 1 ص335

10) کتے اور خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی منی پاک ہے۔ (فقہ محمدیہ ص41)

11) (مرد اور عورت) دونوں کی منی پاک ہے اور جب کہ منی پاک ہے تو آیا اس کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں یعنی ایک قول میں کھانا جائز ہے۔

فقہ محمدیہ ص41

12) خونِ حیض کے علاوہ تمام خون، منی، رطوبت فرج، خمر اور حلال جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں پاک ہیں۔

نزل الابرار 1 ص49

13) اہل حدیث کے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب پاک ہے۔

نزل الابرار ا ص49

اہل حدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ کتے کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

نزل الابرار 1 ص50

15) شیر کی چربی پاک ہے۔

فتاوی ثنائیہ 2 ص118

16) حلال جانوروں کے پیشاب کی حلت کا عقیدہ رکھیے۔

فتاوی ثنائیہ 2 ص67

ان حوالہ جات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک خنزیر کتا اور تمام جانوروں کا پیشاب و پاخانہ اسی طرح مرد، عورت کی منی اور خنزیر و کتے کے علاوہ تمام جانوروں کی منی پاک ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ ان تمام نجاسات کو تو غیر مقلدین پاک سمجھتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے فضلات کو ناپاک کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

الزام نمبر 8:

توہین حدیث اور دیوبندی:

مذہب کے خلاف حدیث مل جائے تو اس کو چھوڑ دینا مقلد پر فرض ہے۔

تقلید کی شرعی حیثیت تقی عثمانی ص87

مقلد کے لیے قرآن وسنت اجماع وقیاس دلیل نہیں بلکہ قول امام اس کی دلیل ہو جاتی ہے۔

ارشاد القاری مفتی رشید احمد ص417 ص288

ہر آیت یا حدیث نبوی جو ہمارے اماموں کے خلاف ہو گی وہ منسوخ یا قابل تاویل ہو گی۔

اصول کرخی، ص12

محمود الحسن صاحب رقمطراز ہیں کہ آپ ہم سے وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہیں ہم آپ سے وجوب اتباع محمدی ﷺ ووجوب اتباعِ قرآنی کی سند کے طالب ہیں۔

ادلہ کاملہ ص78

احناف کے نزدیک قرآن وسنت دلیل نہیں قابل تاویل ہے اور اقوال ائمہ ناقابل تاویل ہیں۔

مفتی رشید احمد صاحب ارشاد القاری ص288 پر لکھتے ہیں:

عبارت فقہیہ چونکہ ناقابل تاویل ہیں۔

(موازنہ کیجیے صفحہ 22۔23)

جواب:

شاہ صاحب نے لوگوں سے اصل حقائق چھپانے کے لیے وہ عبارات پیش کی ہیں جن کو پڑھ کر عوام الناس یہ سمجھیں کہ حنفیوں کے نزدیک قرآن وحدیث کوئی چیز نہیں اصل چیز ائمہ کی تقلید ہے حالانکہ حنفیوں کا یہ نظریہ نہیں ہے بلکہ احناف کا نظریہ یہ ہے کہ متبحر عالم اگر امام ابو حنیفہ یا ان کے کسی مقلد کی کوئی بات قرآن وحدیث کے خلاف سمجھے تو وہ قرآن وحدیث کو مقدم رکھے اور قرآن وحدیث کو ترجیح دے نہ کہ ائمہ کے اقوال کو۔ لیکن عوام الناس اور کم علم والوں کو اس کی قطعاً اجازت نہیں کہ وہ بغیر کسی عالم کی تحقیق کے اپنی مرضی سے ائمہ کے اقوال کو چھوڑ دے اس کے لیے ائمہ کی تقلید ضروری ہے۔ اس موضوع پر چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی رائے:

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب تقلید کی شرعی حیثیت میں ص85 تا 144 پر اس موضوع پر کافی وشافی بحث فرمائی ہے۔ اس میں سے دو مقام ملاحظہ فرمائیں تا کہ شاہ صاحب کی کذب بیانی سے بچ کے صراط مستقیم پر چلنے میں آسانی ہو۔

مفتی تقی عثمانی ص104 پر لکھتے ہیں:

بہر حال علماء اصول کی مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں ایک متبحر عالم اگر کسی مسئلے کے تمام پہلوؤں اور ان کے دلائل کا احاطہ کرنے کے بعد کم از کم اس مسئلہ میں اجتہاد کے درجہ تک پہنچ گیا ہو (خواہ پوری شریعت میں مجتہد نہ ہو) تو وہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرے امام مجتہد کا مسلک فلاں حدیث کے خلاف ہے ایسے موقع پر اس کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ امام کے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب وسنت کے ہے ترک کرنا ہر مؤمن کو لازم ہے۔ اور کوئی بعد وضوح اس امر کے اس کا منکر نہیں مگر عوام کو یہ تحقیق کیونکر ہو سکتی ہے۔

سبیل الرشاد از حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالی ص31 مطبوعہ دہلی، تقلید کی شرعی حیثیت ص104

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی کی رائے:

مفتی تقی عثمانی صاحب مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اور اس جانب مرجوح میں گنجائش عمل نہیں بلکہ ترک واجب یا ارتکاب امر ناجائز لازم آتا ہے۔ اور بجز قیاس کے اس پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی اور جانب راجح میں حدیث صریح موجود ہے۔ اس وقت بلاتردد حدیث پر عمل کرنا واجب ہو گا۔ اور اس مسئلے میں کسی طرح تقلید جائز نہ ہو گی۔ کیونکہ اصل دین قرآن وحدیث ہیں اور تقلید سے بھی یہی مقصود ہے کہ قرآن وحدیث پر سہولت وسلامتی سے عمل ہو جب (کسی مسئلہ میں) دونوں میں موافقت نہ رہی تو قرآن وحدیث پر عمل ہو گا ایسی حالت میں اسی پر جمے رہنا ہی وہ تقلید ہے جس کی مذمت قرآن وحدیث اور اقوال علماء میں آتی ہے۔

تقلید کی شرعی حیثیت ص105، 106

مفتی تقی عثمانی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

بہر حال مذکورہ بالا شرائط اور تفصیلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک متبحر عالم کسی خاص مسئلے میں اپنے ان امام کے قول کو صحیح وصریح حدیث کی بنیاد پر ترک کر سکتا ہے۔ لیکن اس طرح جزوی طور پر امام سے اختلاف کرنے کے باوجود مجموعی طور پر

اسے مقلد ہی کہا اور سمجھا جاتا ہے۔

چنانچہ بہت سے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے اسی بنا پر امام بو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے قول کو ترک کر کے دوسرے ائمہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔

1) مثلاً انگور کی شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیا کو اتنا کم پینا جس سے نشہ نہ ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لیے جائز ہے لیکن فقہاء حنفیہ نے اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے قول کو چھوڑ کر جمہور کا قول اختیار کیا ہے۔

2) اسی طرح مزارعت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ناجائز ہے۔ لیکن فقہاء حنفیہ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالی کے مسلک کو چھوڑ کر متناسب حصہ پیداوار کی مزارعت کو جائز قرار دیا ہے۔

یہ مثالیں تو ان مسائل کی ہیں جن پر تمام متاخرین فقہاء حنفیہ رحمہ اللہ تعالی امام صاحب کے قول کو ترک کرنے پر متفق ہو گئے اور ایسی مثالیں تو بہت سی ہیں جن میں بعض فقہاء نے انفرادی طور پر کسی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے قول کی مخالفت کی ہے۔

تقلید کی شرعی حیثیت ص107، 108

مذکورہ بالا حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ شاہ صاحب کا علماء دیوبند پر توہین حدیث کا الزام بے بنیاد اور غلط ہے۔

خود غلط، املا غلط، انشاء غلط
دیکھیے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط

شاہ صاحب کے گھر کا حوالہ:

اب تک جتنے بھی حوالے نقل کیے گئے ہیں ان کی نسبت مقلدین کے علماء

کی طرف ہے۔ اب غیر مقلدین کے عالم کی رائے ملاحظہ فرمائیں اور شاہ صاحب خود بھی دھوکہ سے نکل جائیں اور عوام الناس کو گمراہ نہ کریں۔

مشہور و معروف غیر مقلد مولوی محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ "شامی" میں ہے:

اذا صح الحدیث و کان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلك مذھبه ولا یخرج مقلدہ عن کونه حنیفا بالعمل به فقد صح عنه انه قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقد حکی ذلك ابن عبدالبر عن ابی حنیفة وغیرہ من الائمه۔

یعنی جب کسی مقلد کو صحیح حدیث مل جائے اور وہ اس کے مذہب کے خلاف تو اسے چاہیے کہ حدیث پر عمل کرے اور اسی کو اپنا مذہب سمجھے کوئی حنفی مذہب مقلد ایسا کرنے سے حنفی اور مقلد ہونے سے خارج نہیں ہو جائے گا۔ اس لیے کہ حضرت امام صاحب کا یہ قول حجت سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے فرمایا جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے اور یہی قول دوسرے اماموں کا بھی ہے۔

طریق محمدی ص 183

نوٹ: یہ صرف متبحر عالم کے لیے ہے نہ کہ عوام الناس اور کم علم حضرات کے لیے تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

اما یسوغ له التقلید فھو العامی الذی لایعرف طرق الاحکام الشرعیة فیجوز له ان یقلدعالمایعمل بقوله...ولانه لیس من اھل الاجتھاد فکان فرضه التقلید کتقلید الاعمی فی القبلة فانه لمالم یکن معه الة الاجتھاد فی القبلة کان علیه تقلید البصیر فیھا۔

الفقہ والمتفقہ صفحہ 68

ترجمہ: رہی یہ بات کہ تقلید کس کے لیے جائز ہے؟ سو وہ عامی ہے جو احکام

شرعیہ کے طریقوں سے واقف نہیں یعنی مجتہد نہیں لہٰذا اس کے لیے یہ ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے اور اس کے قول پر عمل پیرا ہو... آگے قرآن وحدیث سے اس کے دلائل بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں نیز اس لیے کہ وہ (عامی) اجتہاد کا اہل نہیں ہے لہذا اس کا فرض یہ ہے کہ وہ بالکل اس طرح تقلید کرے جیسے ایک نابینا قبلے میں کسی آنکھ والے کی تقلید کرتا ہے اس لیے کہ جب اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جس سے وہ اپنی ذاتی کوشش کے ذریعے قبلہ کا رخ معلوم کر سکے تو اس پر واجب ہے کہ کسی آنکھ والے کی تقلید کرے۔

غیر مقلدین کی قرآن وسنت سے بغاوت:

غیر مقلدین اگرچہ قرآن وحدیث کا دعوی کرتے ہیں لیکن حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جو بھی ان کے چنگل میں پھنس جاتا ہے وہ قرآن وحدیث پر عمل کے قابل نہیں رہتا۔ پھر وہ اندھا اور بہرہ ہو کر اپنی خواہشات پر چلتا ہے خواہ اس کی خواہش قرآن وحدیث کے مطابق ہو یا نہ ہو۔

بہت سارے مسائل ایسے ہیں جو قرآن وحدیث سے صراحتا ثابت ہیں لیکن غیر مقلدین چونکہ خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں اور ضعیف سے ضعیف حدیث کا سہارا لے کر اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث کا اس طرح انکار کرتے ہیں کہ یہ بخاری کی حدیث نہیں ہے۔ اپنے غلط مذہب کے لیے اگر غیر مقلدین کو احادیث میں تاویل بھی کرنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک بغیر طہارت قرآن چھونا جائز ہے:

قرآن کس حالت میں چھونا چاہیے اور کس حالت میں نہیں اس بارے میں قرآن وحدیث کا صریح حکم موجود ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ لا یمسه

الا المطھرون یعنی قرآن نہیں چھوتے مگر پاک لوگ اور اس طرح بے شمار احادیث قرآن کو طہارت کی حالت میں چھونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے دو احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

مستدرک حاکم اور دار قطنی میں ہے:

عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ لما بعثه والیا الی الیمن قال لا تمس القرآن الا وانت طاهر

مستدرک حاکم 3 ص 485، دار قطنی 1 ص 122

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے جب انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ تم قرآن کو نہ چھونا مگر اس حالت میں کہ تم پاک ہو۔

عن عبداللہ بن ابی بکر بن حزم ان فی الکتاب الذی کتبه رسول اللہ ﷺ لعمرو بن حزم ان لا یمس القرآن الا طاهر

مؤطا امام مالک ص 185

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں یہ بات تھی کہ قرآن کو پاک آدمی کے سوا کوئی نہ چھوئے۔

علامہ وحید الزمان کی رائے:

غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان لکھتا ہے:

وقیل لا یشترط الطهارة لمس المصحف وجزم به الشوکانی وغیرہ من اصحابنا۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ قرآن چھونے کے لیے طہارت شرط نہیں اس پر

ہمارے اصحاب میں سے شوکانی نے جزم کیا ہے۔

نزل الابرار 1ص9

نواب نور الحسن کی رائے:

نواب نور الحسن لکھتے ہیں:

اگرچہ محدث را مس مصحف جائز باشد

ترجمہ: اگرچہ بے وضو شخص کے لیے قرآن کو چھونا (ہاتھ لگانا) جائز ہے۔

عرف الجادی ص15

اکابر غیر مقلدین کی رائے سامنے آنے کے بعد اب ہم قرآن وحدیث کو ترجیح دیں یا ان حضرات کے اقوال کو جو قرآن وحدیث کے محض نام لیوا ہیں؟

غیر مقلدین کے ہاں نماز کے لیے بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں

نماز کے لیے کپڑوں اور بدن کی پاکی شرط ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ وثیابك فطهر یعنی اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ اس آیت میں مطلق کپڑوں کی پاکی کا ذکر ہے یعنی ہر حالت میں اپنے کپڑے پاک رکھیے جب عام حالت میں کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے تو کیا نماز کے لیے ضروری نہیں؟ اسی طرح کپڑوں اور بدن کی پاکی کے بارے میں حدیث میں صراحت آئی ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها انها قالت قالت فاطمة بنت ابی حبیش لرسول اللهﷺ یا رسول الله انی لااطهرا فادع الصلوة فقال رسول اللهﷺ انماذلك عرق ولیس بالحیضةفاذا اقبلت الحیضةفاترکی الصلوة فاذا ذهب قدرها فاغسلی عنك الدم وصلی

بخاری 1ص404

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ میں پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز پڑھنی چھوڑ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رگ سے نکلنے والا خون ہے حیض نہیں ہے اس لیے جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دے اور جب اندازہ کے مطابق وہ ایام گذر جائیں تو خون کو دھولے اور نماز پڑھ لے۔

قرآن کی آیت میں صراحتاً کپڑوں کی پاکی ذکر ہے اور حدیث میں بدن کی پاکی ذکر ہے لیکن غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ بدن پر نجاست لگی ہوئی ہو اور کپڑے ناپاک ہوں تو نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں آپ غیر مقلدین کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیں جس میں مذکور ہے کہ کپڑوں کی نجاست میں کوئی حرج نہیں۔

نواب صدیق حسن کی رائے:

نواب صدیق حسن لکھتا ہے:

فمن صلی ملابسا لنجاسة عامدا فقد اخل بواجب وصلاته صحیحة۔

الروضۃ الندیہ 1 ص80

ترجمہ: جس شخص نے جان بوجھ کر نجاست لگے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھی اس نے واجب میں خلل ڈالا البتہ نماز اس کی صحیح ہے۔

یہی نواب صدیق حسن اپنی کتاب بدور الاھلہ میں لکھتا ہے:

وطہارت محمول وملبوس راشرط صحت نماز گردانیدن کماینبغی نیست۔

بدور الاھلہ ص39

نماز کے صحیح ہونے کے لیے اٹھائی ہوئی چیز اور پہنے ہوئے کپڑوں کے پاک ہونے کو شرط قرار دینا مناسب نہیں۔

نواب نور الحسن کی رائے:

نواب نور الحسن لکھتا ہے:

یا در جامہ ناپاک نماز گزارد و نمازش صحیح است۔

عرف الجادی ص 22

یعنی جس نے ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

قرآن و حدیث تو ہمیں نماز کے لیے اور عمومی حالت میں پاکی کا حکم دے رہا ہے لیکن غیر مقلدین کے اکابر ان کو کہہ رہے ہیں کہ ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

غیر مقلدین کے ہاں عورت کی نماز ستر ڈھانپے بغیر بھی ہو جاتی ہے:

عورت کے لیے نماز میں ستر ڈھانپنے کا حکم قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن غیر مقلدین کے نزدیک ستر ڈھانپنا ضروری نہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد

یعنی اے بنی آدم تم نماز کے وقت اپنی آرائش لے لو۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ لا تقبل صلوۃ الحائض الا بخمار۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوان عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔

ترمذی ا ص 86، ابوداؤد ا ص 94

قرآن و حدیث کے بعد غیر مقلدین کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

وآنکہ نماز زن اگرچہ تنہا یا باذن یا شوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلم است۔

بدور الاھلہ ص39

ترجمہ: رہی یہ بات کہ عورت کی نماز اگرچہ تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو شوہر یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو تو پورے ستر کے ڈھانپے بغیر نماز نہیں ہوتی تو یہ بات تسلیم نہیں۔

غیر مقلدین کے یہ صرف چند حوالے ذکر کیے گئے ہیں ورنہ یہ حضرات ہر معاملے میں صرف اپنی خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں نہ کہ قرآن وحدیث کو اب فیصلہ عوام الناس کو کرنا ہے کہ یہ حضرات غیر مقلدین قرآن وسنت کے باغی ہیں یا نہیں؟

آج کا اہل حدیث، اہل حدیث نہیں:

حقیقت بات یہی ہے کہ آج جو حضرات اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں ان کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا تعلق اپنی خواہشات نفسانیہ سے ہے یہ حضرات نفسانی خواہشات کو پورا کرتے ہیں نہ کہ قرآن وحدیث کے حکم کو چنانچہ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

غیر مقلدین کے مناظر پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری صاحب ہر اہل حدیث کے نام خط میں لکھتے ہیں:

آج کا اہل حدیث اہل حدیث نہیں ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمِنوا (نساء) یعنی اے ایمان کا دعوی کرنے والو اپنے ایمان کو اپنے دعوے کے مطابق درست کرو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر صحیح طریقے سے ایمان لاؤ۔ جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے اے رسمی اور نام

کے اہلحدیثو! صحیح معنوں میں اہل حدیث بنو۔ حدیث کے مطابق اپنے عمل اور کردار کو درست کرو۔ اپنی پوری زندگی میں اہلحدیث کے نام کو نافذ کرو یہ نہ ہو کہ کوئی عمل حدیث کے مطابق کرو اور کوئی خلاف۔

کیا کوئی اپنے مقدمات انگریز کی عدالت میں لے جا کر اہلحدیث بن سکتا ہے؟ اہل حدیث حضرات جب قرآن و سنت کا دعوی کرتے ہیں تو اپنے مقدمات انگریز کی عدالت میں کیوں لے جاتے ہیں؟

حافظ عبد اللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں:

اب جو اہلحدیث اپنے مقدمات کو انگریزی عدالتوں میں لے جاتا ہے وہ کیسے اہل حدیث رہ سکتا ہے؟ وہ اہل حدیث اہلحدیث نہیں جو کفر کی عدالتوں کا رخ کرے اور وہ جماعت اہل حدیث کی جماعت نہیں جو قاضی مقرر کر کے اہل حدیث کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کا انتظام نہ کرے اہل حدیثوں نے بہت سی جماعتیں بنائیں اور وہ اپنے مفاد اور اقتدار کی خاطر خوب گھتم گتھا ہوئیں لیکن کسی نے قرآن کے اس حکم کو پورا نہیں کیا جیسے وہ اہل حدیث مجرم ہیں جنہوں نے اپنے اپنے کے تحت جماعتیں تو بنائیں لیکن ان جماعتوں میں قرآن و حدیث کا نفاذ نہیں کیا۔

رسائل بہاول پوری ص585

اہل حدیث قرآن و حدیث پر جمع نہیں ہوتے:

گذشتہ عبارت سے ثابت ہو چکا کہ غیر مقلدین اپنے مسائل انگریزوں کی عدالت میں لے جاتے ہیں کیا انگریز کی عدالت میں مقدمات لے جانے والا اپنے آپ کو اہل حدیث کہہ سکتا ہے؟ اس بارے میں غیر مقلدین کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

حافظ عبد اللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں:

اہل حدیثو! آخر تم قرآن وحدیث پر جمع کیوں نہیں ہوتے؟ قرآن

وحدیث کو اپنا حکم کیوں نہیں مانتے ؟کیا تم اہل حدیث نہیں یا تمہارے پاس قرآن وحدیث نہیں ؟ تم کیوں کفر کی سیاست اپناتے ہو کیوں کفر کی عدالتوں میں جا کر اپنا ایمان کھوتے ہو؟

اہل حدیثو !تم قرآن وحدیث کو اپنا حکم بناؤ قرآن وحدیث کی عدالتیں بناؤ ان میں اپنے مقدمات کے فیصلے کرواؤ تا کہ تم کم از کم مسلمان تو رہ جاؤ۔ اہل حدیثو !اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ قرآن وحدیث کی طرف رخ کرو پیٹھ نہ کرو قرآن وحدیث پر متحد ہو کر ان کو اپنا حکم بناؤ۔

رسائل بہاولپوری ص600،601

اہل حدیث قرآن وحدیث سے مخلص نہیں:

اہل حدیث اگرچہ قرآن وحدیث کا دعوی کرتے ہیں کیا وہ اپنے اس دعوی میں مخلص ہیں ؟اس بارے میں غیر مقلدین کے عالم کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

حافظ عبد اللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں:

یہی حال اہل حدیث کا ہے دعوی اہل حدیث کا کرتے ہیں نام قرآن وحدیث کا لیتے ہیں لیکن سیاست جمہوری لڑاتے ہیں اور آپس میں وہ رسہ کشی کرتے ہیں کہ اہل حدیث تباہ ہوتے جارہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی سیاسی پارٹیوں کی طرح اپنے اقتدار کے پیچھے لگے ہوئے ہیں قرآن وحدیث سے بھی مخلص نہیں پہلے اہل حدیث کا ایک کامل پلیٹ فارم قرآن وحدیث تھا اب ان کے کئی سیاسی پلیٹ فارم ہیں کوئی کچھ کوئی کچھ۔

آج کل اہل حدیث سیاسی زیادہ ہیں دینی کم ان کے جنازے سیاسی ان کی افطاریاں سیاسی ان کے خطبے سیاسی ان کے جمعے سیاسی ان کے جلوس سیاسی غرض یہ کہ آج جمہوری اہل حدیثوں کا مذہب سیاست میں گم ہو کر رہ گیا۔

رسائل بہاول پوری ص599

الزام نمبر 9:

دیوبندیوں بریلویوں میں اختلاف نہیں خاص کر عقائد میں اس کا اظہار یوسف لدھیانوی سے سنیے:

دیوبندی بریلوی اختلاف میرے علم میں نہیں اس لیے کہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے ٹھیٹھ مقلد ہیں عقائد میں دونوں فریق امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی اور امام ابو منصور ماتریدی کو امام و مقتداء مانتے ہیں الغرض یہ دونوں فریق اہل السنت والجماعت کے تمام اصول و فروع میں متفق ہیں۔

اختلاف امت صراط مستقیم ص37

نوٹ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے عقیدے میں بغاوت کیوں کی ہے؟ ظاہر ہے یا تو امام صاحب کے عقائد درست نہیں یا پھر دیوبندیوں کے درست نہیں۔

(موازنہ کیجئے صفحہ 23)

جواب:

شاہ صاحب نے یہاں بھی کذب بیانی سے کام لیا ہے اور لکھا ہے کہ مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دیوبندی اور بریلوی عقائد میں کوئی فرق نہیں حالانکہ اسی کتاب کا ص37 تا 127 اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں اختلاف موجود ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب (آپ کے مسائل اور ان کا حل 10 ص219 تا 225) میں دار العلوم دیوبند و مظاہر العلوم سہارنپور کا ایک فتوی نقل کیا ہے جس میں واضح الفاظ میں موجو ہے کہ دیوبندی

بریلوی اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی ہے۔

دیوبندی بریلوی اختلاف مولانا یوسف لدھیانوی شہید کی نظر میں:

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

الجواب ومن اللہ التوفیق حامدا ومصلیا ومسلما امابعد دوسری جماعت کا خیال صحیح ہے کہ دیوبندیوں بریلوں سے اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور اعتقادی بھی ہے۔

اور پہلی جماعت کا خیال صحیح نہیں ہے کہ فریقین کے درمیان فروعی اختلاف ہے اور دونوں فریق اہل السنت والجماعت میں سے ہیں اور مسلک حنفی پر قائم ہیں نیز اشاعر وماتریدیہ کے بیان کردہ عقائد پر قائم ہیں بیعت وارشاد میں بھی دونوں فریق صحیح طریقہ پر موجود ہیں کیونکہ بریلویوں (رضاخانیوں)نے اہل السنت والجماعت کے عقائد میں بھی اضافہ کیا ہے اور ایسے ہی (بعض) فروعی مسائل کو بھی دین کا جز بنایا ہے جن کی فقہ حنفی میں واقعی کوئی اصل نہیں ہے مثلاً چار اصول اور بنیادی عقائد بڑھائے ہیں۔

(1) نوروبشر کا مسئلہ (2)علم غیب کا مسئلہ (3)حاضر ناظر کا مسئلہ (4) مختار کل ہونے کا مسئلہ (5)اور فروعی مسائل میں غیر اللہ کو پکارنا(6)قبروں پر سجدہ کرنا (7)قبروں کا طواف کرنا (8)غیر اللہ کی منتیں ماننا (9)قبروں پر چڑھاوے چڑھانا (10)میلاد مروجہ اور تعزیہ وغیرہ۔ سینکڑوں باتیں ان کی ایجاد ہیں ۔ جو صریح بدعات ہیں۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل 10 ص220 مولانا یوسف لدھیانوی شہید

عقائد میں بریلوی اشاعری وماتریدی نہیں:

حضرت مولانا محمد یوسف شہید رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

لفظ اہل السنت والجماعت کا اطلاق حضرات اشاعرہ وماتریدیہ پر ہوتا ہے احمد رضا خان بریلوی اور ان کی جماعت کا ان دونوں جماعتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ احمد رضا خان جو رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب کلی مانتے ہیں یا یوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سارے اختیارات سپرد کر دیے گئے تھے۔ یہ دونوں باتیں اشاعرہ وماتریدیہ کے یہاں کہیں بھی نہیں نہ کتب عقائد میں کسی نے نقل کی ہیں اور نہ ان کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر ہے۔ یہ دونوں باتیں قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہیں یہ سب بریلویوں کی اپنی ایجادیں ہیں اگر کوئی شخص بریلوی فرقہ کو اہل السنت والجماعت میں شمار کرتا ہے تو یہ اس کی صریح گمراہی ہے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل ص224، 225

نوٹ: یہ کتاب یعنی آپ کے مسائل اور ان کا حل حضرت لدھیانوی شہید کی آخری کتاب ہے۔

دیوبندی بریلوی اختلاف اکابر غیر مقلدین کی نظر میں:

شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ دیوبندی اور بریلوی ایک ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں حالانکہ اس حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ غیر مقلدین کے اکابر کا بھی یہی نظریہ ہے۔

پروفیسر محمد مبارک غیر مقلد لکھتا ہے:

مولانا عبد الوھاب صدری نے اپنی جماعت کا نام غرباء اہل حدیث رکھا اس کے بعد آج یہ دعوی کرنا کہ اہل حدیث اور غرباء اہل حدیث ایک جماعت ہے در اصل مغالطہ دینے کے برابر ہے کیونکہ جب دو اسم ہوں تو دونوں علیحدہ علیحدہ جماعت یا

شخصیات ذہن میں آتی ہیں مثال کے طور پر احناف دو جماعتوں میں تقسیم ہیں بریلوی اور دیوبندی ان کو کوئی بھی ایک جماعت تسلیم نہیں کرتا۔

آئینہ غرباء اہلحدیث ص13، 14

اشاعرہ، ماتریدیہ، امام ابو حنیفہ اور علماء دیوبند کے عقائد ایک ہیں:

شاہ صاحب نے آخر میں نوٹ لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے امام ابوحنفیہ رحمہ اللہ تعالی اشاعرہ ماتریدیہ اور علماء دیوبند میں اختلاف ہے حالانکہ کوئی اختلاف نہیں ان سب کے وہی عقائد ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔

سوال: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ قرآن وحدیث کے عقائد ہیں تو پھر یہ ان حضرات کی طرف کیوں منسوب ہوتے ہیں ؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب بخاری شریف کی تمام احادیث نبی کریم ﷺ کی احادیث ہیں تو یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ یہ بخاری کی حدیث ہے۔

جس طرح امام بخاری نے نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کو محنت و کوشش سے جمع کر کے ایک کتاب کی شکل دی۔ اسی طرح امام خواجہ ابو الحسن اسماعیل بن علی الاشعری رحمہ اللہ تعالی اور امام ابو منصور ماتریدی نے اہل السنت والجماعت کے عقائد کو قرآن وحدیث سے استنباط کیا اور ان عقائد پر ہونے والے اعتراضات کے دندان شکن جواب دیے اور مخالفین کے رد میں مختلف کتابیں تصنیف کیں۔ اب اگر بخاری کی حدیث کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے تو امام خواجہ ابو الحسن اسماعیل بن الاشعری رحمہ اللہ تعالی اور امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالی کے قرآن وحدیث سے استنباط کردہ عقائد کو قرآن و حدیث کے عقائد کیوں نہیں کہا جاسکتا؟

اس موضوع پر علماء غیر مقلدین ہماری تائید کرتے ہیں کہ علماء دیوبند کے

عقائد قرآن وحدیث سے مستنبط ہیں۔ چنانچہ علماء غیر مقلدین کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔
مشہور و معروف غیر مقلد عالم ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں:

اہل السنت ایک اور اس مقابلے میں اس قدر فرقے پیدا ہو گئے اور ابھی بس نہیں ہو گئی تھی۔ سب کی بناء عقلی شبہات پر تھی اور اہل السنت ہیں کہ ان کے علوم کی طرف کان نہیں دھرتے۔ ائمہ اہل السنت یعنی امام مالک، امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ وغیرہم نے جو کچھ صحیح روایتوں سے لکھا۔ لیکن چونکہ وہ سب کچھ نقلی یعنی نبی سے صحابہ کی طرف، صحابہ سے تابعین کی طرف اسی طرح یکے بعد دیگرے کی طرف منقول ہوا تھا اس لیے اس سے مریضان عقلی یعنی عقلی دلائل ماننے والوں کی تسلی نہیں ہو سکتی تھی آخر خدا ذوالجلال کو ایک نیا انقلاب منظور ہوا۔ اور ان سے بھی اس عقلی طریق سے کام لینے کا وقت آ پہنچا تو خواجہ ابو الحسن علی الاشعری رحمہ اللہ تعالی جو دو واسطوں سے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ صحابی کی اولاد سے تھے اپنے استاد ابو علی جبائی معتزلی سے مختلف ہو کر طریق سنت پر آ گئے۔

[مولانا سیالکوٹی کی یہ بات درست نہیں ہے۔ گھمن]

چونکہ انہوں نے علوم عقلیہ میں تربیت پائی تھی اور مخالفین کے جواب میں بڑے ماہر تھے اس لیے انہوں نے اہل السنت کے عقائد کو دلائل عقلیہ سے بیان کرنا چاہا اور بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں جن کی تعداد پچیس (25) تک پہنچتی ہے۔ اشعری طریق کی بنیاد نصوص یعنی قرآن وحدیث پر ہے چنانچہ خود خواجہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی نے اپنی ایک کتاب "الابانہ" میں تصریح فرمائی ہے کہ ہم خدائے تعالی عزوجل کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے اور نیز اس سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمہم اللہ اور ائمہ حدیث سے مروی ہے تمسک کرتے ہیں۔ (تاریخ اہل حدیث ص104،105)

سیالکوٹی صاحب اسی کتاب میں خواجہ ابو منصور محمد بن محمود کے بارے میں لکھتے ہیں:

خواجہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی کے زمانے ہی میں بمقام ماتریدیہ جو سمر قند کا ایک محلہ یا اس کے متصل ایک موضع تھا امام ابو منصور محمد بن محمود پیدا ہوئے یہ دو واسطوں سے قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے شاگرد تھے انہوں نے قاضی ابو بکر احمد جوز جانی سے علم فقہ حاصل کیا تھا جنہوں نے ابو سلیمان جوز جانی رحمہ اللہ تعالی سے پڑھا تھا اور انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالی نے بھی خواجہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی کی طرح معتزلہ، قرامطہ اور روافض کے رد میں کتابیں لکھیں عقائد کی بنا منصوص یعنی قرآن وحدیث پر رکھی لیکن طریق بیان اور صورت استدلال عقلی میں بعض مسائل میں خواجہ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی سے اختلاف کیا لہٰذا ان کا طریق الگ قرار پایا اور ماتریدی کے نام سے موسوم ہوا۔

تاریخ اہل حدیث، ص110

اہل السنت کے فرقوں کے اختلاف فروعی ہیں:

اہل السنت کے جتنے بھی فرقے ہیں چاہے ان کا تعلق فقہ حنفی سے ہو یا فقہ شافعی سے یا مالکی اور حنبلی سے ان کا آپس میں اصولی کوئی اختلاف نہیں بلکہ تمام کے تمام اختلاف فروعی ہیں اس بارے میں غیر مقلدین کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کے مشہور و معروف عالم حافظ محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

شیعہ اور سنی میں اختلاف اصولی ہیں اور اہل السنت کے فرقوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے (خواہ وہ اعتقادی ہو جیسے اشعریہ اور ماتریدیہ میں) خواہ فقہی ہو جیسے اہل تخریج اور اہل حدیث اور اہل ظاہر میں ہے یا یوں کہیے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہل حدیث میں یا اہل قیاس اور اہل ظواہر) آج کل عمل بالحدیث اور تقلید کا

اختلاف بھی فرعی ہے۔

خیر الکلام فی وجوب فاتحہ خلف الامام ص16، 17

اہل حدیث بھی فروعاً ماتریدی یا اشعری ہیں اور عقائد میں درس نظامی کے اندر ان کی اپنی کوئی کتاب نہیں۔ بعض عقائد میں اگرچہ غیر مقلدین ہماری مخالفت کرتے ہیں لیکن یہ مخالفت یا تو نفس کی خواہش کی وجہ سے ہے یا ضد وعناد کی وجہ سے ہے۔ یہ اپنے مدارس میں وہ کتابیں پڑھاتے ہیں جو ہمارے مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں غیر مقلدین کے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کی مشہور کتاب ""فتاویٰ ستاریہ " میں لکھا ہوا ہے:

علی ہذا اہل حدیث بھی دو ہی قسم کے ہیں۔ ایک خالص اصولاً و فروعاً اور ایک فروعاً اہل حدیث اصولاً غیر اہل حدیث یعنی ماتریدی یا اشعری اور یہ دونوں مذہب بھی عوام وخواص میں اہل السنت وناجی لقب پانے کے مستحق قرار دیئے گئے اور اسی کو نظامی نے اپنے نظم میں منظم کرایا ہے۔ یہی درس نظامی حنفی و اہل حدیث کے عمار فضیلت کے ذمہ دار ہیں مدارس اہل حدیث میں خالص اہل حدیث کی کوئی چھوٹی، بڑی کتاب درس میں رکھی ہی نہیں گئی تھی اور نہ ہی اب ہے وہی درس نظامی اور عقائد نسفی وغیرہ اور ظاہر ہے جیسا تخم ریزی کیا جائے گا اسی قسم کا پھل حاصل ہو گا۔ کیکر بو کر آم کس نے حاصل کیا۔

فتاویٰ ستاریہ 3ص24

اکابر غیر مقلدین کی اصل عقائد سے دوری:

شاہ صاحب نے اپنے اس مختصر کتابچے میں علماء دیوبند کے عقائد پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی ہے جب کہ ان کے اکابر کا کہنا ہے کہ بڑے بڑے علماء اہل حدیث اصل عقائد سے بے بہرہ ہیں۔ ان کے اپنے اکابر کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ فتاوی ستاریہ میں ہے کہ بہر صورت جب بڑے علماء ہی اصل عقائد اہل حدیث سے بے بہرہ ہیں برانہ مانیں تو پھر عوام میں وہ صحیح عقائد کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں ؟

صاحب فتاوی ستاریہ کا علماء اہل حدیث کو چیلنج:

میں اپنے ہم عصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر کے انصافاً بتادیں کہ آپ لوگ اشعری اور ماتریدی کے عقائد کے پابند نہیں پھر تمہیں اپنے کو اہل حدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

فتاوی ستاریہ 3ص26

خلاصہ: اکابر غیر مقلدین کی ان عبارتوں سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

1) اشعریہ وماتریدیہ کے وہی عقائد ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔

2) اشاعرہ وماتریدیہ یہ خدائے عزوجل کی طرف سے انقلاب ہے۔

3) علماء اہل السنت والجماعت کے یہی عقائد ہیں۔

4) اہل السنت کے تمام اختلافات حتیٰ کہ مسئلہ تقلید بھی فرعی مسئلہ ہے۔

5) اہل حدیث فقہی مذہب ہے جیسا کہ حافظ محمد گوندلوی کی رائے ہے۔ نزل الابرار، کنز الحقائق وغیرہ ان کی فقہی کتابیں ہیں۔

6) اہل حدیث بھی اشعری وماتریدی وغیرہ ہیں۔

7) عقائد میں ان کی اپنی کوئی کتاب نہیں ان کے مدارس میں حنفی عقائد کی کتابیں مثلاً ''عقائد نسفی'' وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔

8) بڑے بڑے علماء اہل حدیث کو اپنے عقائد معلوم نہیں۔

9) غیر مقلدین خالص اہل حدیث نہیں ہیں۔

10) علماء اہل حدیث اور عوام دونوں کے عقائد صحیح نہیں۔ تلك عشرة كاملة

غیر مقلدین کے گمراہ کن عقائد

1- نبی کریم ﷺ کے تمام افعال واقوال تشریعی نہیں:

مشہور غیر مقلد ابو عبد اللہ قصوری صاحب لکھتے ہیں:

سب افعال واقوال آنحضرت ﷺ کے تشریعی اور محمود نہیں اور عصمت مطلقہ آپ ﷺ کے واسطے ثابت نہیں ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی بعض خطاؤں پر اعتراضات نہ کرتے۔

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالھام ص24، 25

2-انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں:

غیر مقلد عالم حسین خان لکھتے ہیں:

انبیا علیہم السلام سے احکامِ دینی میں بھول چوک ہو سکتی ہے۔

رد التقلید بکتاب المجید ص13

نوٹ: اس کتاب پر مولوی نذیر حسین دہلوی اور جناب شریف حسین دہلوی وغیرہ اکابر غیر مقلدین کے دستخط اور مہریں موجود ہیں۔

بحوالہ جامع الشواہد ص14

3-رام چندر اور لچھمن بھی نبی ہیں:

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

ولهذا ماينبغى لنا ان نجحد نبوة الانبيا الاخرين الذين لم يذكرهم الله سبحانه فى كتابه وعرفه بالتواتر من قوم ولو كفارانهم كانوا انبياء صلحاء كرام چندر ولچهمن و كشن جى بين الهنود وذراتشت بين الفرس و كنفيسوس وبدها بين اهل الصين وجابان وسقراط وفيثا غورث

بین اھل الیونان بل یجب علینا ان نقول آمنا بجمیع الانبیاء لانفرق بین احدھم ونحن له مسلمون۔

ہدیۃ المہدی 1 ص85

ترجمہ: ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نہیں کیا اور کافروں میں تواتر کے ساتھ وہ معروف ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نیک انبیاء تھے جیسے رام چندر، لچھمن اور کرشن جی جو ہندؤوں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہے اور کنفیوسش اور مہاتما بدھ جو چین اور جاپان میں ہیں اور سقراط اور فیثا غورث جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ہم یوں کہیں ہم ان تمام انبیاء ورسل پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم سب کے فرمانبردار ہیں۔

4- نبی اور ولی بیک وقت زمین وآسمان کی باتیں سن سکتے ہیں:

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

اما لوظن احد بان سماع النبی او سماع علی او سماع احد من الاولیاء او سع من سماع عامة الناس بحیث یشمل سائر اقطار الاقلیم اوسائر اقطار الامن فھذا لایکون شرکا

ہدیۃ المھدی صفحہ 25

ترجمہ: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ نبی، علی یا اور کوئی اللہ کا ولی عام لوگوں سے زیادہ سن سکتا ہے حتیٰ کہ تمام دنیا اور زمین کے کناروں دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں تو یہ شرک نہیں۔

5- یارسول اللہ، یا علی اور یا غوث پکارنا شرک نہیں:

وبھذا ظھر ان ماتقوله العامة یارسول الله او یا علی او یا غوث

فبمجرد النداء لانحکم بشرکھم

ہدیۃ المہدی 24

ترجمہ: اور اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عام لوگ جو یارسول اللہ یا یاعلی یا یاغوث پکارتے ہیں تو محض پکارنے سے ہم شرک کا حکم نہیں لگائیں گے۔

6- حضرت مہدی کے زمانے میں رجعت ہوگی:

من مات علی الحب الصادق الامام العصر المھدی علیہ السلام ولم یدرك وانه اذن الله سبحانه ایحییه فیفوز فوزا عظیما فی حضورہ من بخورہ فی نورہ وھذہ رجعة فی عھدہ علیہ السلام۔

دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب ص 251 مصنف ملا معین

ترجمہ: جو شخص امام مہدی علیہ السلام کی سچی محبت پر فوت ہوگیا اور وہ امام کا زمانہ نہ پاسکا تو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے کہ (حضرت مہدی) اس کو زندہ کریں پھر وہ آپ کے حضور بڑی کامیابی پائے گا ان کے نور کی دھونی سے اور یہ رجعت ان کے زمانے میں ہوگی۔

نوٹ: عقیدہ رجعت شیعوں کا عقیدہ ہے جو باطل اور مردود ہے۔

7- بعض صحابہ فاسق ہیں:

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں:

"افمن کان مؤمنا کمن کان فاسقا" ومنه یعلم ان من الصحابة من ھو فاسق کالولید ومثله یقال فی حق معاویة وعمرو ومغیرة وسمرة معنی کون الصحابة عدو لا انھم صادقون فی الروایة لا انھم معصومون

نزل الابرار 3 ص 94

ترجمہ: پس کیا وہ شخص جو مومن ہو فاسق کی طرح ہے اور اس معلوم ہوا کہ

بیشک صحابہ میں سے بعض وہ ہیں جو فاسق ہیں جیسے ولید اور اسی طرح کہا جائے گا معاویہ (بن ابوسفیان) کے حق میں اور عمرو (بن العاص) اور مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کی بات نقل کرنے میں صادق ہیں نہ یہ کہ وہ معصوم ہیں۔

8-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سمجھ معتبر نہیں:

مولانا محمد جوناگڑھی عنوان قائم کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا۔ آگے پھر عنوان قائم کرتے ہیں: صحابہ کی درایت (سمجھ) معتبر نہیں۔

شمع محمدی ص19

9-حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت خود ساختہ تھی:

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب لکھتے ہیں:

آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا آپ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے اس لیے آپ کی خود ساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کے لیے ایک عذابِ خداوندی تھا آپ کی شہادت عالم اسلام کے لیے ایک آیت رحمت ثابت ہوئی۔

صدیقہ کائنات ص237

10- سگی دادی اور نانی سے نکاح جائز ہے:

(مولوی ثناء اللہ امرتسری نے) دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

کتاب التوحید والسنۃ ص273

غیر مقلد مولوی فقیر اللہ مدراسی صاحب نے بھی اپنی کتاب ”اعلام خلق اللہ

"ص 3 پر مولوی ثناء اللہ امرتسری کا یہ فتوی مع سوال وجواب کے شائع کیا ہے چنانچہ سوال جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی جد (دادا) کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہم بستر ہو کر مجامعت کی اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا اسی سے لڑکا پیدا ہوا اب علماء شریعت اس بارے میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں نکاح ہوا یا نہ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاوے گا اس کے شوہر پر نان ونفقہ واجب ہو گا یا نہ؟

جواب: بحکم لاتنکحوا مانکح اٰبائکم حقیقی والد کی منکوحہ (سوتیلی والدہ) سے نکاح تو منع ہے مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں اس لیے غالباً نکاح مذکورہ صحیح ہو گا بچہ بھی صحیح النسب ہو گا۔

اخبار امرتسر 4 11 رمضان 1328ھ

شاہ صاحب سے دردمندانہ اپیل:

ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے جس کے ذریعے اپنا دفاع کیا جاتا ہے آج ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے فریق مخالف کو ایسا جواب دے کہ فریق مخالف اپنا دفاع نہ کر سکے۔ جیسے شاہ صاحب نے اپنے مختصر سے کتابچے میں علماء دیوبند کے عقائد کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرنے کے لیے جب ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ کتابچہ تحریر کیا تو اس کے رد عمل کے طور پر قلم اٹھانا پڑا یہ کتاب شاہ صاحب کے عمل کا رد عمل ہے جو آپ حضرات کے ہاتھوں میں موجود ہے جس میں تمام جوابات شاہ صاحب کے اکابر کی کتب سے دیے گئے ہیں اب یہ کتاب ایک طرف شاہ صاحب کے کتابچہ کا رد عمل ہے تو دوسری طرف شاہ صاحب کے لیے ایک عمل بھی ہے ہو سکتا ہے کہ شاہ صاحب اس عمل کے رد عمل کے لیے قلم اٹھائیں اور اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا کریں تو چند باتوں کی وضاحت مطلوب ہے۔

نصیب شاہ سلفی صاحب سے دس سوالات

شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ اس کتاب کا جواب ضرور لکھیں لیکن شاہ صاحب اس بات کا خیال رکھیں کہ جواب لکھتے وقت یہ نہ لکھیں کہ میں اکابر کو نہیں مانتا اگر شاہ صاحب یہ لکھیں کہ میں اپنے ان اکابر کو نہیں مانتا تو صرف یہ کہنے سے شاہ صاحب کی جان نہیں چھوٹے گی۔

بلکہ شاہ صاحب کے لیے ضروری ہے کہ یہ ضرور واضح کریں کہ آپ اپنے علماء کو کیا نہیں مانتے؟ انسان نہیں مانتے یا ان مسائل کو نہیں مانتے ؟یا اہل حدیث مذہب کو نہیں مانتے ؟اگر شاہ صاحب یہ کہیں کہ میں ان عقائد اور مسائل کو نہیں مانتا تو شاہ صاحب سے دس(10)سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

1) آپ اپنے اکابر کے ان مسائل اور عقائد کو اس لیے نہیں مانتے کہ یہ غلط ہیں تو آپ اپنے اصول کے مطابق ان میں سے ہر ہر مسئلے کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ایسی صریح اور واضح دلیل پیش کریں جس میں آپ کی اپنی رائے کا کوئی عمل دخل نہ ہو اور نہ کسی امتی کا قول ہو کیونکہ آپ کے نزدیک قرآن وحدیث کی دلیل کے بغیر کسی عقیدے یا مسئلے کو صحیح مان لینا تقلید ہے اور تقلید آپ کے نزدیک شرک ہے لہذا مشرک بننے سے بچنے کے لیے صرف قرآن وحدیث سے دلیل پیش کریں۔

2) اگر مان لیا جائے کہ آپ لوگوں میں اتنا اختلاف ہے کہ ہر غیر مقلد کی اپنی اپنی جدا تحقیق ہے آپ کے جہلاء اپنے علماء کے مسائل کو نہیں مانتے اور نہ ہی ایک عالم دوسرے عالم کے مسائل کو مانتا ہے بلکہ ان مسائل لکھنے والوں پر لعنت لعنت کی آواز بلند کی جاتی ہے اور آپ حضرات ان کو واتبعوا فی ھذہ الدنیا لعنۃ کا مصداق بناتے ہیں تو پھر آپ ائمہ مجتہدین کے باہمی اجتہادی اختلاف پر اعتراضات کیوں کرتے ہیں ؟جب کہ ان کا اجتہادی اختلافِ باعث اجر وثواب ورحمت ہے نہ کہ باعث لعنت۔

3) جب آپ کے سامنے آپ کے کسی اکابر کی عبارت کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ اس کو نہیں مانتے۔ جب آپ اپنے اکابر کی عبارت کو تسلیم نہیں کرتے تو آپ کے اکابر کتاب کیوں لکھتے ہیں ؟ پھر ان کی تشہیر کیوں کرتے ہیں ان کو کیوں خریدتے ہیں؟ جب دوسرا آپ کے خلاف آپ کی کتاب سے کوئی دلیل پیش کرے تو ماننے سے انکار کے باوجود چھاپتے کیوں ہیں؟ آپ کے کتب خانے اور ٹرسٹ کیوں قائم ہیں ؟

ان کتابوں کو علمی خدمات اور علمی کارناموں کے عنوان سے کیوں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ ان کتابوں کو مفت کیوں تقسیم کیا جاتا ہے ؟ آپ کے کتب خانوں اور لائبریروں میں یہ کتب کیوں موجود ہیں ؟ آپ ان کتابوں کو نہ ماننے کے باوجود آگ کیوں نہیں لگاتے ؟ آئندہ آپ کے اکابر ایسی کتابیں لکھنا کیوں نہیں چھوڑ دیتے ؟ کتب خانے اور ٹرسٹ کیوں ختم نہیں کرتے ؟ اور جو غیر مقلد ایسا لٹریچر تقسیم کرے اس کی جوتوں سے تواضع کیوں نہیں کی جاتی؟

4) جب غیر مقلد عالموں کی تحقیق جدا جدا ہے اور آپ ان کو نہیں مانتے تو یہ بھان متی کا کنبہ ہوا نہ کہ کوئی جماعت پھر ان کو جماعت اہل حدیث، جمعیت اہل حدیث، جماعت غرباء اہل حدیث اور جماعت شبان اہل حدیث کہنا کیسے درست ہے ؟

5) جب آپ مانتے ہیں کہ فقہ حنفی اور فقہ شافعی، فقہ حنبلی اور فقہ مالکی کے تمام مسائل غلط نہیں مثلاً فقہ حنفی کے بارہ لاکھ مسائل میں سے صرف سو دو سو کے قریب مسائل پر اکثر اعتراضات کیے جاتے ہیں اور ہماری طرف سے ان کے منہ توڑ جوابات بھی دیے جا چکے ہیں۔

اس کے برخلاف غیر مقلدین کے مسائل فقہ حنفی کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں اس کے باوجود غیر مقلدین کے سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن کو سن کر غیر مقلدین ان پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ ان مسائل کو لکھنے والوں کو سِکھ بے

ایمان کہہ دیتے ہیں سوائے انکار کے ان کے پاس ان مسائل کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔

تمام غیر مقلدین سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان کی تردید کے لیے آپ نے کوئی جماعت بنائی ہے؟ یا ان کی تردید میں کوئی رسالہ یا پمفلٹ وغیرہ شائع کیا ہے؟ اگر کوئی پمفلٹ یا رسالہ شائع کیا ہے تو وہ منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس ان کتابوں سے اجتناب فرما سکیں۔

6) آپ حضرات کو دعوی ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں تو تمہارے اکابر وہ مسائل جن کو آپ حضرات سِکھوں کے مسائل کہتے ہیں اگر آپ حضرات ان کو قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہو تو آج تک اس کا انکار کیوں نہیں کیا؟ یا پھر ان کو قرآن وحدیث سے ثابت کیوں نہیں کیا؟ ان مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت نہ کرنے یا ان پر انکار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرات اپنے دعوی میں جھوٹے ہیں۔

7) جن مسائل کو آپ قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں کیا ان مسائل پر آپ نے تحقیق کی ہے؟ اگر تحقیق کی ہے تو قرآن وحدیث کے وہ دلائل جن سے آپ نے ان مسائل کو غلط ثابت کیا ہے منظر عام پر لایا جائے اور اگر تحقیق نہیں کی ہے تو ان مسائل کا بغیر تحقیق انکار کرنا انصاف نہیں بلکہ ضد ہے اور یہ ضد صداقت، امانت، شرافت اور دیانت کے خلاف ہے۔

8) شاہ صاحب سے گذارش ہے کہ آپ اپنے ان اکابر کے نام پیش کریں جن کو قرآن وحدیث کے دعوی میں سچا سمجھتے ہیں تاکہ ان کی کتابوں کی تحقیق کی جائے کہ وہ کتنے سچے ہیں؟ اور اگر آپ اپنا کوئی سچا عالم پیش نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کے تمام علماء جھوٹے ہیں اور آپ کا مذہب جھوٹ کی بنیاد پر قائم ہے اور جھوٹ بھی قرآن وحدیث کے معاملے میں لعنة اللہ علی الکذبین۔

9) جب آپ حضرات کا دعوی ہے کہ ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے تو صادق سیالکوٹی کی کتاب ''صلوۃ الرسول'' اور ''سبیل الرسول'' وغیرہ عوام الناس میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی کتابیں کیوں تقسیم نہیں کرتے کیا صادق سیالکوٹی کی کتابیں آپ کے نزدیک قرآن وحدیث کا درجہ رکھتی ہیں یا ان کتابوں میں تمام باتیں قرآن وحدیث کی ہیں ایک بات بھی صادق سیالکوٹی کی نہیں ؟

10) جب آپ کی کسی بات پر اعتراض ہوتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے جب کہ آپ کے علماء ان پر فخر کرتے ہیں اور اسے علمی کارنامہ کہتے ہیں۔ چنانچہ معروف غیر مقلد ابو یحیٰ امام خان نوشہروی کی کتاب ''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات میں اکابر غیر مقلدین کی اکثر کتابوں کے نام موجود ہیں مثلاً ہدیۃ المھدی، نزل الابرار من فقہ النبی المختار وغیرہ جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو اس کا تعارف یوں کرایا گیا ''یہ کتاب علمی کتاب ہے'' اور اس کتاب کو 29 مارچ 1937ء آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پچاس سالہ جوبلی کانفرنس میں فخریہ طور پر پیش کیا گیا۔

ماخوذ از ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص9 طبع لاہور

اب شاہ صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ ایک طرف کسی کتاب کو علمی خدمات کے عنوان سے پیش کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف اس کے بارے میں آپ حضرات کی متضاد آراء ہوتی ہیں۔ یہ تضاد کیوں؟

آپ ان مسائل کی ذمہ داری قبول کریں اور ان مسائل کا قرآن وحدیث سے صریح دلائل کے ساتھ جواب دیں اور اگر یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو ان کتابوں پر رد کرنے کے بعد تمام کتابوں کو آگ لگائی جائے اور دوبارہ ان کی

تشہیر نہ کی جائے اگر یہ کتابیں آپ کی نہیں ہیں تو پھر ان کتابوں کی تعریف علمی خدمات کے عنوان سے ابو یحیٰ امام خان نوشہروی اور عبد الرشید عراقی اسحاق بھٹی وغیرہ کی کتابوں میں کیوں موجود ہے؟

دیدہ باید!

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه

اللھم ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

متکلم اسلام ایک نظر میں

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوہڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالی

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد

تدریس: معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست اعلیٰ: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مرکزی ناظم اعلیٰ: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروس

سرپرست: احناف ٹرسٹ

تبلیغی اسفار: ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبیا، کینیا، سنگاپور، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، یمن، بحرین

تصانیف: عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، درس القرآن، نماز اہل السنت والجماعت، صراط مستقیم کورس (مرد وخواتین)، اعتکاف کورس، خطبات متکلم اسلام، مضامین متکلم اسلام، مجالس متکلم اسلام، مواعظ متکلم اسلام، شہید کربلا اور ماہ محرم، قربانی کے فضائل ومسائل، بیس رکعات تراویح، القواعد فی العقائد، اصول مناظرہ، المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ، فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ، خطبات برما۔

بیعت وخلافت: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ

امین العلماء قطب العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

اصلاح وارشاد

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، 87 جنوبی، سرگودھا

www.ahnafmedia.com

المہند اور اعتراضات کا

علمی جائزہ